بہ حسن توفیق خدای زمین و زمان

دریں آوان میمنت اقتران دیوان سحر البیان را ... [illegible]

سحر مصطفیٰ

معروف

دیوان مصطفیٰ

از تصنیف شاعر شیرین زبان جناب چودھری منشی محمد [illegible] مختار [illegible] ضلع [illegible]

در مطبع مسلم [illegible] پریس [illegible] طبع شد

بفضلِ الٰہی اس خادم دین کے کتب خانہ میں جملہ اشاعت کی کتب دینی مثلاً [illegible] حدیث۔ تفسیر۔ صرف نحو منطق عربی

فارسی۔ اردو وغیرہ وغیرہ موجود [illegible] نہایت [illegible] روانہ کی جاتی ہیں [illegible] اصول نہایت کم

[illegible] کتب خانہ کی [illegible] لئے پیروی کی جاتی ہے۔ مثلاً [illegible] بذریعہ کارڈ طلب [illegible]

[illegible] قیمت آنے پر یا بذریعہ وی پی ارسال ہوگی۔ [illegible] سے ہے اور خاکسار کے [illegible]

[illegible] وغیرہ کا [illegible] اور [illegible] تمام [illegible] کرائی جاتی ہیں لہذا [illegible]

[illegible] فہرست کتب [illegible] خاکسار کے [illegible] ہوگی درج کی جاتی ہے

[illegible] بالتفصیل [illegible]

خاکسار [illegible]

فہرست کتب جدید [illegible]

یہ کتابیں بالکل [illegible] اور [illegible]

سیر الاولیاء - اردو - [illegible] حالات [illegible]

[illegible] الدین اولیاء [illegible]

[illegible]

حصہ اول میں فضائل خواجگان چشت [illegible] حالات خواجگان

تا حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن سنجری [illegible]

اجمال اور [illegible] مبارک خواجہ بزرگ سے [illegible] حضرت سلطان المشائخ

تک مع حالات خلفائے حضرت سلطان المشائخ و [illegible]

موجود و یاران اعلیٰ حضرت خواجہ بزرگ و قطب صاحب وغیرہ

رضی اللہ عنہم بوضاحت تمام [illegible]

[illegible] حضرت سلطان المشائخ [illegible]

[illegible]

ایک اعلیٰ درجہ کی [illegible]

انگریزی [illegible] سے متعلق ہے [illegible]

[illegible]

فوائد الفواد اردو - معروف [illegible] سلطان المشائخ

محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء [illegible] رضی اللہ

عنہ - جمع فرمودہ حضرت خواجہ امیر علاء حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ جسکو

حضرت موصوف نے [illegible] سال کامل کی مدت میں جمع کیا تھا - یہ وہی

کتاب ہے جسکے بدلے طوطی ہند حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اپنی جملہ

تصانیف [illegible] الا آپ نے اس دولت

[illegible]

اسرار الاولیاء اردو - معروف [illegible] شیوخ العالم حضرت

بابا صاحب شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی رضی اللہ عنہ - جمع

فرمودہ حضرت مولانا بدر الدین اسحاق خلیفہ اعظم و داماد

حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہما [illegible]

قیمت [illegible]

اصول السماع عربی اصلی مع ترجمہ اردو [illegible]

حضرت مولانا فخر الدین زرادی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف ہے

[illegible] آپکی جودت طبع کا

[illegible]

[illegible] اردو ترجمہ کیا گیا

[illegible] آداب معلوم کرنے کے لئے

[illegible] ضروری ہے - قیمت [illegible]

[illegible] اردو - [illegible] اہل بہشت کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] جہان آبادی رضی اللہ

عنہ [illegible] اس کا ترجمہ اردو کیا گیا

ہے اور [illegible]

فارسی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مثنوی [illegible]

مثنوی مولانا [illegible]

ہے کہ [illegible]

[illegible]

پڑھنے والے کو [illegible]

شریف [illegible]

صرف [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لآلی حمد و جواہر ثنا شائستہ طراز ردای خداوند واجب التعظیم است جل شانہ کہ مجنون عشق را لیلای
سخن از بطن مادر ہمزاد آوردہ آلای شاعری در سر انداخت ازین رو زبندہ ام اکثر اوقات رباعیات
و گوہر بے بہا غزلیات بہ بنیان بیان در سلک نظم انتظام میداشت حتی کہ دیوانے ترتیب دادہ از حسن
اتفاقات با جناب مکرم معظم زبدۃ الشعرا عالم خلاق المعانی سحر سخندانی غواص بحار کمال فارس
مضمار سحر بلال صیرفی دیار بلاغت محک عیار فصاحت چکیدہ کلک گوہر سلک را اگر مغز قلم گوہر سنجان
و نزادگان طبع وقادش را اگر یوسف وقت خوانم زیباست۔ ابلغ البلغا و افصح الفصحا فصاحت
کیش بلاغت اندیش جناب مسٹر جارج پیش صاحب بہادر تخلص شور تعلقہ دار ہرچندپور وغیرہ علاقہ
ضلع میرٹھ مدظلہ العالی بوسیلۂ گلدستۂ محبت و ولا مجموعۂ مودت و سخا حمیدہ خصال بلند اقبال منشی
ہرجیون لال صاحب تحصیلدار قصبہ گوہانہ ضلع رہتک اتفاق ملاقات افتاد بصد شوق و کمال
ذوق استدعا تلمذ بخدمت فیض موہبت شان نمودم از وفور مہربانی و اقتضای حسن اخلاق کہ
سجیۂ مرضیہ شیوۂ ذات بابرکات است عرض آنم مقبول گردید از آن روز این ہیچمدان چودھری
محمد ناصر علی خان- المعروف چودھری **محمد ناصر علی خان** خلف چودھری محمد حیدر علی خان
رئیس قصبہ گوہانہ ضلع رہتک داخل زمرۂ شاگردان عقیدت گزین و حلقہ بگوشان ارادت آئین
گشتہ استفادہ غزل گوئی از جناب معزی الیہ حاصل کردہ و میکنم و تخلص خود مضطر قرار دادم و
اجزای اوراق سابقہ کہ مثل یوسف عزیز میداشتم بدبردگی اخوان زمان پارہ کردہ چاک کردہ در چاہ انداختم

وانچه از ابتدای شاگردی جناب مخدومی موزون کردم داخل دیوان هذا نموده موسوم به سهر مضطر که
بروی ابجد تاریخ هم می برآید ترتیب دیوان ساختم۔ حالا التماس بخدمت منصفان سخندانی و نکته سنجان
معانی آنکه اگر بمقتضای البشری خطا رفته باشد از دخل بجا بدرستی آن پرداز ند و این خوشه چین را
بدعای خیر یاد فرمایند۔ **قوله** بپوش گر بخطای رسی و طعنه مزن ٭ که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ٭

دیباچه ثانی

از عطیهٔ مهربانی محب بی کینه و کد حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب واثق متوطن شهر پانی پت
مدرس مدرسه اسلامیه شهر مذکور خلف الصدق طائف مکهٔ مبارکه و زائر مدینهٔ منوره حاجی جان محمد صاحب
مرحوم مغفور دخله الله تعالی فی الجنة

بسم الله الرحمن الرحیم

لعل شب چراغ حمد بتمام و لالی مدح ثریا نظام بارگاهی رفیع ملک العلام که دیوان آفاق کائنات برباعی اربع
عناصر افروخته اوست و مسدس مصنع جهات سته بگوناگون بدائع و بوقلمون صنائع قطعه قطعه ساخته
اوست۔ زهی مبدع جواد که مشت خاک را با وجود انعام مایهٔ ادراک محسوسات و معقولات گوهر بنا
موزونی طبع مستزاد عطا فرموده مخترع را که ضمائر مصفا و قلوب مجلا را بشوق ترجیع بجود دولت
سرمد و جاه ابد بخشود۔ اعظم شانه و عم احسانه و سجود باشی خضوع خامهٔ نیاز آمود نعت بدر آستانه
شهنشاه یگانه رسالت پناه زیب تختگاه لی مع الله که جهت موازنهٔ نظم ایمان وقیع عروض بدیع آن
کلمهٔ متبرکهٔ شهادت نهاده فرد فرد متکین از جهت بمداومت زمزمهٔ بیت الشرف قصائد محامد او لب
کشاده مکرم نوالش مطلع هدایت وجود مکونات از جزئیات صغیر صغیر تا کلیات کبیر کبیر است و تحیتهٔ
صفاتش مقطع سلسلهٔ نبوت و سلاله خاتمیت او جود نظیر زبان فصیح را با همه بیان فراخ بحمدیت او
قافیه تنگ۔ و اشهب تیزگام سبک عنان بلیغ درین متبع عرصه لنگ یا ایها المشتاقون بوضوح
نور جماله صلوا علیه و آله۔ اما بعد نظارگیان وضع تماشا دوست را مژده بنظارهٔ این فرخ ناظوره
خرد فریب نظر زیب عشرت انگیز مسرت زا و بهجت آمیز طرب فزا که بآئین مطبوع بمنصه شهود
از سر نو بجلوه در آمده بعد دمشاطگی طبع سخن سنج مقدس مزاج مکلل تاج لسنین و هاج

برعلیس برج حصول مدارج ثمر الف السانیه بترقی معارج وصول ارتباج ملکات نفسانیه سرخوش ایاغ
محفل فلاح روشن چراغ انجمن صلاح ماتن شرح فضائل اربع فائض منافع ارفع دلیل ساطع سبیل
انتفاع کفیل راسخ طریق ارتفاع خازن گنج اخلاق نافع منزل بہج وروس متواضع مونس طرح
نقوش ابداع نقاش الواح حصول اختراع خلیل طبع برآوردن حوائج سهیل فروغ مقبول
نتائج مزین وقوع اعمال صالح محرق رواج افعال صالح محقق مواقع اصول فروغ باذل
مواضع ال وخشوع مصقول رمح میدان جرح مسلول تیغ جہاں فتح سحبان بلاغ لقمان دماغ
معین شرع مکمل ورع اعظم رؤسا راس اشرف الشرفا سر دفتر عمائد گوہانہ چودہری ممدوح زمانہ
محمد ناصر علی خاں مدظله الوسیع که هر دو دیوان شیوع یافته پیشینه خود را یکجا فراهم آورده اند
ونام این مجموعه بعنوان استخراج سال تاریخ سحر مضطر کرده اند چنانچه شمار یکهزار و سه صد و شش
است دانا داند که چنین استخراج اعداد به تناسب نام عجب مقام چه قدر خوب است۔
راقم سطور دیباچه غلام احمد- واثق شیخ میرزا پانی پت مولد خلف حضرت طائف مکه مبارکه
وزائر مدینه منوره جان محمد غفر الله له- را چه یارا که سرود ثنا سراید- اما زیبا که دست بدعا
کشاید که سامع دعوات واے رافع درجات نخلبند این باغ تازه و تر دگر دد آورا اسباب
انبساط مظهر یعنی واضع دیوان فرح خیز موسوم به سحر مضطر را از کرم عمیم خود در دنیا بعمر و
بصیرت خضر و بجاه حشمت سکندر با دل فارغ از تشویش احتیاج دارا د- و در آخرت بزیر
سایه علم خورشید پرچم جناب خاتم الانبیا علیه التحیة والثنا پایه دہاد- ہلال اوج اقبال
لامع مدام وشمس مرتفع اجلال طالع بالدوام باد- فقط۔

ہو العزیز

آغاز دیوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصد کر پہلے قلم توحید ذات پاک کا
ہے وہی مالک زمیں کا عرش کا افلاک کا

کُنہ اوسکی پا سکے مقدور کیا کوئی بشر
بس یہاں چلتا نہیں کچھہ فہم کا ادراک کا

ہے دوا سے دردمنداں نام تیرا یا خدا
تجھہ سے خوش ہوتا ہے آساں خاطر غمناک کا

ملتی ہے افضال حق سے بحر عالم میں نجات
ورنہ دل ڈوبا ہی رہتا ہے ہر اک تیراک کا

صید گاہِ عشق میں او ترک تجھہ نخچیر کو
ذبح کرکے باندھ لے مشتاق ہوں فتراک کا

حکم سے اوسکے نہیں برگشتگی ہرگز روا
دیکھہ حال ناروا ابلیس سے ناپاک کا

التجا تجھہ سے یہی ہے یا خدا محشر کے دن
دست مضطر میں ہو دامن صاحب لولاک کا

مداح ہوں میں حضرت رب جلیل کا
دیواں مرا نمونہ ہے باغ خلیل کا

فرد بشر کو کُنہ ہو دریافت اوس کی کیا
بند ہے ملائکوں میں دہاں قال و قیل کا

کیا شان ہے کہ فوج ابابیل سے وہاں
لشکر نہ تاب لا سکا اصحاب فیل کا

فرعون نے نہ چھوڑا جو دعوی خدائی کا
کیسا تلاطم آسپہ ہوا رود نیل کا

بلوا لیا اپنے دوست کو اُس جا کہ جس جگہہ
مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا

کہتے ہیں خاص و عام مہ چاردہ وہ ہے
داغی غلام میرے دل آرا جمیل کا

مصطفیٰ بجا ہے قول شہنشاہ بوظفر
مقدور کس کو حمدِ خدائے جلیل کا

ذکرِ میلادِ پیمبر جو دہاں پر آیا
مرحبا صلِّ علیٰ شور زباں پر آیا

کفر غارت ہوا اسلام نے رونق پائی
جلوۂ نورِ نبی جبکہ جہاں پر آیا

سرنگوں ہوکے گرے خاک پہ بت ہی سارے
زلزلہ خوف سے کسریٰ کے مکاں پر آیا

اک اشارہ کیا انگشت کا تم نے جبکہ
ہوکے دو ٹکڑے نظر چاند وہاں پر آیا

جس نے کی روضۂ اقدس کی زیارت تیرے
دیکھنے آیا جہاں اوسکو جہاں پر آیا

کہا خوش ہوکے فلک نے کہ قدم چومونگا
حکمِ معراج کا جب شاہِ زماں پر آیا

منسوخ ہوگئیں توریت زبور و انجیل
جب کلامِ ایزدِ حق آپکی شاں پر آیا

تو ہے وہ شاہ ہوئی عقدہ کشائی تجھ سے
ملتجی جب کوئی اظہارِ بیاں پر آیا

اللہ اللہ رے رعب شہِ والا مصطفیٰ
ملک الموت نہ بے حکم مکاں پر آیا

وہم ملکوت نے جسجا نہ گذارا پایا
اوسکی تجھ حضرت آدم نے اجارا پایا

کر دیئے مرگ نے نابود جہاں سے نامی
سمجھے ہم جب نہ نشاں مرقد دارا پایا

آہِ سوزاں نے وہیں سینہ کو اوسکے پھونکا
مثلِ گردوں جو عدو کوئی ہمارا پایا

تیر ترا ابروئے قاتل سے میانِ عالم
جستجو کی تو نہ خنجر نہ دو دھارا پایا

جو گرا اس میں پتہ پھر نہ لگا کچھ اوسکا
عشق کے بحر کا ہم نے نہ کنارا پایا

خرمنِ ہستیٔ عشاق نہو سوختہ کیوں
برق سے دل کا سوا ہم نے شرارا پایا

کرکے اب وردِ زباں نام محمد مصطفیٰ
ہم گنہگاروں نے بخشش کا سہارا پایا

مصحفِ رو میری نظروں سے وہ پنہاں ہی رہا
گرچہ کرتا ہیں تلاوت روز قرآں ہی رہا

دفترِ حکمت میں آزارِ محبت کی دوا
زلیست بھر لقمان جس میں پریشاں ہی رہا

زلف دکھلا سامنے سے میرے وہ تو چل دیئے
لوٹتا چھاتی پہ میرے [illegible] پیچاں ہی رہا

ناز برداری کروں کیونکر تری وحشت میں
نہ قبائے تن رہی نہ جیب اماں ہی رہا

تو حسیں وہ ہے کہ یوسف جامہ زیبی سے ترے
دیر تک حسرت زدہ سر در گریباں ہی رہا

وصل بت سے کامیابی ہوگی حاصل ایک دن
گرچہ شامل حال مضطر فضل یزداں ہی رہا

بانی جور و جفا جب کوئی تم سا نہوا
مورد رنج و محن بھی کوئی ہم سا نہوا

ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے مضموں کمر کو تیرے
ایسے گم ہو گئے ہم آپ میں آنا نہوا

حشر میں خلد کے جانے سے کرونگا انکار
گرچہ اے حور نمونہ ترے گھر کا نہوا

دشمنی سے ترے اے باد مخالف ہمکو
خاک در ہو کے بھی اوس کوچہ میں رہنا نہوا

ہوکے بسمل جو میں تڑپا تو یہ قاتل نے کہا
آجتک زیر نظر ایسا تماشا نہوا

قتل سے تیرے کئی ہوگئے ہزاروں بے ہوش
خیر گذری بھی وہ انجمن آرا نہوا

نرگسی چشم تری دیکھکے عاشق تیرا
ایسا بیمار پڑا پھر کہ توانا نہوا

مضطر اکے شعر اسے تو جواب غالب
حق یہی ہے کہ نہوتا ہے نہوگا نہ ہوا

ملنے کا پھر سرو کیں سامان نہیں رکھتا
دل طاقت پرواز پرستاں نہیں رکھتا

موتی کو بھلا دامن خواہش میں بھروں کیسے
اشکوں کی شباہت دُر غلطاں نہیں رکھتا

اے مصحف رخسار تصور میں تمہارے
کب پیش نظر اپنے میں قرآں نہیں رکھتا

مایوس شہادت سے ہوں کس لیئے ہمدم
پاس اپنے وہ اب خنجر براں نہیں رکھتا

گو پر ہے طبیبوں سے جہاں اے دل مضطر
پر درد کا تیرے کوئی درماں نہیں رکھتا

کوچہ یار کو جب خلد سے منسوب کیا
تب ہی جنت کو دل شیخ نے مرغوب کیا

بیحجابی سے تری چرخ نے غیرت کھاکر
شفق شام میں خورشید کو محجوب کیا

نہوا یوسف ثانی کا ملستر و بدار
گرچہ آنکھوں نے مری گریۂ یعقوب کیا

ہوش اور عقل کا تھا کشور دل میں جھگڑا
حضرت عشق نے دونوں ہی کو مغلوب کیا

آجکل روتے بہت سر کو پٹک کر مضطر
دل بتوں کو نہ دیا تم نے بہت خوب کیا

غمِ فراق فلک نے بڑھا دیا میرا
رفیق و مونس و ہمدم چھڑا دیا میرا

اچاٹ نیند رہی رات بھر نہ وہ سوئے
فسانہ یہ او نہیں کس نے سنا دیا میرا

صبا یہ دشمنی کب کی نکالی تو نے جو
غبار کوچے سے اوسکے اوڑا دیا میرا

رہینِ شوق ہوں قاصد سے پہلے خط اوسکے
مثالِ کاغذِ بادی آڑا دیا میرا

تڑپنا طائرِ بسمل کا اوسے حاصل تھا
کسی نے کیوں نہ اونہیں دل دکھا دیا میرا

لگے وہ کہنے مرے ضعفِ حال کو سنکر
پسینہ کیوں نہیں اونکو سنگھا دیا میرا

نہ کیونکہ رشکِ مسیحا اوسے کہوں مضطر
کہ لب ہلاتے ہی لاشہ جلا دیا میرا

مچ رہا ہے چار سو عالم میں غل فریاد کا
انتہا ہے کچھ بھی ظالم اس تری بیداد کا

سنکے میرا اونکا ذکرِ خیر حسن و عشق اب
بھول سب قصہ گئے شیریں کا اور فرہاد کا

لو چکر بازو بچایا زحمتِ پرواز سے
رحم ہے حق میں مرے یہ بھی ستم صیاد کا

یاد آتا ہے مجھے بیساختہ وہ سرو قد
باغ میں جب دیکھتا ہوں نخل میں شمشاد کا

اشک پینا ہو گیا طفلی ہی سے اپنی غذا
ہے گماں اب آنسوؤں پر شیرِ مادر زاد کا

ہم ازل سے ہیں گرفتارِ خمِ زلفِ یار کے
ظلم سہنا کھیل ہم کو ہو گیا صیاد کا

بحرِ عالم میں حباب آسا ہے مضطر زندگی
دیکھنا نازاں نہ ہونا زیستِ بے بنیاد کا

ہوا ہوں کشتہ میں اک ابروئے خمدارِ جاناں کا
ہلالِ چرخ پر مجھکو گماں ہے تیغِ براں کا

شفق میں جو نہاں خورشیدِ گردوں آکے ہوتا ہے
یہ پرتو ہے پری پیکر تمہارے روئے تاباں کا

شبِ وصلِ صنم یارب میسر ہو کہیں جلدی
سہا جاتا نہیں اب تو یہ صدمہ روزِ ہجراں کا

خدا بخشیگا جب مجھکو کرونگا تیری ہی خواہش
نہ ہونگا حشر میں خواہاں کبھی میں حور و غلماں کا

نہیں جانبر ہوا جس کو ڈسا اس مارِ کاکل نے
بلا کا زہر ہے قاتل تمہاری زلفِ پیچاں کا

کریگا کیا کوئی درماں مریضِ عشق وہ ہوں میں
کہ جس سے وہم بڑھتا ہے ارسطو اور لقماں کا

بپا ہو جائیگا طوفاں نفس سے بحرِ عالم میں
رہا سیلاب گر جاری ہماری چشمِ گریاں کا

نہیں چھلنی تری تیرِ نظر سے یہ دلِ **مضطر**
جسے دیکھو مشبک ہے ہماری تیرِ مژگاں کا

نہیں ملنے کا قابو مجھ سے دلبر ہو نہیں سکتا
ترا ملنا ترے قبضہ سے باہر ہو نہیں سکتا

کریں مارِ سیہ تسخیر جس سے کام ور والے
وہ ناگن زلف پر منتر موثر ہو نہیں سکتا

سنا سکتے ہو جو اے ہمدم خبر دلبر کے آنیکی
کہاں ایسا نصیب اپنا یہ باور ہو نہیں سکتا

دلِ بسمل کہے ہے وردِ زباں ہر دم یہی کلمہ
مقابل ابروئے قاتل کے خنجر ہو نہیں سکتا

مجھے ہو چین کیونکر چارہ گر اس بیقراری سے
غمِ ہجراں فرو سینہ سے دم بھر ہو نہیں سکتا

مرے بالیں پہ وقتِ نزع یوں لقماں بھی بولا
کہ بیمارِ محبت سے یہ جانبر ہو نہیں سکتا

وہ خوشبو تر لطافت ہے پسینہ میں ترے گلرو
کبھی یہ عطرِ گل جسکے برابر ہو نہیں سکتا

نکالوں چیر کر پہلو ابھی اس دل کو اے **مضطر**
اگر یہ زینتِ آغوشِ دلبر ہو نہیں سکتا

مجھ سے جب تک وہ گل نہیں ملتا
غنچۂ دل ذرا نہیں کھلتا

سیتی سینا مجھ سے سوزنِ تدبیر
چاکِ تقدیر پر نہیں سلتا

ہے گلوگیر طوق جوں قمری
خود بخود کچھ گلا نہیں چھلتا

ہو چکے سب فسونِ بنگالہ
مار کاکل مگر نہیں کلتا

آہ **مضطر** جو بے اثر ہوتی
آسماں یوں کبھی نہیں ہلتا

کب دلربا سے وصل کا اقرار ہو گیا
خوابیدہ بخت کب مرا بیدار ہو گیا

موزوں یہ وصف کیا کمرِ یار ہو گیا
عنقا تھا ایک وہ بھی گرفتار ہو گیا

آیا جو [illegible] رخسار ہو گیا
ہر موئے زلف حق میں مرے مار ہو گیا

[illegible] ہو گیا
[illegible] ادا [illegible] ہو گیا

ہر دم وصال کا ہی لیت و لعل رہا
اقرار ہو گیا کبھی انکار ہو گیا

شیریں کو تب قلق ہوا تاثیر عشق سے
فرہاد جب فنا لب کہسار ہو گیا

بدبخت اس قدر ہوں میں باغ جہان میں
جس گل پہ ہاتھ ڈالا وہی خار ہو گیا

موسے کی مثل ہوش نہ مضطر رہا انہیں
جنکو نصیب جلوہ دیدار ہو گیا

زخمی وہ ہوں میں ناوک مژگان یار کا
پھٹتا جگر ہے دیکھ کے ہر چارہ کار کا

اقرار کرکے بارہا انکار کر گئے
کسکو یقیں ہو آپکے قول و قرار کا

ہم خوب تجکو دیویں گے دست جنوں سزا
باقی رہا جو نام گریباں کے تار کا

رخ کی کبھی ہے یاد تو زلفوں کی ہے کبھی
تجکو بھی ہے مشغلہ لیل و نہار کا

زلف دراز یار کو اے دل نہ چھیڑ تو
ہر سمت شور ہوگا ابھی مار مار کا

لیجئے تو تھما ابھی طوفان نوح بھی
ادنیٰ سا کام ہے یہ مرے چشم زار کا

گر زلف عنبریں کی ہو خوشبو مجھے نصیب
بھولے سے بھی نہ نام لوں مشک تتار کا

ملفوف خط میں کر دیئے لالہ کے ہم نے پھول
جب لکھ سکے نہ حال دل داغدار کا

لرزاں ہمارا دیکھکے مرقد وہ کہتے ہیں
شاید مزار ہے یہ کسی بے قرار کا

ہوگا کسیکو وصل میں حاصل نہ لطف وہ
ہم نے مزا اٹھایا ہے جو انتظار کا

شاید خمیر خاک کسی منتظر کا ہے
نرگس جو دم بھرے ہے تکے انتظار کا

بعد از فنا یہ دشمنی ہم سے صبا نے کی
گل کر دیا چراغ ہمارے مزار کا

مضطر فنا ہے سبکو کسیکو بقا نہیں
لیکن سخن سبب ہے بڑا یادگار کا

نہ فرماؤ تم عزم جاناں سفر کا
بپا مجھپہ ہووے گا صدمہ سقر کا

فغاں کو مری سنکے آہستہ بولے
مچا آج کیسا یہ غل شور و شر کا

ہوا سامنا جبکہ ناوک فگن سے
لیا کام سینہ سے ہم نے سپر کا

ابو جہل ہٹ ہی پیمبر نہ سمجھا
ہوا معجزہ گرچہ شق القمر کا

مژہ اور ابرو خدا خیر رکھے
کہ ہے سامنا آج تیر و تبر کا

ولا دام گیسو میں ہرگز نہ پھنسنا
کہ پھر تجھ سے اصلا نہ جائے گا سر کا

نہ کوٹھے پہ جانا کبھی بھول کر تم
خلل ہو نہ جائے کسی کی نظر کا

شب وصل میں بھی نہ چین آیا ہمکو
رہا دغدغہ دل پہ وقت سحر کا

جو قاتل کو خواہش ہے دے ڈالو مضطر
گراں تن پہ ہوتا ہے یہ بار سر کا

ظلم ہر دم سہا نہیں جاتا
زیر گردوں رہا نہیں جاتا

چاند داغی غلام ہے تیرا
ماہ تجھکو کہا نہیں جاتا

وصل ہونا تو غیر ممکن ہے
ہجر میں بھی موا نہیں جاتا

اے فلک تیری ہو کہیں بدلی
ظلم تیرا سہا نہیں جاتا

ہونٹھ چباکرینگے ساری عمر
لب کا بھولا مزا نہیں جاتا

تیرے عشاق کا رفو کرے
جیب و دامان سیا نہیں جاتا

ایسا ممسک بنا وہ شاہ حسن
ایک بوسہ دیا نہیں جاتا

تیغ ابرو کا تیرے اے قاتل
وصف ہم سے کیا نہیں جاتا

ناصحا آپکی نصیحت سے
عشق ہم سے چھپا نہیں جاتا

چھوڑ جاتے ہیں روز وہ بسمل
پاک قصہ کیا نہیں جاتا

شور و نالہ سے تیرے اے بلبل
آسماں کچھ ہلا نہیں جاتا

ناتوانی نے کر دیا عاجز
حیف اون سے ملا نہیں جاتا

میری حالت زبانی کہہ دینا
قاصدا خط لکھا نہیں جاتا

کوئے جاناں کو چھوڑ کر مضطر
سوئے جنت چلا نہیں جاتا

کس دن خیال کاکل پیچاں نہیں رہا
کس شب ہمارا حال پریشاں نہیں رہا

اوس لعل لب سے ہے نہ فقط لعل ہی خجل
در عدن بھی لائق دنداں نہیں رہا

حضرت شور ۔ کس دن وہ یاد مہر درخشاں نہیں رہا ۔

مصرع ۔ شکوے دل میں ہزار ہیں لیکن ۔ مونہہ پر اونکے کہا نہیں جاتا ۔

برگشتہ مجھ سے اونکو رقیبوں نے کر دیا ‎— وہ قول اونکا اور وہ پیماں نہیں رہا
بوسہ طلب جو کرتا ہوں کہتے ہیں وہ کہ تو ‎— ہٹ جا کہ مونہہ لگانیکے شایاں نہیں رہا
مضطر سنا ہے جب سے کہ بخشیگا وہ کریم ‎— اندیشہ دلمیں پرسش عصیاں نہیں رہا

کشور دلمیں اگر عشق نہ سلطاں ہوتا ‎— روح کے رنج کو کب جسم کا زنداں ہوتا
عشق ہم کو نہ اگر کاکل پیچاں ہوتا ‎— اسطرح سے نہ میرا حال پریشاں ہوتا
دشمن جاں تھا فلک خوب رلاتا ہم کو ‎— باغ عالم میں اگر کچھہ بھی میں خنداں ہوتا
بہولتا وحشت نوردی کی مصیبت مجنوں ‎— ساتھہ میرے جو وہ ہمگشت بیاباں ہوتا
طشت از بام نہو کس لئے حال مضطر ‎— عشق اور مشک تو ہرگز نہیں پنہاں ہوتا

جسم فرقت کے سوا رنج و محن میں تنکا ‎— ہو گیا وصل کی میں ہاے لگن میں تنکا
یوں نمایاں ہے میرا جسم یہہ جامۂ تنگ ‎— جیسا لپٹا ہوا رکہا ہو کفن میں تنکا
زلف کے ناگ کو انگشت لگائی تو کہا ‎— ارے ناداں نہ لگا سانپ کے پھن میں تنکا
مجھکو مژگاں سے عبث کرتا ہے بسمل قاتل ‎— تیر کا کام کہیں دیتا ہے رن میں تنکا
رحم کرتا نہیں مضطر پہ وہ ظالم دھر کر ‎— گرچہ لیتا ہوں میں ہر بار دہن میں تنکا

مغرور جو ہوا اپنی حیات قلیل کا ‎— محتاج کیوں ہو اپنے حق میں دلیل کا
غافل بگوش ہوش تو سنتو ہی ذرا ‎— آوازہ سر پہ ہے ترے کوس رحیل کا
بیمار وہ ہوں جسکو ارسطو بھی یہ سمجھے ‎— پانا شفا بعید ہے ایسے علیل کا
تڑپا کے مجھکو کہتا ہے قاتل ہر ایک سے ‎— قابل یہ دید کے ہے تماشا قتیل کا
مضطر تمہارے قول کو حاسد بھی کہتے ہیں ‎— جوہر یہ آبدار ہے تیغ اصیل کا

آغوش میں اغیار کے جب تو نظر آیا ‎— مجھہ ہیں سب رشک سے پہلو نظر آیا

جو وقت جلانے لگی دل آتشِ ہجراں
کچھ کچھ یہ معاون ہیں آنسو نظر آیا

چھوٹا جو کوئی ہاتھ سے اس ابرو کماں کے
پیکاں وہی سینہ میں ترازو نظر آیا

کاکل نے سمجھ بیضۂ تہِ زلف دبایا
جب کان میں تیرے اُسے لولو نظر آیا

مداح ہوں میرے لئے ہو جائیگا جلوہ
مرقد مجھے تاریکی میں جب جگنو نظر آیا

مقتل میں کفن بارہا باندھے گئے سر سے
قصہ نہ مگر زلف کا یکسو نظر آیا

پروانہ نمط جلنے کو طیار ہوئے ہم
جس بزم میں جب کوئی شمع رو نظر آیا

کردیں گے رفو چاک گریباں ترا مضطر
گر سوزنِ تدبیر پہ قابو نظر آیا

اس سے مت مل کبھی ہرگز جو ہے بدظن اونکا
ہمارا دشمن ہے وہی جو کہ ہے دشمن انکا

شل ہو سے ہوئے عشاق ہزاروں بیہوش
جب سر بام وہ جلوہ ہوا روشن انکا

چوں کتاں جس نے کیا جامۂ ہستی ٹکڑے
حشر کو ہوگا مرے ہاتھ میں دامن انکا

قبر بھی بعد مو پھر سے بنانا میری
نعل تو ہے کا اگر رکھتا ہے توسن انکا

حسرتِ دید میں پتھرا گئیں آنکھیں لیکن
در سے اٹھا نہ کبھی پردۂ چلمن انکا

ہمسرِ حسن حسیں خاک ہو یوسف انسے
ماہ کو خور کو میسر نہیں جوبن انکا

عشوہ و ناز ادا ہیں سبھی خواہاں دل کے
ایک انداز فقط ہے نہیں رہزن انکا

پارۂ دل کے رفو کا تو ارادہ مت کر
سخت دشوار ہے سینا اری سوزن انکا

ہوں جو مقتول تری تیغ نگہ سے قاتل
کو بکو کیوں نہو آوارہ سر و تن انکا

وصل میں عیش رہا پھر بھلا کیا ہے باقی
بن گیا جبکہ طرفدار مؤذن انکا

کر حذر تو اثرِ نالہ کشوں سے گردوں
چھان ڈالیگا جگر کو ترے شیون انکا

جس جبیں ہوویں و بار رخ پہ بکھیریں زلفیں
دل کو مرغوب ہے ہر طور سے جوبن انکا

آتشِ ہجر نے جس جس کے جگر کو ہو نا
ہو گیا صاف درون ہائے کے گلخن انکا

لطف جو جو ہیں ادا ہٹ میں ہنسی ٹھٹے تری
ذکر لاتی ہے سدا باغ میں سوسن انکا

ہوگی خورشید کے چہرہ پہ خجالت مضطر

جلوہ گر ہو گیا گردہ رخ روشن انکا

خواہاں نہیں ہیں افسر و تاج و سریر کا
دریوزہ گر ہوں جلوۂ روئے منیر کا

کسدن قبول عرض ہو کسدن نصیب دید
پڑھتا وظیفہ ہوں میں سمیع و بصیر کا

شائق ہیں تیرے حور و ملک جن و آدمی
مرجع تو کس طرح نہو جم غفیر کا

کوئے صنم کو چھوڑکے باغ جناں نہ جا
رہتا ہے مشورہ یہی میرے مشیر کا

لوٹیں وصال یار کے دل کھولکر مزے
ہو جائے انقلاب جو چرخ شریر کا

ملتے جو دیکھا عنبر کو واں عطر رشک سے
ہاتھوں میں یہاں رہا نہ نشاں بھی لکیر کا

اللہ رے فرط جوش جنوں میرے ساتھ قیس
محتاج عاجزی سے ہوا دستگیر کا

کیونکر نہووے سہو سے انساں کو ارتباط
طفلی میں اسکو شوق رہا خام شیر کا

ہووے جو چشم نم سے مرے آگے دوبدو
تو یہ کہاں یہہ مرتبہ ابر مطیر کا

ہے آج کل روانی طبیعت میں اسقدر
اول سے شعر ہوتا ہے بہتر اخیر کا

مضطر جناب شور کی برکت سے کیا عجب
ہو شاعری میں نام جو تجھ سے حقیر کا

سر پہ فرہاد نے تیشہ جو جبل میں مارا
جذبۂ عشق نے شیریں کو بغل میں مارا

گر پڑے لاکھوں ہی دل جھڑکے زمیں پر ملنے
شانہ جب کاکل بلدار کے بل میں مارا

ساری محفل کو کیا رقص میں تو نے بسمل
جو بچا اوسکو ترانہ میں غزل میں مارا

ناز نے غمزہ نے عشوہ نے پے در پے تیرے
کیا کہوں پل میں جلایا مجھے پل میں مارا

کوئی تسخیر محبت کا نہ دیکھا تعویذ
گرچہ عامل نے بہت زور عمل میں مارا

گر رہا تجکو نظر بازی کا لپکا اے دل
واقعی جائے گا تو آج میں کل میں مارا

ہو گئی وحش و طیوروں میں قیامت برپا
تیشہ فرہاد نے جو وقت جبل میں مارا

حق شناسی تو منجم کو نہ آئی ہرگز
دم تشخیص سدا فکر زحل میں مارا

کرکے کشتہ مجھے قاتل نے یہ شوخی سے کہا
کیا یہ بیچارہ گیا ہائے دغل میں مارا

ہمسری ہم سے عدو تجکو ہو طاقت کیا ہے
بار ہا تو تو گیا رد و بدل میں مارا

جب رقیبوں سے لگا ملنے وہ دلبر مضطر
دل مضطر کو اٹھا ہم نے بغل میں مارا

جسکو اس عشق کے ہر لحظہ خلل نے مارا
اوسکو بے موت ہی آ کر اجل نے مارا

باز غیروں کے وہ ملنے سے نہ آیا ہرگز
مجھکو ہر روز کے اس رد و بدل نے مارا

سو گئے تکیہ کو ہم لیکے بغل میں جسدم
قہقہہ یار کے اوسوقت بغل نے مارا

جس طرح ہم کو کیا ابروئے قاتل نے شہید
یوں کسیکو بھی نہیں تیغ و رفل نے مارا

پہلوان وصل کا مشتاق جو دل تھا میرا
اوسکو طولانی فرقت ترے بل نے مارا

جس سے کچھ اختر طالع کی ہو گردش معلوم
ایسا پاسہ نکوئی اہل رمل نے مارا

وعدہ بوسہ کا ہے اوس عہد شکن کو پل پل
ہر گھڑی مجھکو مرے یار کے پل نے مارا

آج کہتے نہیں کل کل ہو زباں سے کہتے
بے وفا مجھکو تری روز کی کل نے مارا

نہ کیا ہم نے یقیں قول و قسم کا ہرگز
ہاتھ پر ہاتھ بھی گو اہل دغل نے مارا

عشق وہ جن ہے کہ اترا نہیں چڑھکر سر سے
زور گو حد سے سوا اہل عمل نے مارا

شوق نظارہ میں کہتا ہے کہ چل چل جلدی
دل مضطر تری ہر وقت کی چل نے مارا

جس نور کا ظہور سر کوہ طور تھا
جلوہ وہ تیرے حسن کا اک رشک حور تھا

آنکھوں میں کچھ خمار تھا دل میں سرور تھا
مست شراب عشق کو دیکھا ضرور تھا

بھولے سے بھی نہ تم نے کبھی یاد کی مری
بندہ اگرچہ دور تھا دل تو حضور تھا

زلفونکا تیری عشق چھپاتا کہاں لئے میں
پہلے ہی یہاں دماغ میں میرے فتور تھا

ساق بلوریں یار کی ساقوں کو کہتا کیا
نظروں سے یہاں گرا ہوا سنگ بلور تھا

فرقت کے حادثوں کو اٹھا کر بچشم غور
دیکھا تو اپنا شیشہ دل چور چور تھا

وحشت دلا کے تنگ کیا زیست نے مجھے
واعظ جناب آفریں یہ بھی شعور تھا

دیکھا رخ نگار تو فق آئینہ ہوا
کیا بس اسی صفائی پہ کرتا غرور تھا

اوس رخ کے رشک ماہ سے ماہ دو ہفتہ بھی
ہوتا جو دو بدو تو سراپا قصور تھا

بوسہ لیا لبوں کا اجازت بغیر جو
کیجے خطا معاف دلِ ناصبور تھا

بادِ صبا غبار ہمارا بکھوئے یار
لیجا ئی تو جو کیا کوئی عاید قصور تھا

کیوں عاصیوں کو تو نے سزا دی کہونگا یہ
یارب ترا تو نام ہی ربِّ غفور تھا

سجدے فرشتے کرتے تھے آدم کو جس لیئے
وہ تو جبینِ پاک میں احمدؐ کا نور تھا

پہونچے فلک پہ آہ کے شعلے نکل نکل
مضطر درونِ دل وہ ہمارا تنور تھا

جب وہ شمشیر بکف بہر قتل آیا
دلِ ناداں نظر اپنا ہمیں گھائل آیا

جان و دل کے تو بہت مانگنے والے آئے
پر تنِ زار نہ تیرا کوئی سائل آیا

آگئی یاد ہمیں مصحفِ رُخ کی اپنے
جب کوئی ڈال کے گردن میں حمائل آیا

شادیِ مرگ ہوئی ہم کو بقولِ شاعر
نزع کے وقت جو وہ حور شمائل آیا

سامنے تیرے ہوئی اوسکی زباں کو لکنت
کرکے دعویٰ جو مدلل بدلائل آیا

کیوں نہ بدلی کی دعا حق سے وہ مانگی دم پھر
اے فلک جور سے تیرے جو سو قائل آیا

کہدے اے زلف تو ہی ہم سے بشرطِ انصاف
دل کے دینے میں اگر عذر ہو حائل آیا

ہے یہ نیرنگیِ تقدیر کا اپنے لکھا
وہ ہی دشمن ہوا جسپر دل مائل آیا

جبکہ پرسش لگی اعمال کی ہونے مضطر
کارگر کچھ نہ وہاں ذکرِ فضائل آیا

مشبکِ دل کہاؤں گر ترے مژگانکے تیر ونکا
کلیجہ منہ کو آجائے یقیں ہے گوشہ گیر ونکا

کماں کی طرح سے ہوتا نہیں تو کس لیئے سکرے
تعشق ہے اگر تجکو دلا ماہ منیر ونکا

رہی پرواز کی طاقت نہ جب اس طائرِ دل کو
دیا صیاد نے حکم رہائی تب اسیر ونکا

الٰہی آمدِ جوشِ جنوں میں کیا ہوئے دونوں
پتا ملتا نہیں فہم و فراست کے مشیر ونکا

نہیں ہونیکا گل بالکل کبھی بادِ مخالف سے
مزارِ شمع روشن ہے سدا روشن ضمیر ونکا

تمنا مغفرت کی ہے کہ ہے غفار نام اوسکا
وگرنہ انتہا کیا ہے گناہ ہائے کبیر ونکا

عجب کیا ہے جو مضطر اپنی وہ شانِ کریمی

لدا ے بے لوا بجشدے رتبہ امیرونکا

صد حیف کہ وہ غیرت شمشاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

تو فخر ہے کونین ترا رتبہ ہے عالی
یوں روز ازل سے ترا ہمزاد نہ آیا

تہا شوق شہادت ہمیں اے وائے مقدر
شمشیر بکف آج بھی جلاد نہ آیا

قامت کو ترے دیکھ کے اے قامت موزوں
دیکھا تو کوئی خوش مجھے شمشاد نہ آیا

تسخیر کے لاکھوں ہی عمل کر چکے لیکن
قابو میں ہمارے وہ پریزاد نہ آیا

تب آہ کے تیروں سے لیا خوب ہی بدلا
جب راہ پہ چرخ ستم ایجاد نہ آیا

لیتے نہ ترا نام بھی اسی عشق کریں کیا
آغاز میں انجام ہمیں یاد نہ آیا

مغموم وہ ہوں میں کہ کوئی اہل مسرت
ملنے کو جو آیا بدل شاد نہ آیا

جاتے ہیں وہاں ہنسلیاں منت کی بڑھانے
یہاں بیڑیاں بھی کاٹنے حداد نہ آیا

مضطر وہ کٹی رات ہمیں مضطربی میں
جب وعدے پہ اپنے بت بیداد نہ آیا

شکر صد شکر کہ مدت میں مقدر چمکا
آج جو قتل کو میرے ترا خنجر چمکا

عید کے چاند کا دھوکا ہو ہے ماہ صیام
اپنی پیشانی کا اے شوخ نہ جھومر چمکا

ناتواں ہو گئیں نہیں تیرے غضب کے لائق
مجھپہ اے چرخ نہ تو دیدۂ اختر چمکا

کر کے بسمل مجھے قاتل نے کہا یوں دیکھو
خون عشاق سے کیا تیغ کا جوہر چمکا

مثل موسے کے میں ہو جاؤں بلا سے بیہوش
بر سر بام تو جلوہ مہ انور چمکا

تہا محو رہ راستی اصلا اوسکو
جسکے ہمراہ رہا خضر سا رہبر چمکا

شیشہ دل تو ہے زنگ کدورت چھایا
کیا ہوا جسم جو ظاہر لیا مضطر چمکا

روئے تاباں سے نقاب اوسنے اٹھانے ندیا
روشنی مہر درخشاں کو گھٹانے ندیا

خوں بہا کیسا شہادت بھی میسر ہوئی
تیغ قاتل سے گلا ہائے کٹانے ندیا

اپنے اعجاز سے جب چاہا جلایا اوسنے
شکر احسان مسیحا کا اٹھانے ندیا

[illegible]

ظلم جو چاہا کیا تو نے ستمگر ہم نے
حرفِ شکوہ کا زباں پر کبھی آنے نہ دیا

کو بکو تھی اوسے تشہیر ہماری منظور
اسلیئے زیرِ زمیں نعش دبا نے نہ دیا

کفِ افسوس ملے رشک میں کیا ہی ہم نے
عطرِ پوشاک میں جب اوسنے لگانے نہ دیا

ہو چلے جان فنا مضطربی میں مضطر
تس پہ بھی شرم و حیا نے اونہیں آنے نہ دیا

جب پیکِ اجل حضرتِ قیوم سے آیا
تب ننگ عدم میں ہستیِ موہوم سے آیا

وحشت یہی کہتی ہے کہ ہاں چل سوئے صحرا
کیا خوب جنوں ابکے برس دھوم سے آیا

جانا ہی جاناں سے ہوئی جبکہ جدائی
دن سخت یہ اس طالعِ شوم سے آیا

محروم شہادت رہے اسے وائے مقدر
کیوں خوف او نہیں خنجرِ حلقوم سے آیا

غمگیں وہ ہوں کیا مجھسے ملیں اہلِ مسرت
جز غم نہ کبھی صحبتِ مغموم سے آیا

دامن پہ گرا اشک تو یوں چشم پکاری
رونا بھی نہیں کودکِ معصوم سے آیا

مضطر کو ہو کیا خاک خبر کوئے صنم کی
پھر کر نہیں کوئی رہِ معدوم سے آیا

بھلا ستانا دمبدم میرا او نہیں منظور کیوں ہوتا
اگر منظور ہوتا بھی تو میں رنجور کیوں ہوتا

برا ہو ناتوانی کا کیا محروم قسمت نے
وگرنہ کوئے جاناں سے بھلا میں دور کیوں ہوتا

نہ پڑتا پر تو تجھ پہ اگر اوس رشکِ یوسف کا
خدا سے ملتجی زاہد ترا اسے حور کیوں ہوتا

یہ پیشِ حضرتِ آدم اگر اک سجدہ کر لیتا
تو ابلیسِ لعیں شیطان پھر مشہور کیوں ہوتا

نہ دکھلاتی جو مشاطہ اوسے اسباب خود بینی
تو پھر صورت پہ اپنے وہ حسیں مغرور کیوں ہوتا

جو طاقت صدمہ سہنے کی نہ ہوتی عشق بازوں کو
جفا کا خوبرویوں میں بھلا دستور کیوں ہوتا

گرائے تم نہ نظروں سے دلِ دلگیرِ مضطر کو
تو پھر سنگِ حوادث سے یہ شیشہ چور کیوں ہوتا

کیا غضب کا تری چتون نے نظارا مارا
گویا بیمار قضا تھا کہ قضا را مارا

تمہیں آ ناز و ادا جب ہوئے دشمن میرے
کرنے فریاد کہاں جاؤں تمہارا مارا

قتل ہو جانے پہ بھی دیکھہ تو قاتل ہم نے
ضبط سے کام لیا دم نہ دوبارا مارا

ہم نے گردن کو وہیں اپنے جھکا یا ہوگا
تیغ ابرو کا جہاں تو نے اشارا مارا

اوسکو بے موت ہی آتش جہاں سے کھویا
راہ میں تیرے قدم جس نے قضا را مارا

مجھ سے عاشق کا ہے کیا مارنا مشکل تجکو
گیسو بکھرا ہوا جسوقت سنوارا مارا

پہلے تو قتل کیا پھر کہا بھولے پن سے
کسی بے رحم نے ناحق یہ بچارا مارا

گر یہی منظور تجھے تھا قطع محبت ہم سے
ہاتھہ پر ہاتھہ تہا کیوں تو نے ہمارا مارا

شب فرقت میں یہ حالت رہی مضطر تا صبح
کبھی رویا کبھی نالہ کیا نعرا مارا

دل کے زخموں کا کہیں تار رفو ٹوٹ پڑا
ٹپ ٹپ آنکھہ سے میرے بھی لہو ٹوٹ پڑا

روح تشنہ کسی میخوار کی کیا تھی ساقی
ہاتھہ سے تیرے جو یہ جام و سبو ٹوٹ پڑا

زخم سینہ پہ جو عاشق کے دیا تھا ٹانکا
دیکھہ جراح وہی تار رفو ٹوٹ پڑا

خط تقدیر جب عاشق کا سوا تھا تحریر
ای قلم کس لیئے اسوقت نہ تو ٹوٹ پڑا

چرخ نے چرخ میں مضطر کو ہمیشہ رکھا
رقیبوں پہ نہ بھولے سے کبھو ٹوٹ پڑا

تجکو ہمکو جیسے تیرا اے گل تر ہو گیا
بلبل نالاں کی صورت حال ابتر ہو گیا

نکہت مشک ختن کب اونکو خوش آئے بھلا
مغز جنکا زلف جاناں سے معطر ہو گیا

تیری پیشانی کی افشاں دیکھکر اے مہ لقا
چرخ پر شرمندہ ہر اک آج اختر ہو گیا

بیت ابرو کی بندہا جب سطر بندی کا خیال
جسم میرا تب سے لاغر شکل مسطر ہو گیا

پیشتر تاثیر بھی پر اب اثر مضطر کہاں
آہ سوزاں میں ہمارے زور کمتر ہو گیا

اوس ستمگر کا سبب میں دلوانہ بنگیا
دل بھی ہزار جان سے پروانہ بنگیا

صیاد مرغ دلکی ہمارے گرفت کو
کاکل تو دام ہو گئی تل دانہ بنگیا

شوق وصال ساقی ہے ذوق شراب سے
زاہد کا بھی مزاج لو رندانہ بنگیا

وعدہ کی شبکو پاؤں میں مہندی لگانیسے
انکار اوس نگار کا فرزانہ بنگیا

وحشت خاک ہوں کہ مری خاکِ زشت سے
مسجد بنی کہیں کہیں بتخانہ بنگیا

کر شکر عندلیب دعا باغباں کو دے
گلشن میں آج سے ترا کاشانہ بنگیا

کیا زیست مستعار کا مضطر ہے اعتبار
لبریز جبکہ عمر کا پیمانہ بنگیا

سیلاب اشک دیدۂ گریاں میں رہگیا
تہوڑا سا فرق نوح کے طوفاں میں رہگیا

آیا نظر جو بام پہ جلوہ نگار کا
مثل کلیم ششدر و حیراں میں رہگیا

الفت کو گل کے بہول ہی جائیگی عندلیب
دم بہر وہ رشک گل جو گلستاں میں رہگیا

ایام خوب گذرینگے صحبت میں قیس کے
مجنوں اگر تمہارا بیاباں میں رہگیا

رہتا لٹکتا گر دل مضطر تو خوب تھا
کیوں شانہ اوسکے کاکل پیچاں میں رہگیا

عاشق ہوں اُس کاکل پیچاں کی شکن کا
مشتاق گلو کیوں نہو ہر وقت رسن کا

نقش آئے یقیں ہے اوسے موسے کی طرح سے
دیکھے اگر عالم کوئی جوبن کی پھبن کا

تجھ گوہر یکتا کی ہو دنداں سے مقابل
توبہ یہ کہاں حوصلہ ہے دُرِّ عدن کا

ڈر ہے کہ قاتلِ سفاک اوسے اپنا دوپٹہ
مقتل میں ہے کشتہ ترا محتاج کفن کا

سونے کی طرح زرد ہوا جاتا ہے مضطر
کیا جانے اوسے عشق ہے کس سیم بدن کا

شمشیر بکف آپکا آنا نہیں اچھا
بیجرم و خطا خون بہانا نہیں اچھا

کرتے ہو ثنا زاہد و کیا خلد بریں کی
جز کوئے صنم اور ٹھکانا نہیں اچھا

ڈر ہے مجھے عالم میں نہ طوفان بپا ہو
اِن آنکھوں کا اے چرخ رلانا نہیں اچھا

بِن داموں کے بکنا ہے حسینوں کی محبت
سچ تو ہے یہی دل کا لگانا نہیں اچھا

اے ظالم بیداد ذرا خوف خدا کر
مظلوم کا ہر وقت ستانا نہیں اچھا

ای ابرو دلدار تری تیر مژہ کو
جز سینۂ عشاق نشانا نہیں اچھا

جو عشق میں گذری سہو دلسے اوسے مضطر
شکوہ کا زبانپر کبھی لانا نہیں اچھا

جس نے اکبار ترے کوچہ کو جاناں دیکھا
اوس نے پھر کر نہ کبھی سوے گلستاں دیکھا

اوس پری کا نہ ملا کوئی مثابہ اصلا
ملک جنات کا تا ملک پرستاں دیکھا

ہے غضب ترے ستم کا بھی زہرہ پانی
اس نزاکت پہ تجھے شیر نیستاں دیکھا

فی الحقیقت دل عاشق نہیں ہوتا ٹھنڈا
آتش ہجر سے دیکھا جسے تفتاں دیکھا

مثل پروانہ ہر اک اوسپہ ہوا ہے مضطر
گر کسی بزم میں وہ شمع شبستاں دیکھا

اگر تم ترش ابرو دکہا دوگے تو کیا ہوگا
عذاب ناز لسبت سے ہمکو چہرا دوگے تو کیا ہوگا

کیئے عاشق ہزاروں قتل تم نے تیغ ابرو سے
اگر صاحب ہمارا خوں بہا دوگے تو کیا ہوگا

مریض عشق میں وہ ہوں شفا ممکن نہیں جسکو
طبیبو لا کہہ تم نسخہ پلا دوگے تو کیا ہوگا

عبث تشویش ایصاحب حنا بندی کی کرتے ہو
کف پا میں مرے خونکو لگا دوگے تو کیا ہوگا

ذرا تم کھینچ کر اپنا نقاب اس روئے روشن پر
شفق میں نیر تاباں دکہا دوگے تو کیا ہوگا

کرے تقسیم جب محفل میں جام ارغواں ساقی
ہمیں بھی یاد اسے یار دلا دوگے تو کیا ہوگا

وہ ظالم بے خبر ہے اوسکو کب ہوگی خبر میری
اگر تم راز دل مضطر سنا دوگے تو کیا ہوگا

سوال بوسہ پر سائل کو گر مارا تو کیا مارا
کسی منگتا کو تم نے جانکر مارا تو کیا مارا

تمنا تیغ نگہہ سے کرنا ایک صنعت تو ظاہر تھی
خدنگ ناز سے مجھکو اگر مارا تو کیا مارا

صنم تم وہ پری پیکر ہو جن پر جن بھی مرتے ہیں
تمہارے حسن نے پھر اک بشر مارا تو کیا مارا

تمہارے چال سے کبک دری کی چال سب بہلا
قدم اوسنے تری رفتار پر مارا تو کیا مارا

سراپا جب صنم کا بھی نہ تجھسے بندھ سکا مضطر
فلک پہ طبع موزوں کا جو پر مارا تو کیا مارا

برطرح - کسی ہیکل کو ای بلید گر مارا تو کیا مارا
برطرح - اگر گاہی جمال اپنا دکہا دوگے تو کیا ہوگا [illegible]

ایسا کر مجھپہ وار خنجر کا
بوجھ باقی رہے نہ پھر سر کا

لعل میں سامنے ترے لب کے
صاف عالم ہے سنگ مرمر کا

نہ رکھوں گا قدم کو جنت میں
گر نہ نقشہ ہوا ترے گھر کا

کیا عجب ہے جو ہو بپا طوفاں
نام دریا ہے دیدۂ تر کا

میرے آہوں کے یہ شرارے ہیں
جنپہ تمکو گماں ہے اختر کا

مثل آئینہ خود میں حیراں ہوں
پوچھتے حال کیا ہو ششدر کا

مدح حضرت کی پڑھکے اے مضطر
حق سے مانگوں کا جام کوثر کا

یہ طائر جاں زلف سے دوچار نہوتا
موجود جو خال رخ دلدار نہوتا

گر دیکھتا اسے بت کبھی زاہد ترے در کو
اللہ سے جنت کا طلبگار نہوتا

اسرار انا الحق مجھکو سب لوگ سمجھتے
پھر دار کا منصور سزاوار نہوتا

بکتی کبھی مصر میں یوسف کی نہ ہرگز
گر بخت زلیخا کا مددگار نہوتا

کیا خوب گذرتی دل مضطر پہ مسرت
گر پاس انہیں خاطر اغیار نہوتا

اہل مجلس کو ذرا لطف نہ حاصل ہوگا
شمع و پروانہ کا گر ذکر نہ شامل ہوگا

وحشت بیجائی سے مجنوں کا نتیجہ یہ تھا
مجھ سے دوچار کہیں لیلی کا محمل ہوگا

مرکے جی اٹھیں گے اے رشک مسیحا ہوکر
جبکہ تو مقتل عشاق میں داخل ہوگا

گر پھنسا زلف میں صیاد کے او طائر دل
چھوٹنا دام بلا سے تجھے مشکل ہوگا

سخت آزار محبت کا ہے مضطر ایسا
جز فنا اسکی نہ بیمار کو حاصل ہوگا

شمع رو یوں سے لو لگانا تھا
مثل پروانہ جی جلانا تھا

ہوش غش میں اگر دلانا تھا
نخلخہ زلف کا سنگھانا تھا

تھی سکندر کو خواہش جاوید
خضر آب بقا پلانا تھا

کی جو ابرو کماں نے تیر زنی — دل ہدف تھا جگر نشانہ تھا
کرکے برباد مجکو یوں بولے — نقش ہستی ہمیں مٹانا تھا
کون تھا خوں کا خوں بہا لیتا — خون قاتل مرا بہانا تھا
وصل کی شب فلک گھٹائی کیا — روز ہجراں تجھے گھٹانا تھا
زاہدو میری جبہہ سائی کو — درِ جاناں کا آستانا تھا
چشم بلبل کا فرش ہو جاتا — گل رعنا چمن میں آنا تھا
ہم تھے سرشار بادۂ الفت — خم مے ساقیا پلانا تھا
اوڑتے پھرتے ہوا پہ مثل غبار — ہمکو ایسا سبک بنانا تھا
کس طرح مرغ دل نہ پھنس جاتا — دام کاکل تھا خال دانا تھا
رہ رہ آتا ہے دھیان پیری میں — عہدِ طفلی عجب زمانا تھا

سر سے باندھے کفن تھیں مضطر
رزمگہہ میں قدم بڑھانا تھا ؛

ترا جب ہم سے دل او سنگدل ثانی ہو پتھر کا — کہاں سے وہ جگر لاؤں جو لاثانی ہو پتھر کا
خدا کہتے ہیں جو اوسکو خدائی میں وہ کافر ہیں — رہ صنعت بشر سے بت جو لاثانی ہو پتھر کا
اگر وہ سنگدل بت ہے خدارا انکساری کر — عجائب عجز شئے وہ ہے جگر پانی ہو پتھر کا
مرا سنگیں جنازہ جب ہوا وہ سنگدل بولا — ہلائیں تب اگر ہلنا باسانی ہو پتھر کا
مجھے اوس سنگدل کی سرگلیں آنکھوں نے مارا ہے — بجا ہے گر مرا مرقد سلیمانی ہو پتھر کا
نہ کیوں کعبہ میں لیں حجاج بوسہ سنگ اسود کا — سراپا خود بخود جب جسم نورانی ہو پتھر کا
جبل عرفات ٹھہرا ہے مقام حج خدا کی شان — مراتب اسقدر از حکم ربانی ہو پتھر کا
حبیب کبریا کے نقش پا سے جب مشرف ہو — نہ کیوں پھر زیارت حکم ربانی ہو پتھر کا
حصار ایسا بنا عامل اگر بیٹھے عمل پڑھنے — ارے جیسا قلعہ مضبوط سلطانی ہو پتھر کا

دیارِ ہند گر مضطر نہ لیجے اسکو کیا لیجے
تراشندہ جہاں استاد چوں مانی ہو پتھر کا

منور جبیں دروں میں جلوہ ہو نور پیمبر کا
وہ روشن دل ہو اوج دیں پہ پیسر ماہ انور کا

گرانباری سے عصیاں کے مجھے کیا خوف محشر کا
شفیع جو ہیں ثنا خواں ہوں انہیں کی ذات اطہر کا

ہوئی تحریر جسدم سر نوشت عالم دنیا
قلم نے نام لکھا لوح پر اول پیمبر کا

اذاں میں نام نامی سنکے شامل سب کے تہیں ہیں
سزا کہتے ہے کیا احمد مقام اللہ اکبر کا

اٹہائے گر رخ روشن سے پردہ وہ مہ تاباں
بنے پر داغ سینہ رشک سے خورشید خاور کا

وہ عیسی دم کریں کشتہ کو زندہ گر عجب کیا ہے
لگا دیں ایک ہی دم میں وہ سر گردنسے بے سر کا

منقش کلمۂ طیب ہے میری لوح خاطر پر
بحکم حق نہیں خطرہ مجھے دوزخ کی اخگر کا

زمیں سے آسماں تک پہنچے اک لحظہ میں آ گئے
ہوا تہا کم نہ ہلنا بہی ابہی زنجیر کے در کا

مشرف بازیارت ہوں جمال پاک حضرت سے
رسولان سلف میں مدعا تہا ہر پیمبر کا

رہ ظلمات تک گر خاک جائے خضر سا کوئی
نہ ہاتہ آئے کبہی مضموں تری زلف معنبر کا

ہوا خورد ی پہ اپنے خود ہی جبریل میں قائل
نشاں پیشانی والا میں دیکہا جبکہ اختر کا

ہوا جب معجزہ شق القمر انگشت حضرت سے
جہالت سے خیال سحر تہا کفار اکفر کا

یہ وہ دربار ہے کرتا ہے دارا جسکی دربانی
غلامی مرتبہ ہے جسکی خدمت میں سکندر کا

رقم توصیف کیا ہو ایسے عالی قدر سرور کی
ہوا موجب تفاخر عرش جسکے پائے برتر کا

دلا اتنا وہاں یاد کر شبیر کی رولے
بروز حشر تا تو مستحق ہو جام کوثر کا

دوئی کو دخل تا وحدانیت میں ہو نہ اے مضطر
نہتا اسواسطے سایہ قد رعنائے سرور کا

جو دیکہے خورشید اسکے رخ کی وہ تاب اوسکی نقاب اودہا
تجلی خجالت سے ہو اوسکی وہ آب دی شہاب اودہا

ہوا عناصر میں ہے جو شامل یہی ہے جسم بشر کا حاصل
جو نکلا اس سے یہ جزو کامل سرا کہیں آب اودہا

جگر کا ٹکڑا لہو کا قطرہ تمہارے دل سے اگر بچے گا
دم بادہ کش ہوں کہونگا اسکو شراب ہی کباب اودہا

حقیقت اپنی سناؤں کیا اب ہوا ہوں ممنون تیری کاہش
نمکدے کا ہوئے جا چکی جب نمکی اوہی شراب اودہا

صنم کا عہد طفولیت ہے مزاج جس میں گو سہولت ہے
ابہی سراپا ہی جو لیت ہے شرارت آ ہی عتاب اودہا

جو عرق چہرہ میں عرق گیسو ملا کے اوسنے سنگہایا ہم کو
دماغ میں ہی تر کہ ہے نافہ مشک کی دی گلاب اودہا

یہ بخت واژوں کی ہی لستانی خفا ہوا کب وہ ہم سے جانی
رہی جو مضطر ہمیں سنانی کتاب آدہی حساب آدھا

غلماں کو ہمیں جب کوئی نہ خوشرو نظر آیا
حوروں سے بھی بڑھکر ہمیں ہر تو نظر آیا

مرقد میں نکیرین بھی گھبرا گئے ڈر سے
اندھیر کے باعث جو مکاں ہو نظر آیا

حسرت رہی دل سے مرے سب طور کی جاتی
جب جلوہ گر بام ہمیں تو نظر آیا

ہر روز ہی روپوشی رکھی رشک قمر نے
اک شب نہ کبھی خواب میں بدخو نظر آیا

جانا در جاناں سے گذرنا ہوا مشکل
درباں ترا جسوقت یہ بدخو نظر آیا

پروانہ صفت جل مرے ہم آپ خوشی سے
جب بزم میں جسوقت شمع رو نظر آیا

کیا کیا ہوئی یاد رخ جاناں مرے دلکو
جسوقت چمن میں گل خوشبو نظر آیا

غصہ کیا شمشیر بکف بھی ہوا قاتل
قصہ نہ مگر زلیست کا یکسو نظر آیا

دل سے مرے سب زنگ کدورت رہا جاتا
دو بدو جب وہ کبھی آئینہ رو نظر آیا

کہدینگے دریدہ دل مضطر کے لئے کچھ ہم
گر سوزن تدبیر پہ قابو نظر آیا

گو ہے دشوار حسینوں سے لگانا دل کا
لیک آسان نہیں ہائے چھوڑانا دل کا

سر محفل کہا پروانہ نے یوں سوختہ ہو
شمع رو یوں کا تعشق ہے جلانا دل کا

خواب میں نام کو رہنے کا نہیں خواب کبھی
گر دم خواب سنا تم نے فسانا دل کا

مانگ پُر دُر کے لیئے آئینہ سینہ ہووے
اونچی زلفوں کے لئے چاہیے شانا دل کا

زلف کا جال بچھا خال کا دانہ دکھلا
خوب صیاد کو آتا ہے پھنسانا دل کا

ابتدا عشق ہے اُفتاد پڑے گی جسدن
ہو گا ظاہر تمہیں او سرو لگانا دل کا

بستگی کے لیئے مضطر کے جدا را کر دے
کوئی اسلوب و ضعدار بہانہ دل کا

ہو گیا مجھ سے خفا وہ میرا جانی بے سبب
ہو گئی دشوار مجھکو زندگانی بے سبب

پایا ہے آرام شاید وہ مرا آرام جاں
قصہ خوانوں کی نہیں کچھ قصہ خوانی بے سبب

کچھ نہ کچھ دیکھی ہے گل میں اُس گل خوبی کی طرز
ورنہ بلبل کی نہیں ہے لن ترانی بے سبب

خط جو لایا ہے وہ دی جس سے تشفی ہو مری
قاصد اکثر کرتا ہے کیوں باتیں زبانی بے سبب

دیکھیے نازل بلائیں ہم پہ کیا ہوں اوسنے آج
پیرہن پہنا نہیں ہے آسمانی بے سبب

فکر عقبیٰ کچھ تو کرلے حرص دنیا چھوڑ کر
رائگاں کرتا ہے غافل کیوں جوانی بے سبب

کھل گیا ہم پر کہ مضطر عشق کا بیمار ہے
ورنہ کب ہوتا ہے رنگ زعفرانی بے سبب

میرے گھر تشریف وہ لاتے ہیں اب
دلکو ہم یہ کہکے بہلاتے ہیں اب

جنکو الفت ہے تمہاری زلف سے
وہ سپیروں کا لقب پاتے ہیں اب

جسم یہ لاغر بنا اپنا کہ ہم
روزن دیوار سے جاتے ہیں اب

عشق میں ساری غذائیں بند ہیں
ہاں مگر خون جگر کھاتے ہیں اب

لے لیا دل اک پری نے اس لیئے
ہم سلیماں کی قسم کھاتے ہیں اب

کیوں نہوں اے نزع میں شاکر ترا
وہ مسیحائی کو لو آتے ہیں اب

کچھ فغاں مضطر ہی کا حصہ نہیں
عرش کے حامل بھی چلاتے ہیں اب

روز و شب ہے یہی دعا یارب
کر کسیکا نہ مبتلا یارب

نقد جاں کے لیئے یہ رہزن ہیں
عشوۂ و غمزۂ و ادا یارب

آہ کیا آہ کی ہوئی تاثیر
اب جو ہوتی نہیں رسا یارب

لوح دل سے مرے طفیل رسول
حرف عصیاں کو دے مٹا یارب

چین جبیں دیکھ اونکو کہتا ہوں
جوہر تیغ سے بچا یارب

کیا ہی خونخوار ہے بت کافر
رام کر اوسکو یا خدا یارب

ہوکے پابند دل رہا نہ ہوا
دام گیسو سے کیا بلا یارب

بطفیل ائمۂ اطہار
جام کوثر کا دے پلا یارب

مغفرت کیجیو زراہ عطا
تیرا مضطر ہے پر خطا یارب

تا غزل اور بھی کہے مضطر
کر طبیعت کو وہ رسا یارب

چھین کر دلکو دلربا یارب
ہائے کس سمت لیگیا یارب

کل سے بیکل ہوں کل نہیں بالکل
ہوگیا دلکو آج کیا یارب

ہجر کی شب تو دیکھ لی میں نے
وصل کا روز بھی دکھا یارب

وہ ہی ہوجائے جو کہ ہونا ہے
ہے جو تقدیر کا لکھا یارب

جسکا ثانی نہیں پرستاں میں
اوس پری کا ہوں مبتلا یارب

خاکپا اسکے صنم جو مل جاتے
ہے وہ اکسیر سے سوا یارب

اپنا دکھلا کے حسن کا جلوہ
موہنہ کسیکا نہ پھر دکھا یارب

جب کرے مجکو قتل وہ قاتل
موہنہ سے نکلے نہ جز دعا یارب

ہے تمنا تمام اہل سخن
کہیں مضطر کو مرحبا یارب

ردیف پائے فارسی

تیغ ابرو کا اشارا جب کیا کرتے ہیں آپ
خون صدہا جاں نثاروں کے ہوا کرتے ہیں آپ

چاند پر ہوجاتے ہیں اوسوقت تارے جلوہ گر
اپنی پیشانی پہ افشاں جب چنا کرتے ہیں آپ

حسن میں تم سے مشابہ کچھ نہیں ہے وہ عزیز
پھر بھلا یوسف کی اتنی کیوں ثنا کرتے ہیں آپ

جان جاتی ہے ہزاروں کی تری رفتار سے
کیوں بپا محشر کا ہنگامہ کیا کرتے ہیں آپ

اپنے حق میں ہم تصور اوسکو کرتے ہیں دعا
گر کبھی ہو کر خفا گالی دیا کرتے ہیں آپ

جلوہ آرائی ہے لازم تمکو اے خورشید رو
یہ تو فرماؤ کہ کیوں ہم سے چھپا کرتے ہیں آپ

راز افشا کرکے مضطر ہوگئے بدنام کم
اسطرح سے ہی کہیں رسوا ہوا کرتے ہیں آپ

سوئے صحرا کبھی جاتا میں نہیں آپ سے آپ
مجکو وحشت لیئے جاتی ہے وہیں آپ سے آپ

کچھ تو لذت انہیں حاصل ہے قلندر جو ہیں
ورنہ ہوتا ہے کوئی خاک نشیں آپ سے آپ

جب ہوا گردش افلاک کا دورا قائم
ہو گئے کتنے ہی لیس زیر زمیں آپ سے آپ

چشم تاریک میں اکبار بصارت آجائے
شکل دکھلائے جو وہ زہرہ جبیں آپ سے آپ

دام صیاد نے زلفوں کا بچھایا جسدم
پھنس گیا یہ دل وحشی بھی وہیں آپ سے آپ

تھرتھراتا ہے مری آہ و فغاں سے ہمدم
حامل عرش کو حرکت یہ نہیں آپ سے آپ

تو ہے مداح رسول عربی اے مضطر
ہونگے حامی ترے وہ سرور دیں آپ سے آپ

تیز رکھی ہے اثر السنا نکی فریاد جسپ
تو نکر ہرگز کسی پر بھول کر بیداد جسپ

دلکو دل سے راہ ہے سنتے ہی وحشت کی خبر
جان شیریں کھو سکے اپنی ہو رنا فرہاد جسپ

فصل گل رونق پہ ہے اور بلبلیں ہیں نغمہ سنج
کر دیا ہم کو قفس میں تو نے اے صیاد جسپ

تھا درازی کا گھمنڈ اوسکو چمن میں باغباں
جب قد دلدار دیکھا رہ گیا شمشاد جسپ

فصد جب اونکی ہوئی نکلا بدن سے خوں مرے
دیکھ یہ حالت عجائب ہو گیا فصاد جسپ

تیر الفت کا ہے قدرت نے کھینچا اسقدر
رہ گیا تصویر تیری دیکھکر بہزاد جسپ

دیکھتے ہیں تم کو ہم خاموش اکثر روز و شب
سچ کہو مضطر کیا کرتے ہو کسکو یاد جسپ

سنتے ہیں ابرو کو گر دم کا کل پرفن کو سانپ
دونوں ہیں السنا نکے دشمن کہتے ہیں دشمن کو سانپ

کشتۂ زلف دوتا ہوں کیا عجب ہے دوستو
پیر اپنا جا نکر گھیریں مرے مدفن کو سانپ

ہے جواے جلاد مائل زلف کی ناگن پہ ہم
ہو گئی پھانسی کی رسی ہی مری گردنکو سانپ

پیچ میں آیا جو اوسکے ڈس لیا اوسکو وہیں
شاعروں نے سچ کہا ہے کاکل پرفن کو سانپ

زلف ہیں شانہ جو کرتے ہو لہراتی ہے یوں
جسطرح ہو کر خوشی پھیلا اپنے پھن کو سانپ

زلفیں گو ہر نمایاں ہیں تمہاری اسطرح
جسطرح رکھتا ہے اپنے منہہ میں روشن من کو سانپ

آجکل مضطر تمہارا مار کاکل ہے مطیع
کیا عجب گر آہ کہا کر کاٹ لے دشمن کو سانپ

ہزار دیو کوئی جان نہ موںہہ دکھائیں آپ
بہائے جنس گراں کو نہ یوں بہائیں آپ

سمجھ لے اپنے کو گر غیر آئینہ دیکھیں
یقیں ہے اپنے ہی عکس کو بھول جائیں آپ

کھلی حقیقتِ جلوہ کی بادہ پیمائی
فراخ حوصلگی اپنی آزمائیں آپ

نگاہِ ناز کے ناوک سے ہو جگر مجروح
جو زخم دشنۂ غمزہ سے دل بچائیں آپ

عجب نہیں ہے جو اپنے ادا کے سفتوں کا
دلِ ستم زدہ ہرگز نہ پھر ستائیں آپ

وہ ملتفت ہیں تو پھر کیوں ہے منتِ قاصد
چلو کہ حال اُنہیں اپنا خود سنائیں آپ

خدا نے طبع رواں دی ہے آپکو **مضطر**
اسی زمیں میں غزل اور بھی سنائیں آپ

جو ہجرِ یار کی تدبیر کچھ بتائیں آپ
بجا ہے چارہ گر و خضر گر کہائیں آپ

نہیں اُٹھاتے وہ مجلس سے یہ غنیمت ہے
کروں زیادہ ہوس کیوں کہ وہ بلائیں آپ

جو صورت اوس سے گئی مل بھی حضرتِ یوسف
کہاں سے لائیں گے پھر کہیئے یہ ادائیں آپ

نہیں ہے خوب کہ جو جاں بلب ہو دل دادہ
تو اپنی سنگدلی سے اوسے ستائیں آپ

جو چھوڑے مرگِ غمِ ہجر تو ہو شادیٔ مرگ
ہمیں مساوی ہے آئیں وگرنہ آئیں آپ

جو عہد کرتے ہو **مضطر** سے عہد کامل ہو
نہ یہ کہ کہکے زباں سے بجا نہ لائیں آپ

ردیف تاء فوقانی

اوٹھاؤں ہجر کے صدمے کہاں مجھ زار میں طاقت
نہیں ہے ضعف سے باقی مری گفتار میں طاقت

کرے اک دم میں وہ بیدم صفِ عالم کو گر چاہے
یہ کچھ قاتل کی ہے شمشیرِ جوہر دار میں طاقت

ہوا وہ ہم سخن مجھ سے تنِ بیجاں میں جاں آئی
مسیحا سے زیادہ ہے لبِ دلدار میں طاقت

لکھوں سوزِ دروں گر تو جلجائے ابھی عالم
ہوئی مانند شعلے کے مرے اظہار میں طاقت

شگفتہ خاطرِ غمگیں بشر سے ہو نہیں سکتی
مگر ہے اسقدر **مضطر** اوسی غفار میں طاقت

ترے گھر خوش میں دیکھوں دشمنِ بے پیر کی صورت
رہوں خاموش میں کب تک بھلا تصویر کی صورت

کماں ابرو مرا ناوک فگن جس جا پہ ہوتا ہے
میں اک پل میں وہیں جاتا ہوں اوڑکر تیر کی صورت

ہلال چرخ کا مجال ہے ابروئے ستم تو
فراموش مرا غمخوار و ہمدم یار ہو جائے

مضطر ہو مرے … [illegible] کی صورت
بتا بہر خدا ایسی کوئی تدبیر کی صورت

فغان و آہ سے میرے فلک چکر میں آتا ہے
اسے کہتے ہیں اے مضطر عجب تاثیر کی صورت

رکھتی ہے زمانہ میں یہ تاثیر جہالت
نادانوں کو رکھتی ہے ہمیشہ سے جہاں میں
خالق سے شناسا کبھی ہونے نہیں دیتی
ہاں واقعی مشہور ہے یہ راست جہاں میں

پاؤں میں پہنا دیتی ہے زنجیر جہالت
قمری کی طرح طوق گلوگیر جہالت
واللہ بری شے ہے بری پیر جہالت
بے جرم دلا دیتی ہے تعذیر کی جہالت

مضطر دل سوزاں ہی کو کر خاک جلا کر
کرتے نہیں پیدا کبھی اکسیر جہالت

خلد سے بہتر ہے ہمدم آستان کوئے دوست
وصف جنت کون سنتا ہے تمہارا واعظو
اسلئے سایہ کیا ہے بیٹھے دود آہ کا
بھول جاؤ بلبلو صحن چمن کے بود و باش

اور رضواں سے بہتر پاسبان کوئے دوست
سامنے عشاق کے کیجے بیان کوئے دوست
آسماں بھی تا ندیکھے سائبان کوئے دوست
خواب میں ہی دیکھ لو گلستان کوئے دوست

فرحت خاطر دل مضطر وہاں ہو جائے گی
چارہ گر پہنچا دو مجھکو درمیان کوئے دوست

تری طرز سخن او سرو قامت
قیامت میں تمہارا کام حضرت
ازل سے ہم گنہگاروں کو تیری
ہمیشہ دیکھنا وہ مصحف رو
یہ دنیا در پئے آزار میرے
مجھے مقتول اوس ابرو سے ہونا
ترے گل سے مرے گلرو میں بلبل

فصاحت ہے فصاحت ہے فصاحت
شفاعت ہے شفاعت ہے شفاعت
حمایت ہے حمایت ہے حمایت
تلاوت ہے تلاوت ہے تلاوت
نہایت ہے نہایت ہے نہایت
شہادت ہے شہادت ہے شہادت
نزاکت ہے نزاکت ہے نزاکت

غضب ہم پر ہے غیروں پر تمہاری
عنایت ہے عنایت ہے عنایت

خرام سرو قامت عاشقوں پر
قیامت ہے قیامت ہے قیامت

فلک تجھ سے مجھے بختِ زبوں کی
شکایت ہے شکایت ہے شکایت

مجھے اس اپنے عصیاں سے خدایا
ندامت ہے ندامت ہے ندامت

تمہیں امداد کر اسے آہ مجھ میں
نقاہت ہے نقاہت ہے نقاہت

بدولت عشق کے ویرانہ مضطر
ریاست ہے ریاست ہے ریاست

درد فرقت میں میں نے ساری رات
کروٹیں لیکے ہے گذاری رات

کر گئی مجھپہ کار بجلی کا
تیرے آنچل کی وہ کناری رات

مانگ کے در پہ آج صدقے ہیں
چرخ نے کہکشاں اتاری رات

آنکھ پتھرا کے ہو گئیں پتھر
اسقدر کھینچی انتظاری رات

الاماں کہتے ہیں فرشتے بھی
سنکے مضطر کی بے قراری رات

آج مژگاں کے کیے جاتے ہیں پیکاں درست
نہیں باقی کسی نخچیر کے اوسان درست

گر یہی دستِ جنوں کی ہے عنایت ہم پر
ایک رہنے کا نہیں تار گریباں درست

وعدہ خود کرتے ہو اور خود ہی مکر جاتے ہو
لب نوشتہ کے نہیں آپ کا فرمان درست

ایک عشوہ ہی ہیں اوسکے نہ رہیگا ثابت
ذرا ہٹ کے بیٹھے ہو تم کر کے جو اوسان درست

دل کے ارمان سب اک روز نکالے جائینگے
وصل کی شب کو رہے گر مرے اوسان درست

دل کو تم میرے رکھو ہاتھ میں اپنے ہر دم
بے پلٹنے کے کبھی رہتا نہیں پان درست

ہم نے اک بوسہ جو مانگا تو کہا وقت گزرا
دینگے خیرات نہیں آچکے دن وان درست

خود بخود سامنے آجاتے ہیں مضمون درست
گر کبھی بیٹھتا ہوں کر کے قلمدان درست

ان قوافی میں غزل اور بھی لکھیے مضطر
طرز بھائی ہے طبیعت کو یہ اس آن درست

مصحف رخ کا جو رہتا ہے سدا دھیان درست
خلق کہتی ہے مجھے حافظ قرآن درست

پھر گئی جب سے تری چشم عنایت ہم سے
کھل گیا صاف کہ ہے گردش دوران درست

استخواں کر کے فراہم مری کہتا اوس نے
سگ جانان تری دعوت کا ہے سامان درست

دیکھا یوسف کو مرے تب تو زلیخا بولی
فی الحقیقت ہے وہی یہ مہ کنعان درست

جان شیریں کو فدا کر کے پکارا فرہاد
عاشقی کا ہے نتیجہ ضرر جان درست

بلبل زار کو مژدہ یہ سنا دے کوئی
آمد اوس گل کی ہے ہوتی ہیں گلستان درست

ہے دعا تجھ سے کہ اے میرے مجیب الدعوات
رہے دارین میں قائم مرا ایمان درست

حضرت شورؔ کی اصلاح جو مضطر کو ملے
تب غزل ہو یہ کہیں لائق دیوان درست

نقش قدم یار ہے باغ سر تربت
پہنچا ہے سر عرش دماغ سر تربت

ہشیار ہے دارا سے سکندر سے شہنشاہ
گم ہو گئے پایا نہ سراغ سر تربت

ہم الفت گلرو میں جو گل کھا کے مرینگے
کھل جائے گا پھر دیکھنا باغ سر تربت

پیاسی نہ پھرے روح ہماری پس مردن
ساقی رہے لبریز ایاغ سر تربت

تجھ نام خدا ہی تو دیا کیجیے مضطر
روشن رہے دائم جو چراغ سر تربت

ردیف تای مثلثہ ہندی۔

وہ اوسے اوسکو مری حسن طلب جھوٹ
فرشتے بھی گواہی دیں تو سب جھوٹ

ہوا ہے انقلاب حال کتنا
کہ ہو موجب غم کا سچ وجہ طرب جھوٹ

رہے ناکام کیوں غیر اوسکا فن ہے
دغا ریو ریا لہو و لعب جھوٹ

وہ اور اغیار سے قطع محبت
بنایا تو نے ہمدم یہ عجب جھوٹ

گناہ سخت بے لذت یہی ہے
کہ عمداً بولے انسان بے سبب جھوٹ

کیا وعدہ وفا کس روز تم نے
کیا اے صاحب من ترک کب جھوٹ

مگر ہووے موثر اوسکے دل میں

کہو مضطر کہ ہوتا ہے عجیب جھوٹ

ہو خوبرو لوں سے زنہار غٹ پٹا
یہ کرتے ہیں دلکو ستمگار تلپٹ

بتاؤ کوئی ایسی تدبیر یارو
ملے جس سے میرا وہ دلدار جھٹ پٹ

خجل ہو کے چھپ جا قمر بھی شفق میں
کرے دور رخ سے وہ جبوقت گھونگٹ

تبسم کیا جبکہ گلشن میں اوس نے
لگے دفعتہً کھلنے غنچے بھی چٹ چٹ

مجھے دیکھکر بزم میں اوسکے مضطر
گریزاں ہوا اغیار کرتے ہیں سٹ پٹا

ردیف ثائے مثلثہ

ہے یہ پیری شباب کا باعث
روسیاہی خضاب کا باعث

ساغر عمر ہو گیا لبریز
ہے یہ چشم پر آب کا باعث

نیک و بد کی جزا ملے گی یہیں
نصفت بے حساب کا باعث

سارے عالم کو ہم فنا سمجھے
صاف ہے یہ حباب کا باعث

تیغ سے تیرے قمر خجل ہوتا
گر نہ ہوتا نقاب کا باعث

تشنہ لب تیغ ہو گئے سیراب
تھا یہ خنجر کے آب کا باعث

تا ہوں مشہور عاشق گیسو
ہے یہی پیچ و تاب کا باعث

گاہ پیش نظر ہو گاہ نہاں
ہے یہ کیا حجاب کا باعث

کیوں ہے مضطر پہ دمبدم ظالم
رحم کی جا عتاب کا باعث

ہالہ دلا ضعف مجھے اتنا ہوا کیا باعث
نہیں نالہ ترا اتنک بھی رسا کیا باعث

نہ تمنا نہ عنایت نہ وفا کیا ہے سبب
نہ حکایات و شکایات جفا کیا باعث

شوخی پرسش احوال ذرا دیکھو تو
اپنے کشتہ کو وہ کہتے ہیں ہوا کیا باعث

پھر اندوز کیا لطف سے کس دن آپنے
کہتے کیا ہو کہ تو نالاں ہے سدا کیا باعث

غیر سے ربط ہے در پردہ وگرنہ ہر دم
کم جو کہتے ہو برا اسکو بھلا کیا باعث

ہے ترے کوچہ میں بار اوسکو وگرنہ ہردم
عطر افشاں نفس بادِ صبا کیا باعث

نامشاہی جو نہ تھی ضبط میں بسمل مضطر
بر سرِ کوئے صنم خون بہا کیا باعث

ردیف جیم عربی

پوچھے کیا ہو ناتواں کا مزاج
آخری وقت ہیں کہاں کا مزاج

جس جگہہ پر ہو تیرا نقشِ قدم
رکھے وہ خاک آسماں کا مزاج

رشکِ جنت ہے وہ گلی پھر کیوں
کم ہو رضواں سے پاسباں کا مزاج

رخِ روشن پہ زلف مت پھیلا
کر پریشاں نہ اک جہاں کا مزاج

سیرِ گلشن کا عزم مت کیجے
بگڑے غیرت سے گلستاں کا مزاج

مت بڑھا قصہ کو کہ ہے نازک
مضطر اوس یارِ دلستاں کا مزاج

دل کو بے ڈھب ہے اضطرابی آج
دیکھوں کیا ہیں ہو خرابی آج

دیکھیے مے کدے میں چلکر شیخ
لطف رکھتی ہے کیا گلابی آج

جا چکی سب جوانی اے غافل
بس ناحق نکر خضابی آج

وہ حسیں ہے مرا پری پیکر
جس کا یوسف نہیں جوابی آج

کرکے حاصل وہاں سے خط کا جواب
قاصد آنا ذرا شتابی آج

تیرے جنگ و جدال سے اے افلاک
کسکو حاصل ہے کامیابی آج

دل مضطر ہے صاف آئینہ ساں
کیجیے اوس سے بے حجابی آج

وصل میں بھی رہا یہ شش و پنج
درمیاں آنہ جاوے کوئی رنج

رخنہ زلفیں نہیں تری دونوں
مار بیٹھے ہیں یہ محافظِ گنج

یاد کرکے ترے دُرِ دنداں
کیوں نہ چشموں سے ہوئیں گوہر سنج

بوسے دو چار لوں تو کیونکر لوں
رازداں مجکو ہے یہ شش و پنج

یاد رخ میں بساط ہے سینہ — آہ و نالہ ہیں مہرۂ شطرنج
کیوں فلک تجھکو ہے یہی منظور — عیش اغیار کو ہمیں ہو رنج

بخت مضطر میں کاتب تقدیر
عیش کے بدلے کیا لکھا تھا رنج

ردیف جیم ہندی

ذکر کیا حسن کا ہے میرے ہی دیوان کے بیچ — زاہدو سورۂ یوسف ہی ہے قرآن کے بیچ
یاد آتے ہیں وہ جب گوہر دنداں مجھکو — اشک چشموں سے میں بھر لیتا ہوں داماں کے بیچ
مجھ سے دزدیدہ نظر غیروں سے غشوہ غمزہ — پھر بھلا کیوں نہ ہوں میں حسرت و ارماں کے بیچ
آدمی کیا یہی کہتے ہیں تجھے جن و پری — تیرا ثانی ہی نہیں کوئی پرستان کے بیچ

دیکھکر اوسکو جو مائل نہ ہوا ہو مضطر
ایسا انساں تو نہیں عالم امکاں کے بیچ

رہے اونکے آگے بس آئین جاں نثاری بیچ — ہوئی تمام ہیں اب کوششیں ہماری بیچ
رقیب ربو رہا سے ہی کامیاب ہوا — ہوئی تمام امری خوئے راستکاری بیچ
رہے مقام وفا میں کوئی مقیم عبث — کرے کوئی جو صداقت کی پاسداری بیچ
وہ سنگدل ہے ستمگار بے وفا بے قدر — جو اوسکے آگے کرے کوئی گریہ زاری بیچ
گلا فراق کی محنت کی جاں کنی کا غلط — شکایت عدم مہر غمگساری بیچ
ٹپکتی آنکھ سے خون جگر کے قطرے نہ چھوٹ — تپ درون کی حرارت سے بیقراری بیچ

کمند حلقۂ زلف دوتا سے ہاں مضطر
اگر ہو آپکو دعوائے رستگاری بیچ

ردیف حای حطی

ہے ہجر شب فراق تو کیسی ہو آئے صبح — کافور اور کفن کو کہا ضیائے صبح
شام فراق مجکو نہ ہر گز دکھائیو — درگاہ حق میں ہے یہی میری دعائے صبح
میرے لیے سموم سے بڑھکر ہے جانگزا — تیرے بغیر باغ میں آئے جہاں ہوائے صبح

ظالم نہیں جو مجھپہ تو اپنے پہ رحم کر
خالی نہیں اثر سے مرے نالہائے صبح

گذری ہے انتظار ہی میں شب اوسکی وعدہ پر
کیا رنگ اب یہ دیکھئے اپنا دکھائے صبح

مضطر دعائے نیم شبی ہے یہی مری
ہر صبح دیکھوں میں وہ رخ دلکشائے صبح

سیکھا ستم وہ چرخ سے صیاد کی طرح
کرتا ہے مجھپہ ظلم جو جلاد کیطرح

مغموم ہوں نہیں وہ کہ غم یار سر کہیں
ہمراہ میرے رہتا ہے ہمزاد کیطرح

کرتا نہیں ہے کچھ بھی اثر میرا تیر آہ
سینہ تمہارا سخت ہے فولاد کیطرح

ہم نام دلربا سے ہی اخلاص ہے ہمیں
کیوں کہو نہیں جان شیریں کو فرہاد کیطرح

مضطر ہوئی ہے شہت ایک لیل جا کر
سچے ہے جہل عشق میں آستاد کی طرح

خال رخ صیاد کو پایا جو دانہ کیطرح
دام کاکل میں پھنسا دل جاکے شانہ کیطرح

دیکھو ملتے نہیں ہم سے یگانہ وار گر
خوابوں میں ہی شبکو آجاؤ بیگانہ کیطرح

تو ہی موجد ظلم کا ہے اے مرے رشک قمر
آسماں نے تجھ سے سیکھی ہے ستانے کیطرح

مرغ دل کیونکر نہ ہو زلف پیچاں کا اسیر
خال رخ پہ جب نمایاں ہو وہ دانہ کیطرح

شعر یاں غزلیں ترے تو ڈالکو لیتی ہیں لبھا
جسم سے پھر جاں نکالے ہے ترانہ کیطرح

شب کو وہاں فکر حنا بندی کا موجب ہے یہی
یار نے مجھ سے بنائی ہے بہانہ کیطرح

جان شیریں دی جنہوں نے عشق میں فرہاد تھا
ذکر کرتا ہے جہاں اونکا فسانہ کیطرح

کیا ہی شوخی ہے کہ مر رہنے پہ فرماتے ہیں وہ
گوش زد آواز کچھ ہوتی ہے گانا کیطرح

گر سمند طبع جولانی سے مضطر رکے
فکر کے اوسکی سزا دو تازیانے کی طرح

ردیف خائے معجمہ

ہجر میں اوسکے زندگانی تلخ
وصل میں ہے مزاج جانی تلخ

نہیں اشکوں کی یہ روانی تلخ
سوز ہجراں کی ہے نشانی تلخ

وصل اور ہجر میں نہیں ہے چین
دونوں صورت ہے زندگانی تلخ

آب شیریں ہے گر تو آب وصال
ہے سوا اسکے اور پانی تلخ

ترش رو ہو کے بارہا مجھ سے
بات کرتے ہیں وہ زبانی تلخ

طفل ناداں کو اپنا دل دیکر
مفت کر بیٹھے ہم جوانی تلخ

اس تفکر میں رات دن ہے فلک
گذری مضطر پہ زندگانی تلخ

کیوں ہے ہر ایک بات پہ دیتا جواب تلخ
اونکے لبوں سے گر نہیں لیتا جواب تلخ

دل کشمکش سے آرزو و تمنا کے چھٹ گیا
اچھا ہوا جو آپ نے لکھا جواب تلخ

کیا قطع عرض حال ہے اپنے کہ وہاں مجھے
قطع نظر جو اب سے ہے یا جواب تلخ

قاصد میں تند خوئی کا اوس کی اثر ہوا
جو ہے ہر اک بات پہ دیتا جواب تلخ

شیریں مثال اوس بت شیریں کلام کو
بیجا ہے گر کہے کہ سنیگا جواب تلخ

شیریں سخن اگرچہ ہے مضطر وہ ماہرو
پر مجھکو کیا کہ ہے مرا حصہ جواب تلخ

ردیف دال مہملہ

الفت دے مجھے ایزد مستان محمد
مشتاق ہوں یا حضرت سبحان محمد

اک حق سے تو تم ہو ولے سب سے زیادہ
کلمہ ہے یہی آپکے شایان محمد

جس در کی گدائی کی تمنا ہے ہر اک کو
حقا کہ وہ ابواب ہے سلطان محمد

مداح فرشتے ہیں دل و جاں سے تمہارے
انساں ہی فقط ہیں نہ ثناخوان محمد

یہ ارض و سما ہی نہیں ہوتے کبھی پیدا
ہوتی نہ جہاں میں جو عیاں شان محمد

رضواں سے فزوں کیوں نہ ہو رتبہ میں بشر
پائی جو کوئی عہدہ دربان محمد

کیا غم ہے مجھے تابش خورشید مضطر
سر پر ہے مرے سایۂ دامان محمد

راز الفت کا وہ کرتے نہیں اظہار پسند
دل ناداں نہیں ہم کو ترے اطوار پسند

عشق میں تیرے یہ تکلیف سے مانوس ہوئے
دل کو مرغوب الم جان کو آزار پسند

غیر سے کیوں کہوں مت ایل کہ برا ہوں اس سے
آگے ہی سے ہے اوسے صحبت اغیار پسند

سرو قامت کو کیا تیری خرامان پیدا
تیرے صانع کو یہ آئی تری رفتار پسند

ہیں گرفتار خیالات برہمن اور شیخ
اوسے تسبیح خوش آئی اوسے زنار پسند

جان ناچیز کروں اوسپہ فدا اپنی مگر
کیا پسند آئے گی اوسکو کہ ہے دشوار پسند

سرور بزم سخن ہندی حسیں اے مضطر
خوش ترے بخت جو فرمائیں یہ اشعار پسند

لگائے سر میں گل تر اگر فلیل کی بوند
معطر عطر سے ہوگی یقیں ہے تیل کی بوند

تمہارے ہاتھوں سے اغیار عطر تو یوں لیں
ہزار حیف ملے بھی ہمیں نہ تیل کی بوند

برستے اشک ہیں آنکھوں سے جسطرح آئے ابر
بھلا دکھا تو سہی کوئی آنکھے سیل کی بوند

تمام رنگ میں سر ڈوبا ہوں تماشا ہے
لگائے یار جو پچکاری تو نکلے کھیل کی بوند

جگر کے آگ یوں اشکوں کے آب سے بھڑکے
کرے ہے جسطرح شعلہ ون شمع میں تیل کی بوند

تمہارے سبزہ رخ پر ہے یوں عرق زیبا
نظر میں جس طرح خوش آئے برگ بیل کی بوند

جگر سے کھینچ لی برچھی نگہ کی گر سفاک
جہان کہنے لگے خون کو میرے سیل کی بوند

سخنوروں میں تمہارا ہی کام تھا مضطر
ثبوت کرکے دکھائی ہر اک سیل کی بوند

ردیف ذال معجمہ

طپش دل کے جو مضموں کا لکھوں گا کاغذ
نامہ بر اونکی طرف جائیگا اوڑتا کاغذ

انتظاری خط دلدار ہیں اے قسمت حیف
وعدہ ہی موت کا آ پہونچا نہ پہونچا کاغذ

ہے ترے حسن خداداد کی مدحت مرقوم
رشک فرمائے ارم ہے مرے خط کا کاغذ

تشنہ لب بات کا ہوں مجکو اشارات سے کیا
حرف دو کافی تھے لیکن کو نہ سادا کاغذ

سوختہ دل کی اعانت ضرر اپنا ہے تمام
حال دل جس میں لکھا وہ ہی جلا یا کاغذ

التفات اونکو نہیں آپکی جانب مضطر

فائدہ کیا ہے جو تم نے اونہیں لکھا کاغذ

چرا کے دل نکرو بے گناہ کو ماخوذ
کہ کر نہ لے کوئی دزدِ نگاہ کو ماخوذ

چھپاؤ زلف سے اپنا نہ تم رخ روشن
کرو نہ ابر کے ہالے میں ماہ کو ماخوذ

سکیں ہزاروں ہی تسخیر سانپ منتر سے
نکر سکا کوئی زلفِ سیاہ کو ماخوذ

جو فوق اعلی پہ ادنی کو ہو عجب کیا ہے
پیادہ کرتا ہے چالوں میں شاہ کو ماخوذ

جواب حشر میں کچھ اسکا بن نہ آئے گا
کیا جو مضطرِ حال تباہ کو ماخوذ

ردیف دال مثلثہ ہندی

ہے غیر کو لگا کی یار پر گھمنڈ
کیونکر نہ ہووے طالع بیدار پر گھمنڈ

عاشق پہ یہ ستم ہے نہیں بوالہوس پہ جو
ہے اعتمادِ عشق طلبگار پر گھمنڈ

دل اوسکا گرچہ سنگ تو آتش سے نرم ہم
بیجا ہے اپنی آہ شرر بار پر گھمنڈ

کرتا ہے راز فاش رقیب اور وہیں خوش
کسکو ہو پردہ پوشی اسرار پر گھمنڈ

یا شیخ صاحب اوسکی گلی میں نجائیے
یا کیجیے نہ خوبیِ دستار پر گھمنڈ

چلتی نہیں زبان بہی تو اوسکے سامنے
کس بات پہ غرور ہو کس کار پر گھمنڈ

مضطر کو ہے عنایت خالق کا آسرا
ہوگا کسیکو خوبیِ کردار پر گھمنڈ

ہوتا جہاں میں سبکو جنکی آشنائی پر گھمنڈ
اونکو اب ہوتا ہے اپنی بیوفائی پر گھمنڈ

مغفرت فرد بشر اوسکے کرم کے ساتھ ہے
زاہدو کرتے ہو کیوں تم جبہ سائی پر گھمنڈ

جلوہ فرما بام پر ہو تو کہ خورشید فلک
بہول جائے ہوکے نادم خوشنمائی پر گھمنڈ

آئینہ رو کو ہے اسباب خودبینی نہ دے
ہوگا اسے مشاطہ ورنہ خودنمائی پر گھمنڈ

خواہش تقدیر سے تدبیر کچھ چلتی نہیں
ہے عبث مضطر کو قسمت آزمائی پر گھمنڈ

ردیف رائے ہندی

جس وقت چلا یار مرا گھر سے نکلکر
ہمراہ ہی ہو لیا دل بر سے نکلکر

کیا جہل گیا ہے کہ ابوجہل جہل سے
ناری ہوا کلبد پھر سے نکلکر

کہتا ہی ہمدم وہ اگر بت مجھے پوچھے
اللہ کے گھر پہونچے ترے گھر سے نکلکر

نالے گئے جو جو دل مضطر سے نکلکر
پہونچے وہی افلاک پہ اختر سے نکلکر

گردش میں ستارا رہا تا زیست ہمارا
آیا نہ کبھی اوج پہ چکر سے نکلکر

برعکس جو تقدیر نے تاثیر دکھائی
خط گر گیا منقار کبوتر سے نکلکر

ہوئے نہ شاہ بہ رخ زیبا کے عرق سے
آئے ہی اگر عطر گل تر سے نکلکر

ہوتی ہے نمایاں مرے یوں سینے سے آتش
ظاہر ہوں شرر جسطرح پتھر سے نکلکر

یاد در دندان میں رونے لگا جسدم
آنسو مرے بہنے لگے گوہر سے نکلکر

ابلیس بجا حکم خدا کسطرح لاتا
جاتا ہے تکبر کوئی خود سر سے نکلکر

بہتر نہیں ہر کار کی اس سے کوئی تدبیر
انجام کو جا پہونچے اگر زر سے نکلکر

واعظ مجھے جنت کے اگر لا کے دے دو
خواہش نکروں کوچۂ دلبر سے نکلکر

افسوس مرے مرنے پہ سب روئے ولیکن
آنسو نہ بہے چشم ستمگر سے نکلکر

رندوں سے جو تعریف سنی کوئے صنم کی
زاہد ہی چلا خانۂ ابتر سے نکلکر

دل سے کروں تعریف جو دندان صنم کی
پیدا گہر مثنی ہوں سمندر سے نکلکر

آشفتہ دماغوں کو ہے خوشبو ہی موافق
آئی جو مہک زلف معنبر سے نکلکر

ممکن نہیں یہ تو کبھی او کاکل مشکیں
سودا ترا جائے دل مضطر سے نکلکر

یا خدا بن پڑے کوئی تدبیر
جس کے اپنا ہو وہ بت بے پیر

بے خودی تھی جو لے لیا بوسہ
بیٹھا ہوں خود مجھے تعذیر

تیری ثانی نہ ہو سکی صورت
کھینچی مانی نے سیکڑوں تصویر

ہم کو زندہ نہ پائے گا قاصد
تو نے آنے میں گر کری تاخیر

انتظاری میں خط کے مضطر ہوں

خوش کرو ہیچکر کوئی تحریر

لگنے کو ہم قفس سے پھڑپھڑا کر
ویلے آئے وہیں پہر اوڑ اڑا کر

دیا ہیں نے جو پیغام شب وصل
تو چپکے ہو گئے کچھ بڑبڑا کر

نہ شانے سے بن آئی موشگافی
رہا زلفوں کا مضموں جوڑ جوڑا کر

دیا دل جب سے تجکو سرو قامت
خمیدہ ہو گئے ہم مڑ مڑا کر

دیا مضطر کو عشق بت خدا نے
دل و جاں دین و ایماں سب چھوڑا کر

کر چلا بسمل ہمیں شمشیر تیر ال چھوڑ کر
قتل کر ابرو کماں اک تیغ براں چھوڑ کر

بار تحمل زندگی سے ہے بہت نفرت مجھے
میں اسے کہتا ہوں کب سیب زنخداں چھوڑ کر

لاکھ لکھ لکھ کے دے کوئی تعویذ لیکن اپنے پاس
میں نہ رکھوں حرز جاں تعویذ جاناں چھوڑ کر

لے تامل کر قفس میں قید پر بازو نہ کاٹ
میں نہیں جاؤنگا اے صیاد زنداں چھوڑ کر

یوسف ثانی کی میرے سنکے شہرت کیا عجب
دیکھنے آئے زلیخا ماہ کنعاں چھوڑ کر

ہیں سبک ہوکر چلوں عقبیٰ کو مضطر کس طرح
کون دنیا سے گیا ہے بار عصیاں چھوڑ کر

صیاد پھڑکنے دے مرے دل پہ نظر کر
پابند محبت کے اگر تیغ نہ پر کر

ہر وقت نہ ترسا مجھے لوا دیت ترسا
آہ دل رنجور سے اک دم تو حذر کر

لوں نام بھی ہرگز نہ کبھی خلد بریں کا
مدفوں ترے کوچہ میں جو ہو جاؤں میں مر کر

داغوں سے سینہ ہے مرا رشک گلستاں
اے گل کبھی اسمیں بھی پئے سیر گذر کر

ہر شب شب فرقت میں یہ مضطر کی دعا ہے
یارب تو کہیں چاک گریبان سحر کر

ہوا جب پہ زن گلر و مرا گلشن میں قہ قہ کر
صبا نے کیا بلبل سے کہا اوسوقت چہچہ کر

ہوا روشن قمر جب بام پر وہ چاند کا ٹکڑا
اوٹھی انگشت ہر سو سے ادہی کو ماہ کہہ کہہ کر

بنا سینہ مرا غربال کیسا رے کماں ابرو
تری تیر قضا کے سر لب صدمہ کو سہہ سہہ کر

نہ کی تاثیر کچھ الفت نے رویا گرچہ میں تنہا
پڑے ناسور رخساروں پہ میرے اشک بہہ بہہ کر

کفن تیار کر مضطر جو کل کو کار آمد ہو
رکھی ہے آج کیا صندوق میں پوشاک تہ تہ کر

موزوں نہ نورتن ہیں فقط گورے ڈنڈ پر
جوشن ہی جوش زن ہیں قضا کے گھمنڈ پر

وہ سرزمیں ہے کوچۂ قاتل کی سربسر
بسمل ہزاروں لوٹتے ہیں جسکی ٹھنڈ پر

زخمی جگر وہ ہوں کہ کہیں چارہ گر مجھے
یہ زخم وہ نہیں کہ جو آئیں کورنڈ پر

اے آہ تجھ میں کچھ بھی تو پایا وزن نہیں
نازاں عبث ہے ہم ترے جسم سپنڈ پر

قلابے آسمان و زمیں کے ملاتے کیوں
ملتا اگر نہ ذوقہ کا ہوتا پکھنڈ پر

اے ابر آبرو نہیں رہنے کی پھر تری
آیا ہمارا گر دل دریا امنڈ پر

مضطر نصیحتوں کا ہو ناصح کے کیا اثر
بے شرم و بدمعاش زمانہ کے گنڈ پر

وفا پہ ہیں خدا جانے کہ ہیں وہ بیوفائی پر
ارے دل ناز ہے تجکو عبث اپنی صفائی پر

عرق تاباں ہوا جب جلوہ گر اے مہ جبیں تیرا
فلک آیا قمر قربان کرنے رونمائی پر

جواب خط وہ دیویں یا نہ دیویں یہ خدا جانے
دیا ہے نامہ بر کو بھیج قسمت آزمائی پر

رسائی تیری اے آہ رسا اوس وقت جانینگے
جو ہم سے وہ ہمارا شوخ آجائے رسائی پر

کیا پہلو تہی جب سے مرا رشک مسیحا نے
پڑا رہتا ہوں مردہ کیطرح سے چارپائی پر

لب شیریں کے بوسونکا جو سائل آج ہم ہوں
خفا ہو کر وہ کہتے ہیں کمر باندھی گدائی پر

خدا کے آشنا والے مردن دفن بھی کر لے
بھروسہ جنکی رکھتے تھے ہمیشہ آشنائی پر

نہ کیونکر تجھ پہ قرباں ہوں حسین نام خدا تو ہے
فدا ہوتا ہے پروانہ شمع کی روشنائی پر

اداے ناز سے عشوہ سے دل چھین لیتے ہیں
خدایا کر غضب نازل بتوں کی دلربائی پر

وہ رو رو کر بھی ملینگے ہم وہ لحظہ نگذرے گا
نصیب آئیگا مقدر نارسا اپنی رسائی پر

کیا جور و جفا سے شیشۂ دل چور سرتاپا
پڑیں پتھر کہیں اوس سنگدل کی آشنائی پر

بشر کی مغفرت کا جبکہ سہرا اوسکے کرم پر ہے
بھروسہ زاہدو کرتے ہو کیا پھر پارسائی پر

نہ خنجر لگا کر کہا دل مضطر نے یہ کہکر
الٰہی خیر صدمہ ہو نہ قاتل کی کلائی پر

کرے جو مشق ستم ستمگر جگر پہ تیر ستم لگا کر
کہا یہ قاتل نے تند خو ہو جسے شہادت کی آرزو ہو
اٹھاؤں کیونکر نہ ناز ابن مریم ہنسی جلینچ کا اپنے کچھ غم
وہاں وہ غیر ہے لعل سے جو اس خم سے یہاں خال ہے
سر آفاقی جہنم کل مکاں ہے ثبات اسکو بھلا کہاں ہے

دہن سے زخموں کے دونوں جانیں کلیجہ بکہدو فدا بنا کر
ملا جو خنجر سے دو بدو ہو پہلے شہید وہیں خون بہا کر
کرشمہ انکا ہے کیا یہ کچھ کم چلا دیں مردہ کو لب ہلا کر
نتیجہ قسمت کا بر محل ہے وہ ہنس رہے ہیں ہمیں رلا کر
قدیم رہنے کا جو مکاں ہے تو یاد غافل اسے کیا

جو دام گیسو میں تو پھنسے گا نہ زیست بھر پھر نکل سکے گا
زمانہ مضطر تجھے ہنسے گا رہے گا الجھن میں دل لگا کر

ہوں اسیر طبع کے طائر کو گو سنبل کے پر
آشیاں گر پھک گیا پر مجھ سے اے صیاد کہہ
جانگدازی عشق سمجھو یوں میں لشر
دست بیعت جیسے ہوتا رند مشرب جا کر
سبزہ رنگوں پر مرا ہوں میرے مرقد کے لیے
وہ قلندر ہوں کہ میری دلق پوشی کے لیے

وصف کچھ ہم سے ادا ہو تیرے ہنس کا کل کے پر
کیا خط سبز و ہوئی کاٹے گئے بلبل کے پر
کب بھلا مرتا نہیں مرتا ہے گھل گھل کے پر
ساقیا ہوتے جو پیدا مجھ میں جام مل کے پر
سایہ افگن کیوں نہ ہوویں طائران گل کے پر
خود بخود آتے ہیں اڑ کر طائر صلصل کے پر

کرتے ہیں جو سیر بوستاں ہم جو مضطر رات دن
کیا کیا حاصل کیے ہیں آئینہ گل کے پر

جا سکتے نہیں ہم تو چہرہ گلگشت کے برابر
وہ سخت بلا آتش فرقت ہے صنم کی
جیسے کہ ہوئی چاہ ترے چاہ ذقن کی
شانہ سے کہو زلف وہ سلجھائے سمجھ کر

اور غیر وہاں رہتے ہیں گردش کے برابر
پہونچینگے ہمیں قبر میں ہر گشت کے برابر
آنکھوں سے رواں اشک ہیں پلکیں کے برابر
دل رہتے ہیں لٹکے ہوئے اس لٹ کے برابر

باعث ہے ترے رشک کا مضطر یہ نہیں
بدلے ہے تو جو گلگشت کے برابر

اے آہ جب لگے ہے تم سے فلک ضرور
پہنچو ہمارے ساتھ تو پھر بیتاب ضرور

وہ شب ہی ہم کو شب ہے شب قدر سے سوا
جس میں ہو دیکھیں ہم ترے نازکی جھلک ضرور

لٹ زلف عنبریں کی نہ اٹکا ئیے صنم
نازک کمر کو آ نکے ہوگی لچک ضرور

تیر نگاہ یار کے وہ چوٹ ہے بلا
مرتا نہیں تو جاتا ہے انسان سسک ضرور

قشقہ لگائیگی ہمیں کافر بنائے گی
اوس ماتھے پر برہمن کی جبیں کی تلک ضرور

تاہوں کباب لخت جگر کے عرق فشاں
چھڑکیں گے اب اشک بجائے نمک ضرور

افشاں جبین یار کی اندر سے چمکیا
شمس و قمر کی جاتی ہیں آنکھیں جھپک ضرور

کھینچی جو میں نے سینہ سے اک آہ آتشیں
جلجائے گی یہ دیکھنا سقف فلک ضرور

مضطر کی شے آہ جگر سوز دل خراش
بے چین ہو رہے ہیں فلک پر ملک ضرور

صدمۂ باد خزاں سے دل نہ تو غمگین کر
پھر بہار آئیگی بلبل کچھ ذرا تسکین کر

تو سمجھ وہ ہے کہ تیرا حور و غلماں ہیں سدا
ذکر لاتے ہیں زباں پر آفریں تحسین کر

ظلم جو چاہے تو مجھپر او بت بے دین کر
پر عدو کے سامنے میری نہ تو توہین کر

لاؤں کہاں خاطر مجھے تب اس زلف رنگین کی
کیا کرے گی پھر دل بیتاب میرا چھین کر

خود بخود بے رحم نہیں وہ شوخ ہے اجل
کر دیا برگشتہ اعدا نے اوسے تلقین کر

شیخ میں یہ کہہ رہا ہوں اس تغافل کیش سے
آ کہیں اب تو گزر اپنا سر بالیں کر

جان سے جس سنگدل نے مجھکو مارا یا خدا
اوسکے کوچہ میں جنازہ ہے مرا تسکین کر

رام کرنا ہے مجھے اک لعبت چیں کا ضرور
پھوڑ دے ذکو یا خدا قبضہ میں ملک چین کا کر

تا نہو ہر قدم میں قاتل ترا اک شب بے قرار
اپنے ہاتھوں اوسکی تو تجہیز کر تکفین کر

تا رقم ہوں وصف کچھ حسن یار کے
طبع مضطر کو خدایا اور بھی رنگین کر

نہ موت مانگوں تو کیا کروں فراق جاناں تنگ ہے
پانی لگے ہے جسے ہر شب بیمار تجھ بن پلنگ ہو کر

اب آئے آئے بیمار گھر پر ہرگز نہ تم آنچ دلبر
پھر آ رہے گے دلمیں ہزاروں ارماں اشک ہو کر

پتنگ بانکی کا تیری شہرہ سنا ہے جب سے یہ دل ہمارا
اڑا پھرے ہے ہوا پہ مارا مثال کاغذ پتنگ ہو کر

نہ جچا کوئی حسین دیکھا ختن لے کے چین دیکھا
جو دیکھا تو یہ جبین دیکھا جہاں میں روم و فرنگ ہو کر

کرو نہ دل کو کبھی مکدر جو ہو سکے تو بھلا ہی بہتر
کہیں بنا قفل آئینہ سا جو شیشہ بگڑے ہے سنگ ہو کر

حصول مطلب میں اضطرابی نہ تو کیا کر کہ ہے خرابی
جو چاہیے مضطر تو کامیابی تو ہوگی حاصل درنگ ہو کر

ردیف راے مثلثہ ہندی

جو بوٹیاں ہیں سر تری زلفوں پہ لڑ لڑ
انہیں دی ہے جلاد نے زنجیر گھڑ گھڑ

سمجھتا ہوں میں اونکو پھولوں کی چھڑیاں
لگاتے ہو تم چھپا جو کہ سٹر سٹر

اذاں دی شب وصل مرغ سحر نے
کلیجہ لگا ہونے اوس وقت دھڑ دھڑ

خوشی ہو گئے کہہ اوسکی ہے یہ علامت
کہ ہیں لوٹتے خود بخود بند تڑ تڑ

یہ دشمن ہیں انکے کہے پر نہ جاؤ
سنو تم نہ ہرگز رقیبوں کی بڑ بڑ

تڑپ مرغ دل کو وہ صیاد سمجھا
تماشا جو کی دام گیسو میں پھڑ پھڑ

زباں پر ہو مضطر کے کلمہ نبی کا
لگے جبکہ سینہ میں دم کرنے گھڑ گھڑ

ہاں اے شب غم تو دل کو نہ جگر چھوڑ
جو کچھ کہ ترے جی میں ہے وہ آج تو کر چھوڑ

گریہ سے کیا منع جو کی نالہ کی رخصت
خوش ہو شرر افشانی ہے دی سلک گہر چھوڑ

باقی نہ رہے خانہ خرابی میں دقیقہ
ہاں اے اثر گریہ نہ دیوار نہ در چھوڑ

جاتی نہیں اس سوز سے افسردگی دل
اب آتش یہاں تو کوئی اور شرر چھوڑ

اتنا ہی نہ بے رحم ہو مجھپر کہ میں ظالم
اوٹھ جاؤں کہیں در ترے راہ گذر چھوڑ

کہتے ہیں کہ عشق میں ہنر عیب ہے ذلت
کر عشق میں تحصیل یہ عیب اور ہنر چھوڑ

مضطر تری الفت کا نہ تھا جذبہ جو کامل
پھر دل سے ہم کیا تجکو ہے طالب زر چھوڑ

ردیف زائے معجمہ

جفا کا شیوہ ہے جس سے وفا کا نیا انداز
بتا تو اے بت عیار ہیں یہ کیا انداز

تمہارے کوچہ سے آتی ہے جو عبیر فشاں
تو کیسے کیسے دکھاتی ہے پھر صبا انداز

ترے کرشمہ کے وشنہ نے ایک دکھلایا
جگر کے زخم کے گلکاری کا نیا انداز

جگر مژہ کا نشانہ ہے دل نگہ کا ہدف
ہر ایک رکھتے ہیں اپنا جدا جدا انداز

ستم ہے غمزہ ترا ناز ہے اگر آفت
ادا ہے تیری قیامت جو ہے بلا انداز

پری کو محو ہو خودداری و خود آرائی
جو دیکھے ایک نظر ہی تری ادا انداز

بہت سے دیکھے ہیں مضطر نے نازنین دلبر
مگر کسی میں نہ پایا یہ دلربا انداز

کیوں نہ اوس رخ کو ہو حسن خداداد پہ ناز
رکھتے ہیں اہل دول دولت ایزاد پہ ناز

چرخ کو ہے مرے نالوں کے سبب سے جنبش
بلبلو تم کو عبث اپنی ہے فریاد پہ ناز

ہے رگ جاں کو مرے خار مغیلاں کا فی
اے طبیبو نکرو نشتر فصاد پہ ناز

شاید ابتک نہیں دیکھا قد موزوں تیرا
قمریاں کرتی ہیں کو کو سے جو شمشاد پہ ناز

دیکھ ایجاد خیالات سلف کے مضطر
کیسے تجکو ہے پھر اپنے ہی ایجاد پہ ناز

مجکو یوں ہے رخ زیبا کی ترے دید پہ ناز
جسطرح چرخ کو ہو تابش خورشید پہ ناز

تشنگی میں لب شیریں ترا چوسا جس نے
اوسکو ہرگز نہ ہا لذت نبید پہ ناز

نامہ بر خوبی قسمت سے مرا بھولا راہ
اور قاصد کے رہا یہاں نہیں تاکید پہ ناز

میری دانست میں وہ لوگ ہیں مطلق جاہل
خود پسندی سے جنہیں اپنی ہے تقلید پہ ناز

ہے پیمبر کی محبت سے یہ دولت حاصل
کہ ہے مضطر کو سدا کلمۂ توحید پہ ناز

ردیف سین مہملہ

محبت میں ہوئے ہم شہرۂ بدنام سو سو کوس
ہوا دیوانہ سودائی ہمارا نام سو سو کوس

کیا پہلو ہی جبسے مرا آرام جان تونے
[illegible] آرام سو سو کوس

تری جب زلف کو دیکھا کہا یہ خوشنویسوں نے
نہ دیکھا آجتک ایسا حروف لام سو سو کوس

تری حاجت نہیں قاصد ہمارا شوق دل ہمدم
اوڑا کرتا ہے ایک پل میں لے پیغام سو سو کوس

جہاں میں بت پرستی کا ہوا ہے اسقدر چرچا
کہیں سننے میں آتا ہے نہیں اسلام سو سو کوس

غم فرقت سے ہمکو ہر نہار اندن حاصل
وصال یار کے ایدل گئے ایام سو سو کوس

سمند طبع کو مضطر بمیدان غزل جولاں
کرو ایسا کہ جس سے مشتہر ہو نام سو سو کوس

جہاں میں لیو ہے دل نگہہ زا اسکے پاس
اب کیا ہے تیرے شیفتہ ہیو اسکے پاس

ٹھہری ہے گر غمزہ اغم پنہاں تو ہی بہت
سامان عیش و ناز ترے مبتلا کے پاس

شاید معالجہ ہو مرض فراق کا
پہنچا دے کوئی اسکو طبیب قضا کے پاس

گر لیلیٰ ہے نامہ تو معدوم ہے جواب
کیا لکھیے حال اس بت نا آشنا کے پاس

کوچہ میں اسکے اور بڑھا ہے جنون عشق
شدت ہوئی ہے درد کی دار الشفا کے پاس

وہ بھی کوئی ہو دن کہ تغافل شعار یار
پوچھے تمام حال ہمارا بلا کے پاس

دلمیں امید ہے کہ مضطر بعون حق
پہونچوں میں آستان رسول خدا کے پاس

مکر و فریب جبکہ ہیں اہل وطن کے پاس
کاہیکو شیخ ہیں وہ چرچے کہن کے پاس

لہرا رہی ہے اوس رخ روشن پہ زلف یوں
جسطرح سانپ کھیلتا پھرتا ہو تن کے پاس

چلدی جو جان عزیز ہے اسے مرغ جان سمجھ
بسمل کا دم نکلتا ہے ناوک فگن کے پاس

یوسف کی طرح جاکے ہو پردیس میں عزیز
پر التجا نہ لائیے اہل وطن کے پاس

گر تشنگی ہے حسرت دل آپکو کمال
سیراب جاکے ہوجیے چاہ ذقن کے پاس

غمگیں وہ ہوں کہ اگر مسرت مرا کوئی
غمخوار بنکے آیا نہ بیت الحزن کے پاس

بدلہ میں اس عدو کے اے آسمان تو
رکھ دیکھ چاند تارے کی چادر کفن کے پاس

گر دفن ہو مجھکو قبر میں لوٹ آئیں کیوں نہ
رہتا کوئی بھی ہے کہیں دولہ دولہن کے پاس

[illegible]

ردیف الشین

ہے تا ظہور جلوۂ جاناں قیام ہوش
ہووے گا پھر تو پہلے خرد سے سلام ہوش

دعوی علوئے صرف کا ساقی کے سامنے
مت کر کہ ہاتھ میں ہے اوسکے زمام ہوش

ہوں اوسکی چشم مست کا مست خیال میں
مت رکھ ندیم مجھ سے امید کلام ہوش

وہ ہے ترا کرشمۂ خوبی کہ جس سے ہے
دعوائے خوں بہائے دل و انتقام ہوش

دھو ہاتھ ہوشیاری سے ساقی کے عشق میں
یہ میکدہ ہے میکدہ میں کیا ہے کام ہوش

چاہیں ہیں ہم ساہت بیخودی عشق
مطلوب ناصحا ہے تجھے گرد دام ہوش

مضطر کہاں حقیقت کنہ جمال کیا
ہے تا ظہور جلوۂ جاناں قیام ہوش

کیا ساقی بیٹھے زاہد کو جو فرمائے نوش
رند مشرب جام مے کیونکر نہ پھر کر جائے نوش

ڈر کیا آب و خورش کا ہمدمو میرے لیے
ہے غذا لخت جگر اور خون دل ہے جائے نوش

نعش کی میری حفاظت کرتے رہنا دوستو
استخواں جبتک سگ جاناں نہ کر جائے نوش

غیر تو سرشار ہوں ساقی شراب وصل سے
اور ہم کو ہجر میں ہوں اشک غم ہائے نوش

لگ رہی ہے ہم کو مضطر ساقی کوثر کی یاد
کرتے ہیں اسواسطے ہم بادۂ مینائے نوش

گیسو میں ہے یوں اس دل بیمار کی بندش
کرتا ہے کوئی جیسے خطاوار کی بندش

ہم رندوں کو مت چھیڑیو زاہد سر بازار
ایسا نہ ہو بکھری پھرے دستار کی بندش

کر شوق سے در بند جو کرتا ہے پری رو
کیجو نہ مگر روزن دیوار کی بندش

ملتا نہ کبھی مجنوں کو وہ ناقۂ لیلیٰ
ہو جاتی اگر پائے طلبگار کی بندش

کیونکر کرے اظہار حقیقت دل مضطر
سنتے ہیں وہاں ہو گئی گفتار کی بندش

دیکھ جلوہ یار کا ہم پہلے ہوئے اکبار غش
جسطرح موسیٰ کو آیا تھا لب کہسار غش

ہوش میں لاؤ نہ مجھکو غش میں رہنے دو پڑا
شاید آجائے کسی سے سنکے وہ تکرار غش

حسن پر تیرے نہیں تاب نگہہ یوسف کو بھی
دیکھا تجھکو تو کہا یا مصر کا بازار غش

عاشقِ جاں باز جتنے تھے جھکائے اپنے سر
دہشت ابرو سے قاتل کر گئے اغیار غش

جانبِ قاتل ہیں جاتا سر کے بل مضطر دلے
ناتوانی کے سبب آنے لگے ہر بار غش

ردیف صاد مہملہ

گر کرے قاتل تری صمصام رقص
خونبہا اپنا کروں انعام رقص

میرے نالوں کی کشش سے جا بجا
کرتی ہیں دیوار سقف و بام رقص

دم فنا ہوتا ہے پھر ٹھوکر کے ساتھ
اے پری تیرا ہے قتل عام رقص

تو نہو گا مرغِ دل ہرگز رہا
کس لیے کرتا ہے زیرِ دام رقص

جو ہیں شائق نغمۂ داؤد کے
اونکو دکھلا اے بت خودکام رقص

گر تلاشِ گل نہیں بادِ صبا
کس لیے کرتی ہے صبح و شام رقص

ناتوانی کے سبب مضطر مرے
ہاتھ میں کرتا ہے ہر دم جام رقص

اے دل ہو یا بھول کے بھی مبتلائے حرص
آفت ہزار جان پہ لائی ہے ہائے حرص

ہیں جا گزیں کنجِ قناعت میں جو بشر
رکھتے نہیں رسائی وہاں تک بلائے حرص

دنیا کی ساری خاک ہو گر لقمۂ دہاں
تو بھی نہو حریص کی کم اشتہائے حرص

دنیا کی فکر میں [illegible] رہتے ہیں سدا
کہلاتے ہیں جہان میں جو آشنائے حرص

یا رب تری جناب میں مضطر کی ہے دعا
دنیا میں میرے گرد پھٹکنے نہ پائے حرص

خودداری و تمکین کو کرتی ہے فنا حرص
ہے شیوہ بُرا اپنے تو دل کو نہ لگا حرص

[illegible]
کرتی ہے بلند اپنے جو شدت کا لوا حرص

[illegible] طلبی سے
اللہ رے [illegible] فزا حرص

اس فیض سے کام اوسکا جو چلتا ہے تو کیونکر
رکھے نہ قدم کوچہ میں جانے کی صبا حرص

کرتی ہے صفا دل کو سیاہی سے مکدر / ہوتی ہے اس آئینہ میں جلوہ نما حرص
جتنے عقلا ہیں متنفر ہیں سب اس سے / البتہ پہنا لینے کو ہے دام بلا حرص

مضطر ہے جناب احدیت میں دعا یہ
دنیا کی خدایا مرے دل سے دے مٹا حرص

ردیف ضاد معجمہ

ہوں شیفتہ ترا مجھے فرحت سے کیا غرض / خواہاں ہوں تیرے کوچہ کا جنت سے کیا غرض
تحصیل مدعا میں ہو طالب کو شرم کیوں / پروانہ شمع خواہ ہے کثرت سے کیا غرض
مت کیجیے بیوفائی اغیار کا گلہ / مطلب کے یار ہیں انہیں الفت سے کیا غرض
نالاں ہے کیوں تو غم سے دل مدعی عشق / گر ہے نظر رضا پہ شکایت سے کیا غرض
ہے اپنا شیوہ خلق ہے آئینہ کی مثال / ہم کو محبت اور عداوت سے کیا غرض

ہوتا ہے شعر گوئی سے مضطر کا غم غلط
دیوان کی اشاعت و شہرت سے کیا غرض

خلد سے مطلب ہے ہمکو اور نہ رضواں سے غرض / ہاں فقط رکھتے ہیں اک دیدار جاناں سے غرض
مثل یوسف چاہ میں گر انکو سب موجود ہیں / رکھتے ہیں جتنے ترے چاہ زنخداں سے غرض
بت پرستی کرتے ہیں جو حق پرستی چھوڑ کر / دین سے مطلب ہے انکو اور نہ ایماں سے غرض
امتحاناً زیب محفل ہو کے دیکھو کس قدر / رکھتے ہیں پروانہ تجھ شمع شبستاں سے غرض

سلسلہ مضطر کو ہے زلف دراز یار سے
اسلئے رکھتا نہیں وہ ساز و ساماں سے غرض

ردیف طاء مہملہ

رکھ آئی قاصد مرا دیوار کے روزن میں خط / خوف ہے آئے نہ دست دشمن بدظن میں خط
ڈر یہ تھا اشکوں سے کاغذ لکھتے لکھتے بہہ نہ جائے / جانکر تر کر لیا ہے اسلئے روغن میں خط
عاشق لیلا ہوئے ہیں اور بھی مجنوں بہت / لکھتے ہیں اک اطلاعی قیس کو ہم بن میں خط
رشک گل سنتا نہیں یوں تو مرا احوال دل / جی میں ہے برگ حنا پر جا لکھوں گلشن میں خط

غزل - نحو غلط انشا غلط املا غلط

کیوں نہ ہوتی ابروئے خمدار قاتل سے شہید
کھنچ گیا روزِ ازل مضطر کے ہاتا گردنمِ خط

تجھ سے ہووے وعدہ کا ایفا غلط
گر کرے سوگند سر تا پا غلط

تیرے دل کی ہوتے ہاں اے مہرباں
گفتگوئے سختی خارا غلط

کونسی خوبی ہے جو تجھ میں نہیں
لیک اک شہرہ نوازی کا غلط

تیرے قدِّ دلبری کے سامنے
ذکرِ دل آویزی طوبیٰ غلط

تیرے روئے رشکِ مہ کے روبرو
گر کرے گل حسن کا دعویٰ غلط

تیری چشمِ مست سے نسبت ہے کیا
ادعائے آہوئے صحرا غلط

زلف کو عنبر کہوں لیکن ہے ڈر
یعنے کہوں یہ بیاں سارا غلط

لعل و گوہر کیا لب و دنداں ہیں کیا
جو لکھے ہمسر تو ہے تو ایسا غلط

جیسے مضطر ایک شاعر نے کہا
نحو غلط انشا غلط املا غلط

ردیف ظاء معجمہ

شبِ وصال میں جو جو کہ ہمنے پائے حظ
کسینہ ایسے اٹھائیں کہاں اٹھائے حظ

جگر کے کوفتے کھانے کو اشک پینے کو
زیادہ اس سے کوئی ہوگی کیا غذا کے حظ

بھری ہوئی ہیں بلائیں ہزار کاکل میں
پھنسا کے دل کوئی کیونکر بھلا اٹھائے حظ

کہاں سے عیش میسر بھلا ہمیں ہوتا
لکھا تھا کاتبِ قدرت نے غم بجائے حظ

بجے وصال سہا کر فراق کے صدمے
عذاب سہتے ہیں مضطر سبھی برائے حظ

بہارِ باغ سے ہم کو نہیں حظ
جہاں وہ جلوہ آرا ہے وہیں حظ

کیا ترکِ اختلاطِ اغیار تا کہ
تو مجھکو اس سے کیا اے ہمنشیں حظ

ذریعہ فرحتِ دل کا ہے جلوت
تجھے کیا زاہدِ خلوت گزیں حظ

سراسر جلوہ حسن بتاں لطف
سراپا نقشِ رخانِ نازنیں حظ

وہ انکا عشوہ و انداز دلکش
وہ انکے غمزہ ہائے دل نشیں حظ

وہ خط ظلمت روائے چشمۂ خضر
وہ لب غیرت فزائے حور عیں حظ

ہے مضطر جلوہ گر کثرت میں وحدت
اٹھا ہیں دیدہ ہائے دور بیں حظ

ردیف عین مہملہ

گر نہیں سیر گلستاں پر وہ گل خوشتر رجوع
باغباں کیوں بلبلیں ہیں نغمہ سنجی پر رجوع

گنبد گردوں ابھی بہتا پھرے مثل حباب
چشم گریاں ہو جو رونے پر سے دم بھر رجوع

ذکر جس جا ابروئے خمدار قاتل کا ہوا
ہم نے بھی کی او سجدہ ہو سر بکف اکثر رجوع

سرکشی رکھتا ہے ہم سے کس لئے پیماں شکن
ہر طرح ہم تو تجھی سے رکھتے ہیں اکثر رجوع

جال کا دھوکا نہ ہوتا دام کاکل پر اگر
پھر تو آئے صبا و ہوتے مرغ دل کیونکر رجوع

زیب افشاں جب کیا کرتے ہو پیشانی کو تم
ٹوٹ کر افلاک سے کرتے ہیں سب اختر رجوع

اے دل مضطر طلا بنتا ہے مشت خاک سے
ہوتی ہے النائی [illegible] آکر رجوع

جبکہ ہوتا ہے ہم سے یار وداع
ساتھ ہی کرتا ہے قرار وداع

جاں سے آرام مانگے ہے رخصت
دل سے ہوتا ہے اختیار وداع

آخری کرتے ہیں حواس سلام
ہوش و تمکین اور وقار وداع

جب چلے تم تو بزم میں کیا ہے
ہو گئی باغ سے بہار وداع

خوب ہو تیرے جانے سے پہلے
ہو لے جاں سے تن نزار وداع

تم جو جاتے ہو بے خبر جاؤ
نہ کہو مجھ سے بار بار وداع۔

کیا کہوں کیا گذرتی ہے مضطر
جبکہ ہوتا ہے ہم سے یار وداع

جب ہوا وقت سفر ہم سے وہ جاناں الوداع
ہو گئے دنیا کے مجھ سے سارے ارماں الوداع

سینہ کو مجھ کیا فرقت کی اخگر بھر دی
یوں کیا اب کے برس ہم نے زمستاں الوداع

تشنگی سے جب نے آبِ تیغِ قاتل پی لیا
ہو گیا کوثر کا اوسکے واسطے ارماں الوداع

جل مرینگے آتشِ حسرت سے ہم پروانہ وار
گر ہوا تو بزم سے شمعِ شبستاں الوداع

کیوں نہ ہو مضطر تو مشکل منزلِ ملکِ عدم
جب وہ ہو دنیا سے لیکر بارِ عصیاں الوداع

ردیف غین معجمہ

کیوں اٹھاتا ہے ہمارے قتل کو ہر بار تیغ
ہے ہمیں کافی تری وہ ابروئے خمدار تیغ

میرا سینہ تیری ابرو دیکھ یوں کہتی ہے خلق
کیا سپر نایاب ہے اور کیا ہے جوہر دار تیغ

تیغِ ابرو نے کیا بسمل صفِ عشاق کو
آجتک دیکھی نہیں ایسی کوئی زنہار تیغ

آشکارا سب پہ جوہر تیغِ ابرو کی ہوئی
خون میں جسوقت میرے ہو گئی سرشار تیغ

جبکہ مضطر دشمنِ بدظن فلک پر ہو ہلال
کیوں نظر آئے نہ اٹھتے بیٹھتے ہر بار تیغ

فرقتِ گلرو میں جیسے ہم نے جلتے پائے داغ
وہ کہاں لالہ کو گلشن میں میسر آئے داغ

ہمسری رخ سے ترے شمس و قمر نے جبکی
پھرتے ہیں دونوں ندامت کا جگر پر کھائے داغ

ہو وہ دامن گیرِ قاتل کوئی اوس نے اسلئے
اپنے دامن سے ہمارے خون کے دھلوائے داغ

سوئے گلشن گر تجھے رغبت ہی اے غنچہ دہن
دیکھ لے سینہ مرا ہیں کھل رہے گلہائے داغ

کرکے الفت خوبرویوں سے بتاؤ ہمکو تم
کیوں دلِ مضطر اٹھائے داغ ہیں بالائے داغ

مارتا ہے لاف گو رخ سے ترے روشن چراغ
پر کہاں سے لائیگا یہ رنگ یہ روغن چراغ

آبِ اشکِ آتشِ فرقت سے یوں نالاں ہے دل
جسطرح پانی کے پڑنے سے کرے شیون چراغ

کیوں نہ پوشیدہ کریں وہ رخ کو میری آہ سے
خوف صرصر سے چھپاتے ہیں تہِ دامن چراغ

پردۂ فانوس میں چھپتا ہے ہو کر منفعل
جب ترے رخ کے مقابل آتا ہے روشن چراغ

شمع رویوں کی یہ ہے سوزِ محبت کا اثر
میری مٹی کے جلا کرتے ہیں جو بن بن چراغ

واعظا تاریکیِ مرقد سے ہم ڈرتے نہیں
سینۂ سوزاں ہے دل کا مرقد روشن چراغ

شمع رویوں پر فدا ہوگا دل مضطر اگر
تا ابد جلتا رہیگا بر سر مدفن چراغ

ردیف فائے موحدہ

ہوا مدت میں تری بیخبری سے واقف
کہ نہیں تو مری سوز جگری سے واقف

دل ہوا کچھ پہ وفادار سمجھکر قرباں
نہوا شیوۂ بیدادگری سے واقف

نالہ و آہ سے میرے نہیں ڈرتا وہ کبھی
کیونکہ ان دونوں کے بیاثری سے واقف

چشم فتاں پہ تری ہیں وہی از بس مفتوں
جنکو دعویٰ ہے کہ ہیں فتنہ گری سے واقف

ہے ترے ناز کا کچھ اور ہی عالم ایجاں
یہ پری میں بھی نہیں ہوں میں پری واقف

غنچۂ دل یہ متبسم ہو کیونکر اوس سے
ہو نہیں فیضان نسیم سحری سے واقف

نہیں مضطر کو بجز دشت نوردی کچھ کام
خوب ہوں اوسکی میں آشفتہ سری سے واقف

ہو مخاطب چشم تر میری جو طوفاں کی طرف
پھر کوئی دہقاں نہ دیکھے ابر باراں کیطرف

الفت لیلیٰ شمائل میں ہوا جیسے جنوں
وحشت دل لے چلی مجکو بیاباں کیطرف

لطف یاں جو پریاں پائے ہیں تیرے اس لیئے
خلد میں دیکھونگا کب میں حور و غلماں کیطرف

مصحف رخسار کا بوسہ لیا ہو گر کبھی
حافظو اٹھو الو مجھسے ہاتھ قرآں کیطرف

خواب میں رہتے ہیں میرے رات بھر مار سیہ
صبح جبدن دیکھتا ہوں زلف پیچاں کی طرف

کی دعائے خیر سب نے ہو خدا حافظ ترا
مرغ دل جبدم چلا اوس زلف پیچاں کیطرف

سچ بتا کس یوسف ثانی کی ہے تجکو تلاش
تو جو اے مضطر چلا ہے آج زنداں کی طرف

ردیف قاف

تجلی دیکھتے ہر دم ہیں تیرے در پر برق
فدا ہوئی ہے تمہاری نگر نظر پر برق

پڑی رقیب سیہ رو پہ آہ بنکر برق
سیاہ رنگ پہ گرتی ہے کیونکہ اکثر برق

تمہاری برق نگہہ نے جلایا دل میرا
عجب ہے حال نہ جیتا ہوں اور نہ مرتا ہوں

فلک سے ٹوٹی ہے ناگہ خدا کے گھر پر برق
نگہہ کی جیسے گری ہے مرے جگر پر برق

تمام خرمن ہستی میرا پھونکا جس سے
گرائی عشق نے مضطر کے الٰہی سر پہ برق

کیا بیاں کیجیے کہ کیا ہے فراق
قہر ہے ظلم ہے بلا ہے فراق

لوگ کہتے ہیں جانکنی ہے سخت
سخت تر ایک جانگزا ہے فراق

ہاویہ میں ہی ہے ہنوز اب ہم
پر ز بادہ الم فزا ہے فراق

وصل کی کیفیت ہی ہے معلوم
لیک سچ پوچھو تو برا ہے فراق

خون لاکھوں کے پی گیا لیکن
تشنہ لب آج تک رہا ہے فراق

ناتواں ہم ہیں دیکھیے کیا ہو
طاقت و صبر آزما ہے فراق

گر نہ امید وصل ہو مضطر
مگر عشاق کو بلا ہے فراق

ردیف کاف مہملہ

ظہور امر حق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک
رخ اغیار فق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

رہے ہے نام کس کا جس کتاب دل کے صفحہ پر
پریشاں وہ ورق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

خبر انکی جب ہوئی آہ صبا بلبل سے کہتی ہے
ترے دلکو قلق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

رہا ہوں سا وحشت تو سا ہمارے طائر دل کو
تڑپ کر جاں بحق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

یہی نالہ کشی گر ہے ترے عشاق بسمل کی
جگر گردوں کا شق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

خبر چلنے کی سن پری کہا رو رو کے مجنوں نے
یہ صحرا لق و دق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

بنا ہی رشک لیلی کیا کتاب عشق میں مجنوں
ہمارا ہم سبق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

اسے گر گرم بزم شعر تو ہے میرا سخن مضطر
نہایت ہی ادق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

آتش فشاں ہے سوزش دل اب یہاں تلک
لا سکتے ہم نہیں جسے ہرگز زباں تلک

کس گل کی دھوم دھام ہے گلشن میں اے صبا
مصروف انتظام ہے جو باغباں تلک

اللہ رے اشتیاق پرستش بتانِ ہند
زاہد بھی آیا کعبہ سے کوئے بتاں تلک

ملتا پتہ کہیں نہیں اوس رشک حور کا
خواہش ہے جسکو ڈھونڈھے پھرے لامکاں تلک

سب جل بجھیں گے فرش سے تا عرش اک قلم
مضطر کی آہ پہونچی اگر آسماں تلک

ردیف کاف ہندی

تفتہ جگر کے رہتی ہے ہر دم دہن میں آگ
مجھ سوختہ کے نکلے نہ کیونکر سخن میں آگ

کھینچوں جو آہ سینۂ سوزاں سے بیگماں
فرشِ زمیں سے جا لگے چرخِ کہن میں آگ

اوس لب کے سامنے نہیں کچھ لعل کی بھی قدر
لگجائے جسکے ذکر سے ملکِ یمن میں آگ

یہ دشت تفتگانِ محبت کا ہے دلا
نالہ کی جائے نکلے سرن کہ بدن میں آگ

مضطر ہوں اونکو غیروں سے جب گرم جوشیاں
حسرت سے کیوں لگے نہ مرے تن بدن میں آگ

ردیف لام مہملہ

فرشِ زمیں کو بھی ہوں گرانبار یا رسول
حاسد ہے مجھ پہ چرخِ ستمگار یا رسول

مجھ سے نحیف و زار کا اس بیکسی کے وقت
جز آپکے ہے کون مددگار یا رسول

سوئے مدینہ ہند سے سو بار ہوں رواں
گر ہو کشش حضور کی اکبار یا رسول

ہووے نصیب روضۂ والا کا گر شرف
خوابیدہ بخت ہو مرا بیدار یا رسول

جب نور کا جہاں میں ہوا آپ کے ظہور
کسرا کا قصر ہوگیا مسمار یا رسول

کی جست سوئے خاک بتوں نے ہو سرنگوں
شرمندہ و ذلیل ہوگئے کفار یا رسول

جب سوئے چرخ آپنے انگشت کی دراز
دو ٹکڑے چاند ہوگیا اکبار یا رسول

لحظہ میں طے کیا شبِ معراج آپنے
ارض و سما کا عرصۂ دشوار یا رسول

عرشِ بریں کو آپ یوں تشریف لیگئے
عینک سے جسطرح ہو نگہ پار یا رسول

میری زباں سے کلمۂ طیبہ ادا ہو تب
جب روح سے جدا ہو تنِ زار یا رسول

قرباں ہو تیرے نام پہ لیل و نہار مہر
میرا جو مشغلہ ہے دلِ زار یا رسول

در کی تمہارے خاک ہے اکسیر سے سوا
خواہش ہے کسکو درہم و دینار یا رسول

جز اسکے اور کچھ نہیں مضطر کی التجا
ہووے نصیب آپکا دیدار یا رسول

کیا ہو بیان حالتِ بیتابیہائے دل
سینہ میں مثل برق طپاں ہے یہ ہائے دل

تیری خیال یاد سے تسکین کیوں نہ پائے
ٹھہرے اس سے کوئی نہیں ہیچ دوائے دل

وہ کونسا ہے وقت کہ جب وقت غم نہیں
ہوتی مجھے نہیں کبھی فکرِ غذائے دل

دل حسرتِ وصال میں اپنا تلف ہوا
سینہ میں اب یہ حسرتِ دل ہے بجائے دل

تیغ خمیدہ ہے کہ ہے محراب اہلِ راز
ابروئے یار لیک ہے حاجت روائے دل

سمجھا تھا کیوں مصائبِ عشق بتاں کو سہل
ہے یہ گذارشِ غمِ پنہاں سرائے دل

عاشق سے ہو زیادہ جسے بوالہوس عزیز
کیوں اوس صنم کے عشق میں مضطر جلائے دل

آشیاں دلمیں جو گلچیں کے بنا لے بلبل
پھر گلستاں سے تجھے کون نکالے بلبل

اشک خونریز تو کتنے ہی گرا لے بلبل
ذکر کیا خوف جو صیاد کو آ لے بلبل

تیرے رونے سے نہیں ہوئیگا طوفاں برپا
اشک بے فائدہ جو چاہے گرا لے بلبل

ہو گئی فریاد سے صیاد کے دلکو لرزش
طرز نالوں کے ہمارے تو اڑا لے بلبل

پھر وہی عیش کا ساماں ہے بہارِ گلشن
کچھ دنوں جورِ خزاں اور اٹھا لے بلبل

خوشنما گل ہے ترا یا گلِ رعنا میرا
شرطِ انصاف سمجھ لے دیکھ دکھا لے بلبل

ہمسری کیجیو جانبازوں سے پیچھے پہلے
عشقبازوں میں ذرا نام لکھا لے بلبل

چل بقصدِ شوق کیوں کوچۂ گلرو کی طرف
سیرِ گلشن کی اگر ہم سے رضا لے بلبل

تجھ سے بیہوش کو گر ہوش میں لانا چاہے
لخلخہ زلفِ معنبر کا منگا لے بلبل

تو ہی مشتاق ہے اور ہم بھی ہیں عاشق گلرو
گفتگو راز کی آ کہہ لے کہا لے بلبل

سنتے ہیں سیر کو وہ غنچہ دہن ہے آتا
فرشِ گل صحن چمن میں تو بچھا لے بلبل

بعد مردن بھی ہیں شمع رفاقت ظاہر
کو سچ ہے گلشن ہستی سے عدم کو سرا
دوں شب وصل ہزاروں ہی دعائیں دل سے

پھول قبر پہ مرے تو جو چڑھا لے بلبل
حرف رخصت کوئی آ کے گل کو سنا لے بلبل
گر لگا مرغ سحر کا تو دبا لے بلبل

[illegible]
کہا اللہ سے تجھ کو [illegible] واسطے بلبل

سچ بتا کافر جو سلجھائے ہیں تو نے بال بال
سینہ سیمیں کا ہے یہ اثر رشک قمر
ہائے قاتل جس قدر غم نے ہمارے کر دیے
ہو گئی مشہور کوہستاں میں یہ کبک دری

کیسے ڈستے گونچھے ہیں ناگ کالے بال بال
جو نظر آتے نہیں ہو ماہ و سال
اس سے [illegible] لیے [illegible] لال لال
سیکھ کر اوس سرو قامت کی ہے چال ڈھال

دیکھ اب مجھ کو مضطر سینہ سوزاں نعرہ زن
سمجھے ہے کوئی مفتی اور کوئی [illegible] تال

سنگیں دلوں سے گر کوئی اپنا لگائے دل
نذرانہ ہو قبول ہمارا یہ شاہ حسن
ناز و ادا و عشوہ و غمزے ہوں سب بہم
صیاد تو نے دھوکے سے زلفوں کے دام میں

لازم ہے اوسکو پہلے ہی پتھر بنائے دل
تحفہ سمجھ کے آپ کی خدمت میں لائے دل
اتنی بلا سے پھر کوئی کیونکر بچائے دل
دانہ دکھا کے خال کا صید یا پھنسا دل

مضطر سے عید کو بھی ملے گر وہ دلربا
سینہ میں پھر خوشی سے نہ پھولا سمائے دل

نظر بد سے ترا محفوظ رہے دل قاتل
تیغ ابرو سے جو رہتے ہیں ہمیشہ دو چار
ذبح کے وقت میں جنبش نہ کروں گا مطلق
واہ رے شوق شہادت کہ ہے لب پر ہر دم

اسلیے ہے رخ روشن پہ ترے تل قاتل
بر سر خاک وہ کیونکر [illegible] قاتل
پاس آداب [illegible] ہے [illegible] قاتل
گر مجھے گنج شہیداں میں تو داخل قاتل

وجد میں آئیں گے مضطر کی طرح [illegible] درخت
تو نے گا یا جو کہیں پردہ [illegible] قاتل

ردیف میم

بہہ سر لبسبر خطا ہے کہ مشک خطا سے ہم
دیتے ہیں نسبت آپکی زلف دوتا سے ہم

ہوتا یقین ہے خلق کو آواز صور کا
جب محو شور ہوتے ہیں آہ و بکا سے ہم

صحن چمن میں کونسا آتا ہے رشک گل
سنتے ہیں شور بلبل نغمہ سرا سے ہم

افلاک ہفتمیں کو بھی آتا ہے زلزلہ
کچھہ کام جبکہ لیتے ہیں آہ رسا سے ہم

دل دیکے دل ربا سے لیا ہے کبھی نہی
خواہاں جو اپنے دلکے ہیں اوس دلربا سے ہم

اوس رشک گل کی کچھہ تو خبر دے کبھی ہمیں
کہتے ہیں صبح و شام یہ باد صبا سے ہم

مضطر ہمارا سینہ کسی طرح ہے چاک
جلیے کہ عشق رکھتے ہیں اوس مہ لقا سے ہم

کہلو ہم سے تمہیں حیا کی قسم
شوخی چشم سرمہ سا کی قسم

وعدۂ قتل پر وہ کہاتے ہیں
غمزہ و عشوہ و ادا کی قسم

ترک خوے وفا پہ کرتے ہیں
لطف دلداری وفا کی قسم

رکہہ پریشاں نہ ہجر میں ہمکو
شکن کاکل دوتا کی قسم

مجکو محروم اے صبا مت چھوڑ
کوئے دلدار کی ہوا کی قسم

جاں بلب ہوں نہ موںھ چھپا مجھسے
حیرت حسن جلوہ زا کی قسم

مضطر ابتو اے بت ہو رحم
دیکہہ بیتاب ہے خدا کی قسم

ردیف نون

پہلتے ہو پہرہن جو اسمانی اندنوں
کیا بلا نازل کروگے نا گہانی اندنوں

پیری کے باعث اوس پریکا سر کو زانو ہے نصیب
تیرا مجنوں کیوں نہوں آتا توانی اندنوں

کہنچ سکے تصویر تیری پہر بہلا کس سے صنم
عقل جسکی ضبط ہو بہزاد و مانی اندنوں

وقت رخصت یوں کہا داغ جدائی ہے بہت
اور کیا اسکے سوا لوگے نشانی اندنوں

عہد پیری ہوگا جب آغافلو پچہتاؤگے
رائگاں کہو رہے ہو کیوں ناحق جوانی اندنوں

پھر دوبارہ تو بھی آ سے زخم جگر سر بسر

گر کہوں سُن لیجئے احوال مضطر کا ذرا
کہتے ہیں ہمکو نہیں ذوق کہانی اندنوں

خانہ یار میں اغیار پڑے رہتے ہیں
منتظر ہم پس دیوار کھڑے رہتے ہیں

رزمگہ عشق میں عاشق تو بڑے رہتے ہیں
بوالہوس جتنے ہیں پیچھے ہی کھڑے رہتے ہیں

شہ سوار یکہ او نہیں شوق ہوا ہے یہانتک
راتدن باد کے گھوڑے پہ چڑھے رہتے ہیں

جسطرف کو وہ نکلتا ہے ستمگر سفاک
زخمی دو چار سر راہ پڑے رہتے ہیں

پُتلیاں ہاتھوں میں اونکے تو پہنچ جاتی ہیں
پائے بوسی کی تمنا میں چڑھے رہتے ہیں

روزہ داروں کی طرح کان لگائے اپنا
در پہ مشتاق سخن تیرے کھڑے رہتے ہیں

بیڑیاں بہار لیں مجکو ہی پہنا دے جلاد
زیب پا اونکے سنا ہے کہ کڑے رہتے ہیں

موشگافی کا جہاں میں نہ کہیں ہو چرچا
بال زلفوں کے یہ کیوں سر پہ چڑھے رہتے ہیں

ہے حرلیصوں کی رگ و پے میں لعفن مضطر
سخت کم بخت غلاظت میں سڑے رہتے ہیں

فرشتو مجھ سے کیا ہو پوچھتے بندہ خدا کا ہوں
مجھے عشق محمد ہے میں عاشق مصطفی کا ہوں

زباں سے کلمہ طیب ادا ہوا اسگھڑی میرا
رواں دار فنا سے جسگھڑی ملک بقا کا ہوں

مشرف دولت ایماں سے ہونگا یہ نشانی ہے
زباں سے جو سقر میں کلمہ قالو بلیٰ کا ہوں

کھڑا اُس انتظاری میں کیسے گر کیا مجھ سے
کہونگا منتظر اسدم حبیب کبریا کا ہوں

نشاط و عیش میں پیہم سرور افزا ہستی ہے
دلا مغموم جب سے میں شہید کربلا کا ہوں

نہ کیوں عقدہ کشائی ہو مری ہر ایک مشکل میں
دل و جاں سے سدا خادم شہ مشکلکشا کا ہوں

خداوندا دلِ مضطر کی میرے یہ تمنا ہے
مشرف با زیارت بادشاہِ انبیا کا ہوں

قید قفس سے ہمکو صیاد نے رہائی
شادی رہی نہ طاقت پرواز بال و پر میں

حاسد رقیب کیا کیا جل جل کے خاک پہنچے
تشریف آج لائے گروہ ہمارے گھر میں

وصل صنم کی شب کو ہو لا اگر موذن
صبح قیامت آئی جانو نگا سر بسر میں

دینار اور درم کے طالب یہ دلربا ہیں
جز نقد جان کیا لاؤں کہاں سے زر میں

موتی کو تب ہے نسبت دانتوں سے تیری جانا
گر کچھ چمک دمک ہو آرا ستی گہر میں

مضطر خدا نے تمکو عالی طبع کیا ہے
اک اور بھی غزل ہو نادر اسی بحر میں

زلفوں کا تیری جب سے سودا ہوا ہے مجھکو
کالی بلا ہے میرے آنکھوں کی ہر نظر میں

چومے ہے سنگ کعبہ ہر کس بقول شاعر
ہوتی ہے بت پرستی ابتو خدا کے گھر میں

ہوں سرد لب پہ آہیں اور زرد ہو گئے چہرہ
عاشق اوسیکو جانو ہو درد سر میں

حسن بتاں کا تو نے اسے آہ دم بھرا ہے
اسواسطے لگی ہے دھکتی ترے جگر میں

جس سمت نکلا قاتل باندھی کمر سے تیغا
پہونچا اودی طرف کو سینہ کیئے سپر میں

قربان جاں ان دولت سے حوریں نکلیں [illegible]
ثانی ترا پری رو کب ہے کوئی بشر میں

مرغوب [illegible] سے پوشاک چار خانہ
عادت ہوئی ہے اسکو پھرنے کی گھر بگھر میں

عیش [illegible]
آہ و فغاں میں اپنے رکھتا ہوں وہ اثر میں

آغوش میں ہمارے جب سے نہیں وہ دلبر
پہلو کو چیر دیکھو دل بھی نہیں ہے بر میں

[illegible] خیال اونکا غلطی [illegible]
تار نظر کو باندھا ہمسر تری کمر میں

باران کو بھی ہوگا وہ طور یا وہ مضطر
جو طور اشکباری رکھتا ہوں چشم تر میں

[illegible]
کچھ لوا [illegible] فرق ہے قرآن میں تفسیر میں

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

بوسے لیتے ہیں رخسار و لب کے بوسے جھوم جھوم
اور پھر با ہر دفعہ ہوں مورد تقصیر میں

خاک پا سے یار آ جائے کہیں سے ہاتھ گر
اوسکے بدلے لوں نہ ہرگز پھر کبھی اکسیر میں

میری نظروں سے وہ پنہاں شوخ رہتا ہے مدام
دیکھے آئینہ میں جسکی رکھتا ہوں تصویر میں

صیدگاہِ عشق میں بس وہ مرا ابرو کماں
جب شکار افگن بنے پہنچاؤں لپکو نخچیر میں

ناصحا باتوں سے تیرے عشق چھٹتا ہے کہیں
چل پرے خاموش رہ سرمست ہوں تقدیر میں

ان قوافی میں غزل اک اور بھی مضطر لکھو
فضل حق سے ہو سخنور زور ہے تحریر میں

وہ صنم گر ہو تجھے بس ہر طرح تدبیر میں
پر وہی ہوگا نوشتہ جو کہ ہے تقدیر میں

کوہ و صحرا ہمکو بخشے دونوں شاہِ عشق نے
کون ہے ہمسر ہمارا عزت و توقیر میں

قتل کا اپنے نہیں غم مجکو لیکن ہے یہ ڈر
پڑ نہ جائیں آبلے قاتل تری شمشیر میں

خون پروانہ پہ مجکو دی سزا اے شمع نے
دیکھ تو اے شمع کیا انصاف ہے گلگیر میں

قتل کر قاتل نے لاشہ گر پھرایا کو بکو
ذائقہ چکھیں گے ہم بھی لذت تشہیر میں

کہیے تو کیا حال جیسے زلف کا سودا ہوا
ہتھکڑی ہاتھوں میں ہیں اور پاؤں ہیں زنجیر میں

اوس پری کو کر لیا مضطر نے شیشہ میں اتار
آگیا ملک پرستاں جو تھا تسخیر میں

ہر دم ہیں عشق کی دولت سے آشفتہ سر رہتا ہوں
جگر کا خون کیا پی کے سوا پرہیز کرتا ہوں

شراب تند میں جیسے ملا لیتے ہیں سب پانی
یوں ہی اشکوں کو دل کے خون میں یہی آمیز کرتا ہوں

دُرِ دندان جاناں کی ہمیشہ یادگاری ہے
سرشک غم سے چشموں میں گوہر ریز کرتا ہوں

دکھا کر ابروئے خمدار قاتل یوں لگا کہنے
سر عشاق کی خاطر میں تیغ تیز کرتا ہوں

زمین شعر میں ہے کیوں نہ توسن قلم جولاں
سمند طبع پر مضطر میں اک مہمیز کرتا ہوں

کیونکہ درد الفت کا مجھے بیمار کہتے ہیں
عروق جسم کو میرے لبشر زنار کہتے ہیں

تبھی تک وہ حقیقت ہی تمہاری تیغ ابرو ہے
نہ اصلاح جانتے تھے ہم کسے تلوار کہتے ہیں

ہدف ہوں ای کماں ابرو تمہارے تیر مژگاں کا
بجا لکھتے ہیں جو دل کو مرے افگار لکھتے ہیں
مسلسل خوشنما ہم صاف دندان مبارک کو
نہاں درج دہن میں اب دُرِ شہوار کہتے ہیں

پشیماں اپنے عصیاں سے ہوا اور توبہ بھی کر مضطر
امید مغفرت پھر رکھہ اوسے غفار کہتے ہیں

طوالت سے وہ میری بات کرنے میں بگڑتے ہیں
مقاعد مختصر حالات کرنے میں بگڑتے ہیں
اوتاری کیا کوئی عامل عمل سے عشق کے جن کو
یہ حضرت وہ ہیں جو حضرات کرنے میں بگڑتے ہیں
صبا ورزاں تو ہو کر و کہلے وہ گیسوئے مشکیں
سنورتے ہیں و یا حرکات کرنے میں بگڑتے ہیں
لقا خر چند روزہ ہو گیا ہے جن کمینوں کو
لقب اپنا وہی کم ذات کرنے میں بگڑتے ہیں
ندہیرا روز روشن پر جو دودِ آہ سے کیجے
خفا ہوتے ہیں دلنے رات کرنے میں بگڑتے ہیں
خراب اوقات کرتے ہیں دلا جو ہرزہ گردی میں
وہی ناداں خراب اوقات کرنے میں بگڑتے ہیں
تجھے او تحفۂ دل پیش اونکے کر دوں لیکن
سنا ہے وہ نذر سوغات کرنے میں بگڑتے ہیں

کمر کا اونکی اے مضطر مضموں تجھہ سے کیوں بگڑے
سخنور سب یہاں اثبات کرنے میں بگڑتے ہیں

مجھہ سے ہے کچھہ اوسے فراج نہیں
شاد وہ بت کسی سے آج نہیں
مانع ظلم ہوں تو کہتے ہیں
رحم کرنے کا یہاں رواج نہیں
زندہ رہتے ہیں نخت دل کہا کر
عاشقوں کی غذا اناج نہیں
پیش کرنیکو ہیرے شاہ حسن
نقد دل کے سوا خراج نہیں
بوسہ مانگوں تو روز کہتے ہیں
کل کہیں دینگے جاؤ آج نہیں
نقد دل اے بتو جو لوٹتے ہو
ہند میں کیا کسیکا راج نہیں

لیتے مضطر کو دیکہکر ہیں طبیب
ایسے بیمار کا علاج نہیں

وہ مسیحا ہے گھبرائے اگر آن کی آن
پھر نئے سر سے ہو ظاہر تن بیجان کی جان
ہے جو خواہش کہ کرے رشک پری کو تسخیر
منّت اہل کوئی اب شاہ سلیمان کی مان
لغزش دیکھ کے مجھے طفل مغنی بولا
بے تکی آج اوڑانا ہے تو کیوں تان کی تان
نعش کو میری کیا زاغ و زغن نے یوں نوش
ایک نے دست لیے ایک نے لی ران کی ران

قتل مضطر کا رقیبوں کو اگر خط لکھا جائے
شب میں لوں سر سے سند آپکے فرمان کی مان

یاد عہد شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں
سر پھراتا ہے کیوں سنا واعظ
ہمکو روز حساب کی باتیں
کی ہیں خلوت میں جو رقیبوں سے
وہ عیاں ہیں حجاب کی باتیں
کہہ رہی ہے مری پریشانی
زلف کے پیچ و تاب کی باتیں
ہم نے پوچھا جو حال خفگی کا
اوسنے کہیں عتاب کی باتیں
عنبریں زلف یار کی آگے
ہیچ ہیں مشک ناب کی باتیں
یاد عقبیٰ زبانپہ لا غافل
چھوڑ دیر خراب کی باتیں
کون سنتا ہے آج رندوں میں
حضرت شیخ و شاب کی باتیں
شکوہ ہجر گر نہیں ہمدم
اور کیا ہیں عذاب کی باتیں
فاش دل ہی کہے گزک ہو نہیں
گر کرو تم شراب کی باتیں
وائے حسرت لب اوسکے میں دیکھوں
جب ہوں اوس رخ سے نقاب کی باتیں
بیقراری ہو جنکے سننے سے
ہیں وہی اضطراب کی باتیں
کہکے دیوانہ یوں کہا اوسنے
ہیں یہ تیرے خطاب کی باتیں
پرسش حال ہر مریض عشق
واقعی ہیں ثواب کی باتیں
سمجھا بحر جہاں کہ فانی ہوں
جب سنی کچھ حباب کی باتیں
پانی پانی ہو شرم سے بادل
سنکے چشم پر آب کی باتیں

قول مضطر ہے اس طرح مربوط

چھپے ہوویں کتاب کی باتیں

تمہارے تیغ ابرو کے بھی ہم سے اشارے ہیں
درخشاں گو فلک پر چاند سورج اور تارے ہیں
برہمن کی طرح اوسکا مقرر نام بھی ہوتا ہے
نہیں ہوتی ہے کچھ مجھ سے جو پوچھو نکی خطا صاحب

ستم گاروں کے بہت کٹتے ہیں سر اتارے ہیں
تمہارے کفش زریں کے فروں اتنے ستارے ہیں
بہت کافر ہیں کیا نام خدا انداز پیارے ہیں
جو سچ پوچھو مضطر مجھ سے بڑھکر کو شتارے ہیں

زبان پر الاماں مضطر فرشتوں کے بھی آتا ہے
شب فرقت میں جب نالے فلک پر پہنچے تارے ہیں

گھر میں تیرے غیر کیا آتا نہیں
روبرو تیرے لب رنگین کے
ہے سگ جاناں کا شاید منتظر
کھائے غوطہ بحر عالم میں بہت
اب قضا در پے ہے عاشق کے ترے
کب میں بازار محبت میں دلا

خلد میں شیطان بھی جاتا نہیں
قدر کچھ لعل یمن پاتا نہیں
ہڈیاں میری ہما کھاتا نہیں
تیرے دنداں سا گہر پاتا نہیں
او مسیحا کس لیے آتا نہیں
سر فروشی کے لئے جاتا نہیں

تاکہ ہو تشہیر مضطر اصل قتل
اس لیے وہ نعش دبواتا نہیں

ہماری قبر پر ذلت کی ہو تحریر پتھر میں
عزیزو کوہکن کی جانفشانی کا سبب یہ تھا
نہ غیروں کو کیا گر خاک تو وہ اسے کماں ابرو
جگر سے کوہ کے ہر دم رواں رہتا ہے جو پانی

نشان مرگ رسوائی ہے تشہیر شہر میں
نظر آتی ہے شیریں کی اوسے تصویر پتھر میں
اثر اپنا دکھاتا ہے نظر کا تیر پتھر میں
کسی عاشق کے گریہ نے یہ کی تاثیر پتھر میں

اثر پاتی نہیں اوس سنگدل کے دل میں اے مضطر
کریں کیا تیر نالوں سے جو ہو تا تیر پتھر میں

گل ہے عرض نہ طالب مضطر بہار ہوں
جو شب ہے میرا نام ہے شاہد جو عاشق ہوں

شاید ہیں جان و دل سے ترا گلعذار ہوں
اب آن کر وہ پھر بھی پھول سا کھلا ہوں

تیرِ مژہ نے یار کے جب سے ہدف کیا
مشہور تب سے خلق میں سینہ فگار ہوں

شانہ ہی پہنچے زلفوں کہتا ہے روز و شب
دامِ بلا کی قید میں لیل و نہار ہوں

مضطر یہ آپکے ہی سخن کا طفیل ہے
مشہور ہیں جو آج بہ شہر و دیار ہوں

تیر کیوں مجھ پہ وہ پیکان کیئے بیٹھے ہیں
ہم تو دل پہلے ہی قربان کیئے بیٹھے ہیں

زلفِ پیچاں کے تصور میں تمہارے جاناں
جی کو ہم اپنے پریشان کیئے بیٹھے ہیں

مبتلا غم کا ہوں خاطر ہے مکدر میری
آئینہ رو تجھے حیران کیئے بیٹھے ہیں

پیشکش کیوں نکریں لختِ جگر کو اپنے
غمِ دلدار کو مہمان کیئے بیٹھے ہیں

پیش جائے گی نہ تقدیر سے مضطر تدبیر
آپ کیوں وصل کا سامان کیئے بیٹھے ہیں

راتدن شوقِ تلاوت میں سدا بیدار ہوں
اسقدر مفتون و شیدا مصحفِ رخسار ہوں

ہو گل نرگس مری تربت پہ پیدا ای دوستو
ان دنوں اون نرگسی آنکھوں کا میں بیمار ہوں

ہے یقیں یوں ابرِ نیساں بھی نہ برسا ہو کبھی
چشمِ نم سے جسطرح میں آج گوہر بار ہوں

تو نے کیا کیا آشکارا گل کیئے گلزار میں
تیری قدرت پہ میں قرباں ایزدِ غفار ہوں

جس طرح مضطر کو رہے لطف اور احسان ہے
میں ترا بندہ ہوں پر بے دام بے دینار ہوں

ہونگے فریادی ترے پیشِ سلیماں سیکڑوں
مار ڈالے تجھ پری نے ہائے انساں سیکڑوں

سوزِ الفت میں دلا ہوں سینہ بریاں اسقدر
اُف سے جلتے ہیں مرے کوہ و بیاباں سیکڑوں

غیر وصلِ یار سے اے آسماں مسرور ہوں
اور رہجائیں ہمارے دلمیں ارماں سیکڑوں

جلوۂ دیدارِ جاناں کی تمنا سب کو ہے
کرتے ہیں اس آرزو میں حفظِ قرآں سیکڑوں

ہم ترے رخ سے اُسے تشبیہ دیسکتے نہیں
رکھتا ہے خوبی اگرچہ ماہِ کنعاں سیکڑوں

شمع کی حاجت ہے کیا یہ داغِ سینہ کے مرے
ہو رہیں گے قبر پر مرے چراغاں سیکڑوں

دیکھ مضطر باز آ مت چھیڑ زلفِ یار کو

کردیئے ہیں اُسنے کُشتے اور بیجاں سیکڑوں

کسکو تمہاری زلف کا سودا ہوا نہیں
وہ کون ہے کہ جسپہ یہ نازل بلا نہیں

کس کس جفا کو آپکی ہمنے سہا نہیں
پر حیف بیوفا میں ذرا بھی وفا نہیں

جلیبا خرام یار کا انداز ہے عجیب
کبک دری کی چال میں دیکھا نہیں

ہاتھونکی سرخی دیکھہ کے روشن ہوا نہیں
قاتل کو ذوق خون ہے شوق حنا نہیں

ہجرا نکی صدمہ سہکے بہی آتی نہیں ہے موت
شاید مرے نصیب میں لکہی قضا نہیں

کیونکر علاج عشق سے عاجز نہوں طبیب
یہ درد لا دوا ہے کچھ اسکی دوا نہیں

دروازے شاید آج اجابت کے بند ہیں
مضطر قبول آج جو ہوتی دعا نہیں

آج شاید شمع رو رونق فزا محفل نہیں
بیکلی پروانہ ساں تجکو جواب ایدل نہیں

ہے ترا پرتو ہے انمیں اے مرے خورشید رو
یوں ترے رخ سے مشابہ یہ مہ کامل نہیں

دیکھکر میری تڑپ کہتے ہیں یوں تجھ سب
آفریں صد آفریں جیسا کوئی بسمل نہیں

ظلم کی ایچرخ تیرے کس سے جا کر داد لوں
غور کر دیکھا جہاں میں کوئی بھی عادل نہیں

دل سے دلکو ربط ہے پر بھول وہ ہمکو گیا
یاد سے ہم جسکے رہتے ایکدم غافل نہیں

سانپ ہر شب خواب میں مجکو نظر آنے لگے
عشق زلف یار میں کیا کیا بلا نازل نہیں

آشنا شکوہ سے لب اپنے نہ مضطر کیجے
جز مصیبت عشق میں کچھہ اور شے حاصل نہیں

جدہر کو نظر بھر کے ہم دیکھتے ہیں
اودہر تیرا جلوہ صنم دیکھتے ہیں

جنہیں عشق ہے سالک وبدال سے تیرے
وہ ہیرے کے معدن کو کم دیکھتے ہیں

ترے ابرؤں کے تصور میں قائم
فلک پر مہ نو کو ہم دیکھتے ہیں

جو اوس گل کے کوچے میں جل سے مفتوں
بھلا کب وہ باغ ارم دیکھتے ہیں

جلیں آتش ہجر سے ہم نہ کیونکر
رقیبوں سے تجکو بہم دیکھتے ہیں

شتاب آ کہیں ابتو پیک اجل تو
تری راہ مدت سے ہم دیکھتے ہیں

ہمیں گر وہ پوچھیں تو لہدینا مضطر
کوئی دم میں سیر عدم دیکھتے ہیں

طپش دل سے مرے برق و شرر کچھے ہیں
روئے تاباں سے ترے شمس و قمر کچھے ہیں

ہاتھ سینے کو لگایا تو نزاکت سے کہا
ابھی توڑو نہیں صاحب یہ ثمر کچھے ہیں

وصل ہوتا نہیں اور ہجر ستاتا ہے ہمیں
کیا دعاؤں میں ہمارے ہی اثر کچھے ہیں

نہیں عشاق کا تیمار بجز وصل صنم
نسخہ دانایوں کے واللہ مگر کچھے ہیں

تیر مژگاں کے سوا سامنے جانبازوں کے
رہ نگہہ عشق میں سب تیغ و تبر کچھے ہیں

دوستی کرتے ہیں ناداں کو سمجھکر دانا
جان لو تم یہی مضطر وہ بشر کچھے ہیں

دل مشتاق کہتا ہے کہ محفل میں زیب محفل ہوں
عدو کمبخت درباں ہے کہاں لیجا داخل ہوں

زہے قسمت جسے اپنا سمجھکر وہ یہ کہتے ہیں
جو تو قالب میں ہوں جی تو بدل تو بیدل ہوں

میسر وصل جب آیا مقدر اوج پر پایا
تمنا بھی پکار اُٹھی کہ لو حسب حاصل ہوں

کروں مائل کہاں سے دل میں اپنا حق پرستی پر
گرفتار بلا دنیا میں از فکر قبائل ہوں

خبر صحرا نوردی جب سنی مجنوں کی لیلا نے
کہا ناقہ مرا لاؤ ابھی میں زیب محمل ہوں

کہاں آیا ارے ناداں جو پوچھا دل سے یوں بولا
جدھر آیا ادھر آیا اجی آخر تو میں دل ہوں

لکھا ہے جو جبیں میں میری کاتب نے وہی جانے
پڑا ہوں کیونکر پڑا جاتا نہیں آخر تو جاہل ہوں

کہا آدم نے یوں اعزاز پاکر حق تعالیٰ سے
ضعیف و ناتواں ہوں خوش سرشتہ آبی میں گل ہوں

مسخر دل کا کر لینا تجھے آساں ہے اے مضطر
جسے یاد عمل حب ہے وہی میں مرد عامل ہوں

گدا ہوں بینوا ہوں پر نہ سیم و زر کا مائل ہوں
زکوٰۃ حسن دلوا دو فقط بوسہ کا سائل ہوں

کہا دلنے کماں ابرو نشانہ کیوں بناتے ہیں
خدنگ ناز کا پہلے ہی او نکے میں تو بسمل ہوں

کہاں ہے وصل پر حاصل بجائے درد ہجراں ہو
جدا ہیں حرف ہی جیسے وہی تو لفظ میں واں ہوں

صبح بھی گر کسی شب ہو تو بالکل صبح کاذب ہو
پھر اے طولانی فرقت ترا کیونکر نہ قائل ہوں

مصرعہ داغ - نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

[illegible]
[illegible]

بیٹے کا غذ یہ خط او سنے لکہا ہے اسلیئے مجکو
شکستہ دل وہ جانے ہے مجہے ہیں جسکا مائل ہوں

مجہے سب کہاں باغ عالم جانتے ہوں گے
کہیں غوغائے بلبل ہوں کہیں شور عنادل ہوں

نہ جنت کی مجہے پروانہ غلمانکی مجہے خواہش
ترا مفتوں ترا شیدا ہوں تیرے حور شمائل ہوں

سیاں ہونے لگا جب بر سر شمشیر ابرو کا
کلیجہ ہو گیا ٹکڑے جگر بولا کہ گہائل ہوں

ہوا بار گراں سر تن لاغر پہ جب میرا
دکہا کر خنجر ابرو لگی کہنے کہ قائل ہوں

نہ ماہ و خور برابر ہیں نہ یوسف میرا ہمسر ہے
غرور حسن سے کہتے ہیں ہیں وہ ماہ کامل ہوں

ہلاکی تیغ ابرو کشتہ جاوید کہلا کر
زہے طالع زہے قسمت شہیدوں میں جو داخل ہوں

نگاہ قہر سے ہم جو تو مقہور کرتا ہے
ستانے کو ترے آسماں کیا میں ہی خلل ہوں

عدو کفر ہے کیا خاک میری سر برا ہوگا
مجہے منطق کا ملکہ ہے مدلل پُر دلائل ہوں

وہاں تو بیڑیاں ہم بڑھائی جاویں منت کی
غضب ہی ہے یہاں ہر دم سزاوار سلاسل ہوں

لغش مصحف رو کا ہوا ہے جیسے اے مضطر
گلے میں اپنے میں ڈالے اوسیدن سے حمائل ہوں

مسلط جیسے دوزخ ہو وہی میں بد خصائل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

سزاوار جہنم ہوں سیہ اعمال نامہ ہے
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

شفاعت گر نہ ہو تیری تو پھر بخشش کہاں میری
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

فقط ہے فضل پر تکیہ خطا کردہ ہوں وہ ورنہ
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

ثناخواں ہوں رسول پاک کہنا ہے غلط میرا
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

خدا جانے جہنم ہو ویا اعراف رہنا ہو
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

صنم خانہ کا شائق ہوں خدا سے صاف کہدونگا
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

ارے کر اکتفا لا تقنطوا پر یاس سے مت کہہ
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

خطا سرزد ہوں جب لاکہوں مقولہ داغ کا سچ ہے
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

کیا ہے عمر بہر سجدہ بتوں کو میں نے ای زاہد
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

اگرہ مضطر خدا جنکے کرمی اوسکی ہے ورنہ
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

اونکو تو منظور یہاں تک رونق افزائی نہیں
رخ نے کسدن تیری چشم چرخ جھکائی نہیں
نقد دل لیتے ہو کیوں برباد کرنے کے لیے
ساتھ ساتھ اغیار کے گھر گھر بجا پھر خدا
یاد رکھ اے چرخ ظالم ہے مکافات جہاں
مارا کدن کہدیا ہتا مار کھانیکے لیئے
تنگ ہو قید قفس میں کہہ رہی تھی عندلیب
بند ہوگیا جس شب تصور بتر آکے کمخواب پوش
عمر تو سرشار ہوں دہاں فیض ساقی دیکھیے
یہ تقاضا دمبدم ہے طبع موزوں کا مری

ناتواں ہم یہ کہ تاب گام فرسائی نہیں
کب سیہ بختی کیسے میرے بات سنتا ہی نہیں
حال طبیب ہے ہٹو یہ مال بالائی نہیں
خانگی ہے اے صنم تو کوئی ہرجائی نہیں
جسنے کلپایا کسکو اوسنے کل پائی نہیں
بے سبب کچھ تجھ سے اونکی زلف بل کھائی نہیں
کل سے اوس گل کے خبر باد صبا لائی نہیں
نام کو بھی نیند آنکھوں میں مرے آئی نہیں
ہم کو جز خون جگر یہاں بادہ پیمائی نہیں
تازہ مضموں گر نہو تو کوئی شعر آئی نہیں

اور کن ناموں سے مضطر ہم پکارے جائینگے
اوسکے عاشق اوسکے مفتوں اوسکے شیدائی نہیں

کیا ہوا بات جو مطلب کی بنی خوب نہیں
صف مژگاں کے مقابل جو ہیں سینہ کہولے
عشق دندان صنم بھی ہے وہ ستم قاتل
آشیاں رہنے دے بلبل کا چمن میں قائم
بات غیروں کی بنائی رکھی کاوش ہمسے
کبھی ہولے سے اجی ہاں نہیں لاتے لب پر
دلپہ کھٹکا کہیں شاید کہ خزاں کا ہوگا
ہوتے دیکھا مرے بالیں پہ جو ماتم بولے
کشتۂ رشک قمر خلق کہے گی مجھکو

ابھی اونسے تو ہماری بھی چھنی خوب نہیں
کب وہ کہتے ہیں کہ برچھی کی انی خوب نہیں
ہوتی تجھ سے کبھی خنجر کی کنی خوب نہیں
باغباں مان کہا بیخ کنی خوب نہیں
آسماں روز کی یہ سفلہ پنی خوب نہیں
واہ کیا آپکے دلبر یہ ٹھنی خوب نہیں
گل و بلبل کے چمن بیچ تو بھی خوب نہیں
پھر بہار پہ یوں سینہ زنی خوب نہیں
قبر پر چادر مہتاب بنی خوب نہیں

ملتجی ابرو کماں سے ہوں بقول شاعر
ہاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں

دولت ہوش و خرد تم نے لٹائے مضطر
واقعی تمسا کوئی اہل غنی خوب نہیں

لگ کے سینے پہ اُترتے ہیں جگر پر پلکیں
واہ کس زور کی تیری ہیں ستم گر پلکیں

ہے مرا خانۂ دلمیں تو وہ دلبر ہووے
جائے چلمن ہوں لگی چشم کے در پر پلکیں

پل ہیں جوشِ دلِ دریا کو تھما لیتے ہیں
تیری عاشق کی ہیں کیا خوب ہنرور پلکیں

دولتِ عجز عجب چیز ہے حاصل کر لے
ارے مغرور کفِ پا سے لگا کر پلکیں

ایک لحظہ میں جگر سیرِ فلک کا چھانا
رکھتی اسقدر ہیں طاقت مری بڑھ کر پلکیں

وصل کی شب ابھی رہنے دے خدارا گردوں
ورنہ رووینگی مری وقتِ سحر پر پلکیں

عشق ہے جیسے کسی ابرو کماں کا مضطر
چھپتے ہیں تیر نمط دلمیں برابر پلکیں

فرقت گلرو میں اشکوں سے جو تر کی آستیں
بنگئے گویا نمونہ ابر تر کی آستیں

رزم گاہِ عشق سے بھاگے رقیبِ بوالہوس
دستِ قاتل سے ذرا دیکھے جو سرکی آستیں

وصل کی شب وہ صنم دل کھول یوں ہم سے ملا
بند ٹوٹے چولی مسکی اور جھر کی آستیں

آب زر میں مچھلیاں پھرتی نظر آنے لگیں
ساعدِ سیمیں پہ دیکھی جبکہ زر کی آستیں

یوں کہونگا خلد میں حوریں ملیں گی جب مجھے
یا خدا دے ہاتھ میں اوس سیمبر کی آستیں

قطع کی پوشاک اوسکی یہ ہوا درزی کا حال
آستیں کی کی کمر اور کی کمر کی آستیں

مر گئے مضطر جو یہاں جور و جفا کے ہاتھ سے
حشر میں پکڑینگے وہ بیداد گر کی آستیں

جلوہ نما ہے یوں رخِ روشن نقاب میں
خورشید جیسے ہووے شفق کے سحاب میں

بیجرم قتل کرتا ہے قاتل جو تو مجھے
دیگا جواب کسطرح روزِ حساب میں

فرصت نہیں ہے کشمکشِ خوب و زشت میں
پابند جب سے ہم ہوئے دیرِ خراب میں

ہم تاب اوسکو کہیئے نہ دندان یار سے
ہے منتخب اگرچہ گہر آب و تاب میں

لائیں کباب لختِ جگر کے بنا کے ہم
کھائیے وہ بادہ نوش جو کیفِ شراب میں

بیتابیوں سے رونکی ثابت ہوا ہمیں
سیماب سے زیادہ ہے دل اضطراب میں

وقفہ ہے میرے قتل میں منظور کس لیئے
تعجیل چاہیئے کہیں کارِ ثواب میں

مضطر وہ گرم ہوتے ہیں سنکر اسد کا قول
ملتی ہے خوئے یار سے نار التہاب میں

پہلو میں میرے جیسے وہ آرامِ جاں نہیں
بیتاب ہوں کہ تاب کا مطلق نشاں نہیں

بازارِ عشق میں ہے محبت وہ جنسِ خوب
سودے میں جسکے سوچنا سود و زیاں نہیں

دائم شبِ وصال ہی رہنے دے اے فلک
تکلیفِ روزِ ہجر کی تاب و تواں نہیں

تسخیر کے عمل کیئے ہم چلہ کش ہوئے
گوشہ میں پر ملا بتِ ابرو کماں نہیں

ہم گم ہیں اوسجگہ کہ بصد کوشش و تلاش
ملتا پتہ مکان کا تیرے جہاں نہیں

ہے دودِ آہ ہجرِ جگر سوز مجتمع
پھیلا ہوا یہ سر پہ مرے آسماں نہیں

کیا لطف بزمِ شعر کہ رونق فزا ہے لیس
نازِ سخنیال والق وافعالی جہاں نہیں

تم نے پری کو باتوں میں تسخیر کر لیا
مضطر جہاں میں تمسا ہی سحر البیاں نہیں

جو پروانہ ساں جی جلائے ہوئے ہیں
وہ تجھہ شمع سے لو لگائے ہوئے ہیں

تمنائی خدمت میں حور و ملائک
پرا صف بصف سب جمائے ہوئے ہیں

زمیں آسماں جنکی خاطر بنا ہے
فلک پر وہ تشریف لائے ہوئے ہیں

خبر عرش پر ہے کہ معراج کو
حبیبِ خدا آج آئے ہوئے ہیں

مکاناتِ امت جو رضواں سے پوچھے
تو کی عرض جنت سجائے ہوئے ہیں

جو ذی روح مسکونِ چودہ طبق ہیں
زباں پر تری نعت لائے ہوئے ہیں

بروزِ جزا یا شفیع الورا یا
شفیع آپکو سب بنائے ہوئے ہیں

زیارت جو مضطر کو ہووے تمہاری
تو مقصد تمامی بر آئے ہوئے ہیں

ردیف واو مہملہ

اوٹھا کر جب نقاب اوسنے دکھایا روئے روشن کو
ہوئے غش ہم بھی جوں موسیٰ جلایا ہم تن من کو

چمن سے بلبلِ نالاں یہی کہتی ہوئی نکلی
خدارا کاٹیو مت باغباں شاخِ نشیمن کو

طپش دلکو بہ میزانِ خرد جب وزن کر دیکھا
نہ پایا ہم نے ہم پلّہ ذرا بھی تابِ گلخن کو

بنا تھا عشقبازو کیلیے یہ طوق چھوٹا سا
خدا جانے ملا پھر کسطرح قمری کی گردن کو

کہا قیدِ قفس میں پاس سے بلبل نے رو رو
خیالِ جورِ گلچیں نے چھوڑا یا حیف گلشن کو

لگا پھر خدا ٹانکا کوئی زخمِ جگر کا تو
اگر طاقت قوی تر ہے رفوگر تیرے سوزن کو

عروقِ جسم پر اکثر گماں زنار ہوتا ہے
لگا دل چاہنے جیسے مرا طفلِ برہمن کو

ہوگی خواہشِ رضواں ہوگی خواہشِ جنت
ملے گی جا اگر کوچہ میں تیرے مجکو دفن کو

بنا ناسنگِ مقناطیس سے تربت مری یارو
لگا نعلِ آہن اوسنے گرے ہے پاسے توسن کو

خبر جب ناقۂ لیلا سے پوچھی ہم نے مجنونکی
لگا کہنے کیا آباد اوسنے نجد کے بن کو

مقابل گر مرے ہوگا شکستِ فاش کہا دیگا
سنادو دوستو اتنا رقیبِ زشت و بد ظن کو

جب آیا غیرتِ گل وہ مسی ملکر گلستاں میں
خجالت سے غشی طاری ہوئی اوسوقت سوسن کو

مثالِ رعد گرجیں گے مثالِ برق چمکیں گے
سنینگے جب دلِ مضطر کے وہ فریاد و شیون کو

گر رخ سے دو بدو سرسے بدرِ کمال ہو
اتنا کہے یقیں ہے کہ گھٹکر ہلال ہو

موسیٰ کی طرح جسکو ہو جلوہ ترا نصیب
ایسی غشی ہو ہوش میں آنا محال ہو

اوٹھنے سے تیرے باغ جہانکی اوٹھی بہار
بیٹھے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

مانا ضرور پردہ ہے اور شک مہ تجھے
لیکن ظہور بھی تو کبھی ماہ و سال ہو

چوٹی پڑی ہے پشت پہ اوس سرو قد کے یوں
ناگن چمن میں جیسے سوار نہال ہو

آتے ہیں دل ہزار وہاں روز نذر میں
کسکا اوسے خیال ہو کس کی سنبھال ہو

شرمندہ کیا فلک کے ستارے بناؤ گے
موتی جو تم پروئے صنم بال بال ہو

اس قافیہ میں اور بھی مضطر غزل لکھو

موزونیِ طبع کی جو شہرت کمال ہو

عاشق کا تیرے کیوں نہ زلیخا سا حال ہو
یوسف جو تجھکو دیکھ کے محوِ جمال ہو

بوسے تو لیویں جھوکے اوس گل کے جھوم جھوم
جھنجھلک ہو ہمپہ غصہ ہو آخر ملال ہو

شمس و قمر نے کی ہے ترے رخسے ہمسری
اچھا جنہیں قدر انہیں حاصل زوال ہو

مرنیکو بھی سنا ہے کہا کرتے ہیں وصال
مر بھی جو جاؤں میں تو نہ حاصل سوال ہو

دستِ نگار کیلیئے موجود جب ہے خون
پھر کیوں حنا سے تیرے کفِ دست لال ہو

دشوار طے ہو منزلِ ملکِ عدم نہ کیوں
عصیاں کا بار جب ہمیں دوشِ وبال ہو

اہلِ سخا کو چاہیئے سائل جو کوئی آئے
محروم دے سے جائے نہ ردِّ سوال ہو

گر ہو وے شوقِ ساقیِ کوثر کی یاد کا
زاہد ہمیں شراب کا پینا حلال ہو

لازم لوازمہ ہیں یہ عامل کے واسطے
تقوی ہی ہو اعتقاد ہو اکلِ حلال ہو

کم ہو کبھی حریص کے دل سے ذرا نہ حرص
موجود گھر میں مال جو قاروں مثال ہو

گر دیں زکوٰۃ حسن وہ کوٹھے پہ بیٹھکر
پیرِ فلک کے ہاتھ میں کاسہ سوال ہو

جاں دی جو کوئی زلفِ پریشاں کے عشق میں
مرقد پہ ہو درخت بھی اوسکے تو جال ہو

محتاج ہوگا اور نہ ہوگا رہے گا وہ
آداب جس لشر نے کیا وا نیال ہو

آخر اسی میں جانا ہے غافل سمجھکے چل
ٹھوکر سے تیرے تا نہ زمیں کو ملال ہو

مضطر ترا عروسِ سخن کو کلام ہے
عطر سہاگ بھی ہو تو فتنہ مثال ہو

پیر ترا نالہ دلا گردوں رسا ایسا تو ہو
جل بجھے سقفِ فلک مشعل بکا ایسا تو ہو

کاکلِ مشکیں دکھا صیاد یوں کہنے لگا
طائرِ جاں کے لیئے دامِ بلا ایسا تو ہو

آسماں بہتا پھرے او چشمِ تر مثلِ حباب
ہاں کوئی پھر اشک کا طوفاں بپا ایسا تو ہو

یوں کہا اوس گل نے گلشن میں گلِ نرگس دیکھ
منتظر کوئی ہمارا چشم وا ایسا تو ہو

طرح — جسپہ وہ ہو کہا ہو خدا کا ناخدا ایسا تو ہو

وصل گر ہوتا نہیں تو مر ہی جاویں کہیں ہم
خوں ہمارا ملکے قاتل نے کف پا میں کہا
رنگ ہیں قتل کر قاتل نے یوں ہمکو کہا

اب عنایت سے تری یک قضا ایسا تو ہو
سرخرو کچھ تو ہی او رنگ حنا ایسا تو ہو
کشتۂ جاوید کوئی برملا ایسا تو ہو

جسطرح شانہ ہوا ہے زلف پیچاں کا اسیر
تو بھی اے مضطر گرفتار بلا ایسا تو ہو

نہ پروانہ کا غم دیکھا کبھی اس شمع سوزاں کو
شب معراج میں وصل علی کس کس کو ازبر تھا
سرا سر یہ کوچہ کے سمجھے ہی نہیں عاشق
بتاؤں کیا کہیں صاحب ہوا ہوں دیکھ کر مفتوں

تصدق وہ ہوا گرچہ جلا کر جسم کو جاں کو
فلک کو اور ملائک کو پریکو حور و غلماں کو
چمن کو گل کو گلشن کو نہ ہرگز باغ رضواں کو
ترے عشوہ کو غمزے کو ادا کو نار پستاں کو

شباہت حسن سے اوسکے کسیکو بھی نہیں مضطر
شمع کو اور نہ شعلہ کو نہ شعلکو ماہ تاباں کو

میرے پہلو میں دل کو رہنے دو
بخدا عشق بت نہیں چھٹتا
رخ پہ زلفیں نہیں خزینہ پر
ناگ ہیں مجھکو عاشق گیسو

تیر مژگاں کے جور سہنے دو
لوگ کافر کہیں تو کہنے دو
سانپ بیٹھے ہیں بائیں دہنے دو
ناگ پالے ہیں پالنے دو

ہوں ہیچ کو ہر وہ نہیں قدر پہ سکے
چشم مضطر سے اشک بہنے دو

اور وہ سیہ رقیب لبس ہم کو نہ چھیڑ تو
دیتا اف بھی لب پہ لائینگے ہم کبھو
یہ در بہانہ ہے آمد دلدار کے لیے
آجائیگی نیند ہنسنے سے جسکے فراق میں

بازآ وگرنہ کہانیکا صدہا قصہ چھیڑ تو
گریاں دہر ہمارے سراپا آکھیڑ تو
درباں کہاں ہی رہے وا اسکو بھیڑ تو
اے قصہ خواں کچھ ایسی ہی قصہ کو چھیڑ تو

جانبر نہیں ہوا کوئی اسکا ڈسا ہوا
ناگن یہ زلف یار ہے مضطر نہ چھیڑ تو

گاہ جلوہ جو صنم تونے دکھایا ہمکو
پھر تو موسی کی طرح ہوش نہ آیا ہمکو
رشک اوس وقت رقیبوں کو نہ کیا کیا ہوگا
گر کبھی یار نے خلوت میں بلایا ہمکو
عمر فرقت میں سدا اپنی کٹی رو رو کر
وصل دلبر سے فلک نے نہ ہنسایا ہمکو
زلف کے ناگ ہیں یہ زہر بھرا ہے اوسنے
جسکو دیکھا وہی کشتہ نظر آیا ہمکو
کشتۂ دید نظر آیا میں مضطر جس دم
آپ خنجر وہیں قاتل نے بلایا ہمکو

اگر وہ زینت پہلو مرا مطلوب پرفن ہو
دل بیتاب کو میرے فغاں ہو اور نہ شیون ہو
منور خال رخ جب ہو تہ زلف سیہ پیدا
درخشاں سامنے اوسکے نہ کالے کا کبھی من ہو
نظر آئے محال ہمکو نہ کیونکر دولت بوسہ
محافظ گنج رخ پر جب تری زلفوں کی ناگن ہو
تلاش ناقۂ لیلی نہو وحشت میں گر ہردم
تو پھر درکار مجنوں کو بھلا کیوں نجد کا بن ہو
دعا ہر شب یہی مضطر ہے ہم خانہ بدوشوں کی
الٰہی اوسکے کوچہ میں میسر ہمکو مسکن ہو

پھر سے تیر مژہ ابروے خمدار کہ تو
خوں بہانے کو مرا ہے وہی تیار کہ تو
محتسب بادۂ الفت کے بھلا پینے سے
رند مشہور ہوئے ہم سر بازار کہ تو
بت پرستی ہے تجھے عشق صنم سے ہمکو
اے برہمن ہوئے ہم طالب دیدار کہ تو
چشم نم سے مرے ہردم ہیں بھرے دامن دشت
پھر بھلا ابر سیہ ہم ہیں گہربار کہ تو
سگ جاناں تو ہی مضطر کو بتادے لیکن
استخوانوں کا ہما ہو مرے حقدار کہ تو

آتا نہیں یقیں کہ رقیبوں کو چھوڑ دو
باتوں کی ہم کو کہتے ہو کیوں تم نچوڑ دو
سر پر چڑھی ہیں آپکی زلفیں جو آجکل
کالوں کو انکے ہاتھ سے اپنے مروڑ دو
صنعت کا جب تمہارے میں قائل ہوں سیمبر
ٹوٹے ہوئے جو دل کو ذرا پھر بھی جوڑ دو
مرغ سحر حریف مؤذن عدوئے وصل
قابو پڑے تو دونوں کی گردن مروڑ دو
مدت سے آرزو ہے مرے دل فگار کے
تیر مژہ کی نوک ذرا اس میں توڑ دو

دہی لحظہ کا کار فتور دماغ پر
گیسوئے عنبریں جو ذرا تم نے چھوڑ دو

مضطر نظر لگائے نہ اوس ماہ رو کو یہہ
آہ رسا سے دیدۂ اختر کو پھوڑ دو

کوئیں میں خود بخود گر پاٹریگا ماہ کنعاں کو
دکھائیگا اگر یوسف مرا چاہ زنخداں کو

ہمارے دلبر رعنا کی پھر الفت کا دم توبھی
کریگا لیکے کیا جنت میں زاہد حور و غلماں کو

ستارے چرخ پر شرمندہ ہو کر منہ چھپائینگے
چنا گر اوسنے پیشانی پہ اپنے آج افشاں کو

تصور مصحف رو کو جگہ دلمیں نہ کیوں دیتا
مقدر میں لکھا تہا حفظ کرنا حق نے قرآں کو

نکالے ہاتھ گر اپنے جنوں نے دیکھہ لینا تم
پڑینگی مشکلیں کتنی ہمارے جیب و داماں کو

خدا کیواسطے قاتل ملالے اپنے کشتوں میں
ترستا ہے نہایت دل مرا گنج شہیداں کو

میں تیغ میں ہاں جا کرادینے کہدے کوئی اتنا
چلو تم دیکھہ لو صاحب مسافر دم کے مہماں کو

کروں کیا گر کہوں اتنا نہ تنگ ہو ہو کے غربت میں
الٰہی دور کر دل سے ہمارے درد ہجراں کو

بڑا مشکور ہوں اے چشم آب اشک سے تونے
مصفا کر دیا بالکل ہمارے داغ عصیاں کو

اماں گوشہ نشینی میں مجھے مضطر نظر آئے
بچشم غور جب دیکھا چراغ زیر داماں کو

مجھ سے ناراض تندخو کیوں ہو
مستجاب دعا عدو کیوں ہو

اشک آنکھوں سے گر بہیں یوں ہی
کیوں سمندر ہو آبجو کیوں ہو

گر نہ پروانہ شمع پہ ہو فدا
عشقبازوں میں سرخرو کیوں ہو

کوئی جاناں سے میرا مشت غبار
اوڑ کے آوارہ کو بکو کیوں ہو

تیری بو ہو اگر نہ غنچہ دہن
گل تر میں یہ رنگ و بو کیوں ہو

سبزہ رنگوں کی گر نہ ہو الفت
زہر کہانے کی جستجو کیوں ہو

یار ہو اور میں ہوں خلوت میں
درمیاں مخل عدو کیوں ہو

خود ہے یکتائی حسن آئینہ رو
آئینہ اوس سے دوبدو کیوں ہو

تشنہ کاموں سے تیغ کہتی ہے
آب سے اونکا تر گلو کیوں ہو

جب کہا میں نے ہیں ہوں اور تو ہو
کہتے ہیں ناز سے کہ تو کیوں ہو

تیرے لب شکر کو اے دل مضطر
خم کے خم چاہئیں سبو کیوں ہو

پھر دے اوسے جبکہ اٹھایا نقاب کو
ذرہ سے کم بنایا رخ آفتاب کو

جنکو نصیب تیرے پسینہ کی ہے مہک
ناچیز جانتے ہیں وہ عطر گلاب کو

عشوہ کرشمہ غمزہ نہیں اونکے بے سبب
لازم لوازمے ہیں یہ عہد شباب کو

کیوں چرخ تو نے جور جو مجھپہ روا رکھا
میں نے جہاں میں پایا تجھے انتخاب کو

واقف ہیں رند ہی مے الفت کے راز سے
ورنہ خبر کہاں ہے بھلا شیخ و شاب کو

جاتے ہے نکلے جسم سے جاں بیقراری میں
بالائے طاق رکھیئے گا شرم و حجاب کو

پھر کرنہ موںہہ مجھے کبھی اپنا دکھائیو
قاصد اگر جواب ہو خط کے جواب کو

بہتی پھرینگی ابر واسے ابر تر سڑی
گر جوش آگیا مری چشم پر آب کو

جاتا ہی کہ عالم فانی ہے بے ثبات
ہم نے بچشم غور جو دیکھا حباب کو

جب آرزو ہیں وصل کے ہو جائیگا وصال
پھر کیا کرینگے چرخ ترے انقلاب کو

وہ شہ سوار آپھر سے تربت پہ پھیر کر
مرقد سے اوٹھ کے تھام لوں فورا رکاب کو

مانا کہ اضطراب ہے مضطر نہیں کمال
پر ضبط ہونا چاہیئے کچھ اضطراب کو

اتنے عدم سے ہم ہیں حصول ثواب کو
لیکر چلیں گے ہاے رے کیا کیا عذاب کو

اوسکو لگی ہے کھن کا نقطہ ہے لگا ہوا
دعوی ہو خاک رخ سے ترے آفتاب کو

پھر کر مسیح کی نہ مسیحائی تو نے گر
کیا خاک یاد رکھینگے تیرے خطاب کو

لو آج بوسہ دیجئے کل کل نہ کیجیے
کل سے صنم مراد ہے روز حساب کو

فرمایا آپ ہم کو جتاتے ہیں ایسا گر
پھر ضبط کیوں تمہارے نہیں اضطراب کو

پھری ہے آجکل سر بالیں مری قضا
ابتو عنایتوں سے بدل دو عتاب کو

نسبت گہر کو گرچہ ہے دندان یار سے
لیکن کہاں سے لائیگا وہ آب و تاب کو

نالوں کو مرے سن کہا مطرب پسر نے یوں
کوئی بجا رہا ہے مرے میں رباب کو

ہو سوختہ اپنے آپ وہ لذت دے غیر کو
مضطر بجا ہے آفریں کہنا کباب کو

کیا عجب ہے راہ پر لائے بہت گمراہ کو
وہی ہے سوزِ عشق لے تاثیر میری آہ کو

جنکو راہِ عشق میں ہے پیش قدمی دمبدم
جانتے ہیں بزم کہہ وہ واقعی جنگاہ کو

مصحفِ رو کا تصور دل میں رہنے سے کہلا
حفظ کرتا ہے مقدر میں کلام اللہ کو

وہ ہی پہونچا منزلِ مقصود آسانی کے ساتھ
پالیا ہے جس کسی نے رہبرِ دل خواہ کو

ساحران کا سحر خود پڑھتے ہیں افسونِ زلف
ورنہ کیوں ہو کر مسخر مار ہولے راہ کو

کر دیا کاہیدہ ایسا تیری فرقت نے مجھے
ہے گرا نباری میں تن سے مہر سبقت کاہ کو

ہیں یہ داغی دونوں مضطر سچ تو ہے عاجز کا قول
کیا ہے نسبت رخ سے اوسکے مہر کو یا ماہ کو

مکاں وہ رشکِ جنت ہے جہاں تو اور یہ بیکل ہو
ولے دوزخ سے بدتر ہے اگر غیر ونکا دخل ہو

تری جب زلف کو ہر لحظہ ہم سے اے صنم بل ہو
دل بیکل کو کل میرے نہیں ممکن کسی پل ہو

کہوں میں زلفِ جاناں سے اگر ہم سے تجھے بل ہو
وہ کر لے آج تو ہم سے جو کچھ کرنا تجھے کل ہو

جو قشقہ کھینچے وہ کافر جبیں پر سامنے اپنے
یقیں ہے زاہدوں کی پھر عبادت میں ہی بیکل ہو

بجائے وصل پھر حاصل نہ کیوں ہو درد ہجراں کا
مری قسمت میں جب تحریر یہ ہی روزِ اول ہو

دوپٹہ نعش پر میری اوڑھا وہ اسطرح بولے
کفن ان ناتوانوں کا اگر ہووے تو ململ ہو

جو ناشیر عمل سے آپکے ہو بہرہ وہ نائل
تو جانوں شیخ صاحب آپ کامل بلکہ اکمل ہو

جو سوچیں مضمون اوس قامتِ موزوں کی مدحت میں
غزل ایسی کہی مضطر جو سب سے بڑھکے افضل ہو

بشر ہے اور ملائک سے تمنا اوسکی اداکیا ہو
قرآں میں جابجا جسکی صفت اللہ ہی لکھا ہو

اوسے آغوش میں لیکر زمیں کیونکر نہ خوش ہووے
شبِ معراج پہنچا ہو جو چھپکے عرشِ اعلیٰ ہو

خدا نے خود تری جب شاں میں لولاک فرمایا
تری خاطر خدائی پھر نہ کیونکر آشکارا ہو

کیونکہ بت سراپا سرنگوں ہوں روبرو اسکے — تعال اسرجو باعث نزول الملاتی کا ہو
کہا بوجہل نے بر حق پیمبر تمکو جب جانوں — نمایاں آپسے اعجاز گر شق القمر کا ہو
یہانتک آپکو بد نظر تنظیر عنایت تھی — دعا فرماتے تھے حق سے مری امت کا بیڑا پار ہو

الٰہی دیدۂ بینا عطا کر وہ سدا کہیں سے
مشرف یہ دل مضطر جمال جلوہ آرا ہو

مجھ زار کو یا فخر رسولان تو دیکھو — درپے ہے مرے گردش دوران تو دیکھو
کسرا کا محل شق ہوا بت خاک پہ لوٹے — تاثیر ظہور شہ شاہان تو دیکھو
جسکے لیئے نازل کیا والشمس کو حق نے — وہ غیرت خاور رخ تابان تو دیکھو
ہیں امتی احمد کا ہوں بندہ ہوں خدا کا — قرآن مرا ایمان ہے ایمان تو دیکھو
روضہ کی زیارت کروں چوکھٹ تری چوموں — دلکا مرے شاہا کبھی ارمان تو دیکھو
کیا سخت بلا جہل ہے۔ اُستادِ ملائک — کیا جلد کہا نے لگا شیطان تو دیکھو
سُن نام نبی مجھ سے نکیرین کہیں گے — کیا صل علیٰ آیا ہے اوسان تو دیکھو
کرتے تو ہیں جنت کی ثنا زاہدو لیکن — حضرت کا مرے روضۂ ذیشان تو دیکھو
معراج کو آپس میں ملائک تھے یہ کہتے — افلاک کا آرائشی سامان تو دیکھو
ثقلین کو امت کے محمد کیلئے ممور — کس درجہ ہے اللہ کا احسان تو دیکھو

کیا جلد کہا نے لگا مداح نبی کا
اے شاعر و مضطر سا سخندان تو دیکھو

قیام زیست بھی ہو تو محمد کا مدینہ ہو — مقام مرگ بھی ہو تو محمد کا مدینہ ہو
پھروں ہوں اسلیئے ہر سو یہی ہے آرزو دلکی — اگر مسکن مرا ہو تو محمد کا مدینہ ہو
ملائک جبار تے ہیں عرش سے آکر زمیں جسکی — مبارک وہ جگہ ہو تو محمد کا مدینہ ہو
ارم سے حضرت آدم یہی کہتے ہوئے نکلے — ٹھکانا یا خدا ہو تو محمد کا مدینہ ہو
نجف سے کربلا سے یثرب و بطحا سے بھی پہلے — مرا جانا اگر ہو تو محمد کا مدینہ ہو
بپا جبکہ ہوا طوفاں یہ بولے آدم ثانی — اگر جا یئے اماں ہو تو محمد کا مدینہ ہو

الٰہی قبر میں کھڑکی وہ ہو جسکے ذریعہ سے
نظر کے سامنے ہو تو محمد کا مدینہ ہو

ترے افضال سے خالق مریضِ لاعلاج نکو
عطا دار الشفا ہو تو محمد کا مدینہ ہو

تری جنت سے اے رضواں فضا میں اور رونق میں
زیادہ کچھ اگر ہو تو محمد کا مدینہ ہو

شگفتہ خاطرِ غمگیں دلِ مغموم مضطر کے
بجائے ہند گر ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو

تمنا ہے خداوندا میسر حج اکبر ہو
رسول اللہ کا صدقہ دعا مقبول مضطر ہو

یہی خواہش ہے یا شاہا نزع کا وقت جب آوے
زباں پر تیرا کلمہ ہو تری تعریف لب پر ہو

تمہارا ہوں میں جیسا ہوں مری بخشش کرا دیجے
شفیع عاصیاں تم ہو شفیع روزِ محشر ہو

رسولِ سرورِ عالم مجھے دھوکے سے شیطاں کے
بچا لینا نہایت جب وہ نازک وقت مجھ پر ہو

طفیلِ نورِ حضرت چاند سا مرقد میں وہ ہووے
سراپا روشنی جس سے خجل خورشید خاور ہو

بوقتِ تشنگی حسنینؑ کا صدقہ قیامت میں
قسیمِ ساقیِ کوثر عنایت جامِ کوثر ہو

غمِ شبیر کے آنسو سراپا دم میں دھو دیں گے
سیاہی سے بھرا اعمال کا گو میرے دفتر ہو

کوئی مرکب سواری کو صبا رفتار دے دیجو
ترے مداح کا شاہا گذر جب وقت پل پر ہو

لوائے احمدی کے زیر سایہ میرے رہنے کو
خدایا جا ملے جبکہ عیاں خورشید محشر ہو

فرشتے جب کہیں مجکو بتا تو کسکی امت ہے
الٰہی اس گھڑی نام محمد میرے لب پر ہو

مجھے ہے عشق گیسوئے محمد مصطفےٰ مضطر
مشامِ جاں مرا کیونکر نہ ہر لحظہ معطر ہو

ردیف ہائے ہوز

کھڑے ہیں شائق ہزاروں در پہ دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ
اٹھاؤ منہ سے نقاب یکسر دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ

حسین تم ایسا ہے ماہ پیکر نہ کیوں ہو مفتوں جہان تجھ پر
کہے ہے یوسف بھی رو رو کر دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ

بلا سے ہووے ظہورِ محشر غشی کی حالت ہی ہووے مجھ پر
پھر آج پردہ سے آ کے باہر دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ

خیال فاسد ہی منہ کا اکثر یہ حرف لاتا ہے روز لب پر / نہیں ہے مجہسا جہاں میں انور دکہا دو جلوہ دکہا دو جلوہ

یہ راز ابتو ہوا ہے اظہر کہ قول مضطر ہے سب سے بہتر
چہپے گا اوسکا نہ اب یہ جوہر دکہا دو جلوہ دکہا دو جلوہ

ہوا ہے اندنوں میرا پری پیکر سے یارانہ / بجا ہے گر پرستاں کو کہوں اپنا میں کاشانہ
دل اپنا بیچتا ہوں میں نگاہ لطف سے لیجے / یہی قیمت ہے بالمقطع نہیں درکار بیعانہ
نہ ہنسا پہلے سے اے ہمدم کہر کو اسقدر رہتہ / جو پہونچا اوسکے کانوں تک ہوا مشہور دردانہ
یقیں ہے تجہ سے مجنوں نکل بہاگے گا آ لیلا / گیا جنگل میں گر روتا ہوا پہرا یہ دیوانہ

لگا کہنے کہ مضطر کون شاعر ہو گیا پیدا
سنی جب اوسنے اے ہمدم مرے اشعار رندانہ

سمجہکر اسم اعظم کو پڑہا کر یار بسم اللہ / کہ ہو باعث درستی کا ترے اذکار بسم اللہ
ہوئے تشریف فرما جب شب معراج میں حضرت / فرشتوں کی زباں پر تہی یہی گفتار بسم اللہ
تمہارے صفحہ رو پر نہیں آغاز سبزہ کا / یہ ہے خالق کا مصحف پر جلی گلزار بسم اللہ
نہ کر تا خنجر ابرو ستمگر تیز غیروں پر / میں حاضر ہوں لگا تو شوق سے تلوار بسم اللہ

جو ہر آغاز کا مضطر بخیر انجام تو چاہے
تو دل سے اپنے رکہہ ورد زباں ہر بار بسم اللہ

مجہے شہر مدینہ وہ دکہا دے یا رسول اللہ / زیارت اپنے روضہ کی کرا دے یا رسول اللہ
فشار قبر کی میں نے سنا ہے سخت حالت ہے / مجہے افضال سے اپنے اماں دے یا رسول اللہ
سوالات ملائک جو ہوا کرتے ہیں مرقد میں / جواب اونکے سراپا تو سکہا دے یا رسول اللہ
مدینہ میں نجف میں کربلا میں اور کعبہ میں / مشرف باز یارت تو کرا دے یا رسول اللہ
ہوا حکم الٰہی یوں کہ جبریل امیں سب کو / فلک پر آج آتے ہیں سنا دے یا رسول اللہ
یہ دلداری کا موجب ہے تری خاطر کا باعث ہے / گنہگاروں کو جو جنت خدا دے یا رسول اللہ
بجا دو ئے غم آل عبا اعمال نامہ سے / گناہوں کی عبارت کو مٹا دے یا رسول اللہ
لقب کیونکر نہ مضطر ملیں مشہور عالم ہو / فزوں جب آپکو رتبہ خدا دے یا رسول اللہ

ہوئی بیہوش ہی جس سے سر کہہ طور خود موسیٰ — وہ جلوہ نور کا اپنے دکہا دے یا رسول اللہ

رسولان سلف ہی اور ملائک حور و غلماں ہی — کہیں گے مغفرت حق سے کرا دے یا رسول اللہ

شفا بخشے مریضاں ہو عوارض سخت میں مجہکو — خدارا جلد اون سب سے شفا دے یا رسول اللہ

نہ تا مائل کبہی دل ہو مرا حسن حسینونکا — مئے الفت مجہے اپنی پلا دے یا رسول اللہ

جو ہے درخواست مضطر کی ترے دربار میں داخل
طلب کا حکم اب اوسپر چڑہا دے یا رسول اللہ

ردیف یائی تحتانی

روا قتل ہے اور قاتل یہی ہے — تو پہر عذر کیا اپنا ہوا حاصل یہی ہے

نہ پوچہا کبہی اوسنے اتنا بہی آکر — فغاں سے شب و روز شاغل یہی ہے

سوئے دل اشارا کر ابرو کماں نے — کہا تیر مژگاں کا بسمل یہی ہے

فقط میں ہوں اور تو ہو دیگر نہو کوئی — یہی بزم ہے اور محفل یہی ہے

نگہہ بہر کے گر دیکہہ لے وہ سمجہے — بہائے گراں تیری ایدل یہی ہے

کہا نجد میں دیکہہ مجنوں نے ناقہ — مرنجان لیلےٰ کا محمل یہی ہے

نہ جاں گسل آزار الفت ہو کیونکر — مرض دق یہی ہے مرض سل یہی ہے

نکلجائیگا ہاتہ سے جو یکایک — مجہے کیا خبر تہی کہ وہ دل یہی ہے

کہا دیکہہ مر قد مرا دلربا نے — جو عاشق ہمارا تہا بیدل یہی ہے

بغلگیر وہ ہم سے ہم اوس سے ہوویں — خوشی عید ملنے کی اسے دل یہی ہے

سبک ہوگئے ہنسنے سے مضطر عدم کو
چلوں کسطرح سخت مشکل یہی ہے

کہا لے گیسوئیں دل نے یوں جہٹکے — جسطرح شانہ زلف میں اٹکے

دولت بوسے سے ہوئے ممتاز — گوشوارہ جو کان میں لٹکے

مسی مل کر جو آیا غنچہ دہن — صدقہ سوسن ہوئی اودا ہٹکے

[illegible] — غنچہ [illegible] کیا [illegible] کل چٹکے

سنگ اپنے ہوا نہ سنگیں دل
سنگ در پر ہزار سر پٹکے

پٹکے شغل بکا ہرا گر دو ل
کیا عجب ہے جو گر پڑے پھٹ کے

واہ کس ناز سے وہ کہتے ہیں
چلو بیٹھو کہیں ذرا ہٹ کے

عشق چاہ ذقن کا کرتے ہی
طور جیٹھوں نے برلتے پنگھٹ کے

نہیں ممکن ترے سوا مضطر
کوئی رسوا ہو بے لگاوٹ کے

ہے اسم ذات پاک تمہارا محمدی
تم بن نہیں جہاں میں گذارا محمدی

پرسش ہو جب ہر ایک کی میدان حشر میں
یارب میں جاؤں کہکے پکارا محمدی

لیل و نہار کام بن آوے نکیوں مرے
آٹھوں پہر ہے مجکو سہارا محمدی

عرض و سما نہ عرش نہ لوح و قلم یہ تہا
جب کچھ نہ تہا تو تہا یہ ستارا محمدی

سب مرسلوں میں خالق اکبر نے آپکو
فرمایا بر ملا کہ پیارا محمدی

پردہ لگا کے احد و احمد میں میم کا
خالق نے اپنا نور اوتارا محمدی

فی الفور آسمان پہ شق ہوگیا قمر
پایا ذرا سا جبکہ اشارا محمدی

کروبیوں کا تہا شب معراج یہ کلام
صد شکر آج ہوگا نظارا محمدی

منکر نکیر جب کہیں بتلا تو کون ہے
نکلے زباں سے میرے خدارا محمدی

ثانی خدا کو آپکا کرنا تہا کوئی
ہمزاد یوں ہوا نہ تمہارا محمدی

یارب تری جناب میں اپنا التجا ہے یہ
مسکن مدینہ ہووے ہمارا محمدی

مضطر ہوں اضطراب ہے دل بیقرار ہے
کب ہو خدا ہی جانے نظارا محمدی

فخر دارین ہے حاصل مجھے پیدا کیا ہے
سر فغفور کا آگے مرے ٹیڑھا کیا ہے

میں ہوں مداح نبی حشر میں داور کے حضور
بخشے جاویں جو خطا میری اچنبا کیا ہے

آسمانی ہویں جتنے کتابیں منسوخ
الحمد للہ وہ قرآن نعمت عظمیٰ کیا ہے

بابِ علی ہے وہ ذیشان کہ مقابل جسکے
رفعت و دبدبہ قیصر و کسریٰ کیا ہے

بوجہل جہل میں اسلام سے محروم رہا جب خدا خود ہی بد بخت کا شکوا کیا
جہولا حضرت کے نواسوں کا جہلاتے تہے ملک ابن داؤد نے سچ پوچہو تو دیکہا کیا ہے
طور پر جس سے ہوئے حضرت موسے بیہوش نور احمد وہ نہیں ہے تو خدا یا کیا ہے
تذکرہ تہا شب معراج فلک پر ہر سو شور و غل صل علی آج یہ کیسا کیا ہے
تیرے ارشاد کی تعمیل ہے ہم پر وا جب انبیا سارے کہیں ذکر مسیحا کیا ہے
زاہد کرلے ہو تکلیف عبادت ناحق حب احمد نہیں جب تمکو تو تقوی کیا ہے
جب توسل ترا خاصان خدا تک ہوگا میں تو خادم ہوں دل و جان سے میرا کیا ہے
خاک یثرب سے تیمم میں کروں جائے وضو جیتے جی اسکے سوا اور تمنا کیا ہے

مضطرب ہوں دل مضطر میں ہے حسرت تیری
اب زیارت میں توقف شہ والا کیا ہے

جسے آداب نعت احمد مختار آجائے سخنور وہ نہ کیونکر شاعر و علیں نام پا جائے
خدا خود آپکا جب ہو ثنا خواں یا رسول اللہ ادائے وصف کس منہہ سے تمہارا پہر کیا جائے
بجز حضرت یہ رتبہ تہا کسیکے کب نواسوں کا کہ جبریل امیں جہولا سدا جنکا جہلا جائے
سر سوجو لشبر سمجہے تفاوت شہ کے یاروں میں بقرمان خدا اوس پر نہ کیونکر کفر آجائے
دعا کی آپنے حق سے کہ یارب العلا دائم گنہ گاران امت کا ترے پردہ رکہا جائے
تاسف تیرہ بختی پر کہ محروم اس شرف کا ہو زیارت کو ترے ہر سال جب خلق خدا جائے
نہ کیوں ہو زیب و آرائش فلک کو عرش کرسی کو زمیں سے جب شب معراج شاہ انبیا جائے
ملائک اور خاصان خدا باہم یہ کہتے ہیں کرو فخر غلامی شہ کا اگر حاصل کیا جائے
کوئی اوس سے نہیں اصلا عبادت زاہد و بہتر لیئے جاؤ محمد نام گر تم سے لیا جائے
ہوا ہو جبکہ یہ شق القمر انگشت حضرت سے عجائب معجزہ اسکو نہ کیونکر پہر کہا جائے

جہاں میں پیش آتا ہے وہی انسان کو مضطر
قلم سے کاتب قدرت کے جو جو کچہہ لکہا جائے

زبان پر نام احمد گر مرے اکبار آجائے صدائے مرحبا گردوں سے سو سو بار آجائے

مرادِ دارا لستار و صمد مرا از ار مہلک ہے
فنا ہو کر چلوں جب میں بقا کو دارِ فانی سے
جو ہو وے پرسش اعمال محشر میں خداوندا
طفیل آلِ اطہر یوں مری امداد فرمانا
کھڑے تھے سب ملائک دست بستہ اس توقع پر
کیا خاصان خالق نے تمہارا ہی یہ رتبہ تھا
تمنا ہے یہی میری بلا سے غش ہوں جو ملتے ہو

اگر ارشاد ہو خادم پہ تیمار آ جائے
زباں پر کلمۂ طیب دمِ رفتار آ جائے
بلا لب پر مرے اسلام شہ ابرار آ جائے
کہ جیسے غمگساری کو کوئی غمخوار آ جائے
خدا جانے کدھر سے احمد مختار آ جائے
وگرنہ خلد سے کس کے لیئے رہوار آ جائے
میسر پر کسی صورت ترا دیدار آ جائے

ہوا جاتا ہے مضطر کفر غالب کر و غاحق سے
جہاں میں سلطنت اسلام یا غفار آ جائے

گر میسر ترے روضہ کی زیارت ہووے
حشر میں نامۂ اعمال پڑھے جاویں جب
بر ملا عرش پہ ہو چاند نہ کیونکر ٹکڑے
خوشنما جیسا مدینہ میں ہے روضہ تیرا
غم نہ ہو کوئی و لے ہو غم شبیر مدام
یا خدا فضل محمد کی بدولت دائم
الہی لحظہ میں وہ کافر ہو جہنم واصل
ہو وے کونین میں تب امن وامان کی صورت
یہ ہی اعجاز سراپا ہے رسولِ اکرم
لیلۃ القدر کہوں یوم سعادت اوسکو

چشم جو کور ہو بینا ہو بصارت ہووے
لغتِ احمد کی مری پیش عبارت ہووے
تیری انگشت کی جب اوسکو اشارت ہووے
نہیں ممکن کہیں اوس جیسی عمارت ہووے
اس تپ غم کی مرے دلمیں حرارت ہووے
جسمیں ابلیس کی غالب نہ شرارت ہووے
اک نظر جب تری چشم حقارت ہووے
شاہی احمد کی ہو حیدر کی وزارت ہووے
ابنِ مریم کو مسیحائی مہارت ہووے
میرے مولا تری جس رات بشارت ہووے

بغضِ اصحاب ثلاثہ سے ہو مضطر جسکو
قابلِ لعن وہ مردود ہے غارت ہووے

حبِ احمد نہ ہو گر دلمیں عبادت کیا ہے
عشقِ احمد سے جگر اپنا ہے ہر دم گلزار

غمِ حسنین نہیں ہے تو ریاضت کیا ہے
خطرۂ بادِ خزاں روزِ قیامت کیا ہے

میں ہوں مشتاق مدینہ مرے آئے رضواں   باغ فردوس ترا کیا تری جنت کیا ہے
پہنچا جس جا شب معراج براق نبوی   جا سکے وہم ملائک وہاں طاقت کیا ہے
خیر مقدم کہا عیسیٰ نے جو خالص دل سے   انبیا بولے سوا اسکے سعادت کیا ہے
ہر گھڑی رہتی ہے جو یاد نبی کی دلمیں   یہی تائید خدا ہے مری طاقت کیا ہے
مجکو اکسیر ہے خاک در محبوب الہ   سیم و زر کی مری نظروں میں حقیقت کیا ہے
ہر گھڑی بخشش امت کے دعا تھی حق سے   دید کی جا ہے کہ امت پہ عنایت کیا ہے

فرض جب ہم پہ نبی کی ہو محبت مضطر
بالیقیں اسکے سوا اور ہدایت کیا ہے

آپکی جسدم جہاں میں رونق افزائی ہوئی   جابجا مشق عمارت کاخ کسرائی ہوئی
سرنگوں ہوکر گرے پڑتے تھے بت بھی خاک پر   عارفی سر تا بپا ہی کفر پر آئی ہوئی
ساکنان عرش دوڑے پیشوائی کے لیئے   آپکی معراج میں جب جلوہ فرمائی ہوئی
از رہ لطف و کرم امداد جب کی آپ نے   نوح کی کشتی بچی طوفان میں آئی ہوئی
نامۂ اعمال میں تیرے کراماً کاتبیں   کرتے ہیں مضطر رقم جو تجھسے گویائی ہوئی
کیا ہی ہے حل علی اسم مبارک پر اثر   نام جب موہنہ سے لیا آفت ٹلی آئی ہوئی

جہل سے بوجہل مضطر معجزے بھی دیکھکر
رہگیا محروم ایماں ہیچ دانائے ہوئی

جب شب معراج تیری رونق افزائی ہوئی   عرش اور لوح و قلم کو زیب بینائی ہوئی
کھل گیا ہم پر حلیم الطبع ہونا آپ کا   جب حلیمہ سی غریبہ آپکی دائی ہوئی
تاب نظارہ نہ لائے آگیا موسےٰ کو غش   طور پر تھی آپکی وہ برق چمکائی ہوئی
شکر ہے لیتے ہی لب سے نام محبوب خدا   جان قالب سے سوئے ملک عدم راہی ہوئی
آگیا ایک ایک قدم پہ باغ جنت کا مزا   جب ترے روضہ کی جانب محمل آرائی ہوئی
یا علی ملجائے گر دست ید اللہ سے مدد   نفس امارہ پہ پھر تو ہے ظفر پائی ہوئی
کیا سوا ہو کر نبی مردہ کیا زندہ اگر   امت احمد کے بندوں نے مسیحائی ہوئی

کہتے تھے حسرت سے ہوتے ہم بھی امت آپکی
رتبۂ احمد سے جب نبیو نکو آگاہی ہوئی

ہے احد ہی میم کے پردہ میں احمد بن گیا
یوں خدا کو خود تری منظور یکتائی ہوئی

حشر میں ہوگا یہی فرمان خدائے ذوالجلال
امت احمد نبی ہے مغفرت پائی ہوئی

جبکہ ظاہر اوس رخ زیبا کی زیبائی ہوئی
نور سے پرنور ہو مخلوق شیدائی ہوئی

جبہ سا ہوں در پہ تیرے تیری چوکھٹ چوم لوں
آرزو مدت سے دل میں ہے یہ ٹھہرائی ہوئی

خود زبانِ عجز سے کہتے تھے یوں عیسیٰ مسیح
ختم اے سرور ترے لب پر مسیحائی ہوئی

کر سکے تیری ثنا کیا جان مضطر کی بھلا
جب خدا کو خود تری منظور مداحی ہوئی

ذکر توحید خدا جسنے سدا رکہا ہے
اوسنے فردوس مین گھر اپنا بنا رکہا ہے

میں ہوں مداح نبی نامۂ اعمال کیے ہیچ
نعت احمد کو فرشتوں نے لکھا رکہا ہے

نور احمد جو ہے سینوں میں ہمارے معمور
چاندنا واسطے مرقد کے لگا رکہا ہے

تیرے روضہ کی زیارت کروں چوکھٹ چوموں
شوق مدت سے یہ آنکھوں نے لگا رکہا ہے

یا علی بہر خدا کیجیے مشکل آساں
آپکا حق نے لقب عقدہ کشا رکہا ہے

ہوگی عقبیٰ میں اوسکے لیے ہرزہ گردی
جسنے دل اپنا سوئے دارِ فنا رکہا ہے

نہ کیا کر تو قضا اپنے فرائض غافل
حشر کا نام وہاں روز جزا رکہا ہے

شب معراج ہے آمد ہے رسول اکرم
حامل عرش نے بھی عرش سجا رکہا ہے

پیش آئیگا وہی تجکو عبث ہے تدبیر
تو نے تقدیر میں جو کچھہ کہ لکھا رکہا ہے

تم بھی ہوتے رہو مولود نبی میں شامل
حکم یہ حق نے فرشتونکو سنا رکہا ہے

ورد تو کلمۂ طیب کا رکہا کر مضطر
اسکے منکر کو جہنم نے جلا رکہا ہے

حب احمد جو ہو سینہ میں خزینہ یہ ہے
کافی دارین کے کاموں کو دفینہ یہ ہے

عطر گل جسکے برابر نہیں ہے تا اصلا
شہ لولاک کے چہرے کا پسینہ یہ ہے

بالیقین [illegible] حقیقی تو توسل حضرت
کچھ بھی تکلیف نہو جس میں وہ زینہ یہ ہے

عرش اعظم سے سدا نور الٰہی نازل
جبکہ ہوتا ہے وہ شہر مدینہ پہ ہے

شکر ہر حال میں ہو خالق اکبر لب پہ
صابروں کے لیئے راضی برضینا پہ ہے

نور سینے آپکے خاتم میں صراحت جب کی
تب سلیماں نے کہا ہے تو نگینہ پہ ہے

نفس امارہ پہ قابو نہو کیونکر مشکل
کافر اکفر ہے یہ مردود کمینہ پہ ہے

سینے جانا جو ہوا مجکو فراق نبوی
خالی کہتے ہیں جسے وہ ہی مہینہ پہ ہے

رہے محکوم سدا حکم خدا کے تابع
خلد میں جائیگا پوچھو تو قرینہ پہ ہے

کام لیتے ہیں جو سینے سے سپر کا عباسؓ
سب شجاعان عرب کہتے تھے سینہ پہ ہے

پیرہن سوزن تدبیر سے سیئے تو لا کہوں
چاک تقدیر کے ہو دوخت تو سینا پہ ہے

قلزم قہر سے ہاں حسرت محمد مضطر
پار ہونے کے لیئے ہے تو سفینہ پہ ہے

سفید ہند میں روح رواں ہے ہیچ ہستی
مدینہ کی جو بستی ہے کروں کیا دور بستی ہے

تصدق آل اطہر کا بلا ہیجو مجھے جلدی
زیارت روضہ اقدس کو شاہا جان ترستی ہے

ہیں حیراں اور بے بس ہوں نہ زور و زر نہ قابو
اگر امداد غیبی ہو نشاط افزائے ہستی ہے

ملے حسنین کا صدقہ قسیم ساقی کوثر
مجھے کوثر سے جام ارغواں جو جوش مستی ہے

رسول مجتبیٰ کے روضہ اکرم پہ ہوں باراں
دلا چل دیکھ رحمت عرش اعظم سے برستی ہے

سما گیا بہار باغ رضواں میری آنکھوں میں
مدینہ کی جو بستی ہے وہی آنکھوں میں بستی ہے

دلا الفت رسول حق کے پل سے پار ہونی ہو
رہ ہموار عمدہ ہے بلندی ہے نہ پستی ہے

جو انکو ہے خنجر حرز جاں تعویذ لڑکوں کو
ضعیفوں کیلیئے اسم مبارک کیا جو بستی ہے

طفیل مقدم حضرت تفاخر دیکھ اپنا
زمیں بھی آسماں پر ناز سے سر و قد مستی ہے

غنی ہوں دولت عشق محمد پاس ملتے ہیں میرے
وہ دارا دل بخشا ہے جس پر مسلط تنگدستی ہے

زبانکو کلمہ طیب سے ہر دم آشنا رکھنا
اسیکا نام طاعت ہے اسیکا حق پرستی ہے

مدح حضرت کی محشر میں بہ بخشش حق دل مضطر
وسیلہ مغفرت کا ہے ذریعہ بخشش دستی ہے

ولا عشق محمد میں بشر جو دل سے خستہ ہے
ازل سے واسطے اوسکے کہلا جنت کا رستہ ہے

متاع نقد جاں دیکر جو ملجائے ابھی لیلوں
تمہاری زلف کا سودا مجھے اس مول سستا ہے

تری وہ بارگاہ ہے بادشا گرد بر و جس کے
گروہ انبیا حاضر ہمیشہ دست بستہ ہے

تری جاروب کش روضہ کے جو ہیں انکے رتبہ پہ
یہ کچھ ہے رشک کا صدمہ کہ رضواں دل شکستہ ہے

بجائے بارش باراں ترے پر نور روضہ پہ
سدا نور الٰہی عرش اعظم سے برستا ہے

بشر کیا جن و انساں کیا پری کیا حور و غلماں کیا
ترے جلوے کے ہیں شائق سبھی کا دل ترستا ہے

کشش کا حکم جسکے واسطے حضرت کا ہوتا ہے
وہی انساں مدینہ کو کمر ہمت کی کستا ہے

جو مثل بوجہل منکر ہوا تیری نبوت کا
بشر وہ دائما دام بلا میں آپ پھنستا ہے

مشرف با زیارت کر حبیب پاک کا اپنے
خداوندا میں مضطر ہوں زمانہ مجھ پہ ہنستا ہے

مقرر مجھ پہ خدمت ہو اگر خدمت گذاری کی
مقابل ابرو سمجھوں نہ اپنے ہفت ہزاری کی

مہکتی جب صبا آتی ہے شاہا تیرے روضہ سے
پریشانی نہیں رہتی ذرا بھی جان ہماری کی

دماغ آشفتہ ہوتا ہے معطر اس قدر میرا
نہ پہونچی جسکو خوشبو بھی کبھی باد بہاری کی

دیا ہے عشق شمع رو تو پروانہ مجھے کر دے
کہ تا قربان ہو کر داد پاؤں جاں نثاری کی

تمنا گر کرے ہے کچھ بنا لے عجز کا شیوہ
خدا مقبول کرتا ہے دعا ہی انکساری کی

نہوگی نزع کی سختی نہ ہوگا قبر کا صدمہ
محقق جس نے ہر دم دل سے تیری یادگاری کی

مقصر ہے مغفرت کا زاہد و حب محمد سے
نہ پرسش کچھ ہوئی تقوی کی نہ تجھ پرہیزگاری کی

مدینہ میں پہونچ جاؤں مشرف با زیارت ہوں
زہے طالع جو یہ معروض مقبول باری کی

جو مداح نبی ہیں اونکے حق میں حشر کو مضطر
خدا فرمائیگا جاؤ نجات ہم نے تمہاری کی

جب سے وہ شعلہ رو پری پیکر بغل میں ہے
آذر کو رشک ہے بت آذر بغل میں ہے

لیجائے ہے جو نامہ ہجراں ہمارا تو
کچھ زور ہی بنا تو کبوتر بغل میں ہے

زندوں کو آج بخت سکندر کا لطف ہے
جام شراب ہاتھ میں دلبر بغل میں ہے

آتا ہے گر تو آنے دے ابرو کماں نہ روک
تیر خدنگ ناز کا یاں کچھ بغل میں ہے

تیر مژہ کی نوک جگر سے تو مت نکال
جراح دیکھ یار ستمگر بغل میں ہے

شوریدہ سر ہوں کیا سر و ساماں کا مجکو غم
لڑکا ہر اک لیئے ہوئے پتھر بغل میں ہے

تقویٰ اسیکا نام ہے قابو میں لا اسے
زاہد جو نفس کافر اکبر بغل میں ہے

عزم ستیز قاتل سفاک الحذر
ہاتھوں میں گر کماں ہے تو خنجر بغل میں ہے

اے بدگماں تو ڈھونڈتا ہے جسکو جابجا
وہ تو ترے ہی دل کی مقرر بغل میں ہے

اے نزع تیرا کیوں نہوں ممنوں کہ آج وہ
دل لے رہے ہیں ہاتھ میں اور سر بغل میں ہے

ہوتا ولی اپنا طاعت خالق سے ہم کنار
لیکن یہ نفس کافر اکفر بغل میں ہے

کیا ہو خدا ہی جانے کل آفت کا سامنا
بے کل جو آج یہ دل مضطر بغل میں ہے

مضطر کے کیوں بغل ہو سیمیں تنوں سے گرم
چاندی ہے جبکہ جیب میں اور زر بغل میں ہے

مرے قتل کو تیغ قاتل تنی ہے
شہادت کی دلکو خوشی چوگنی ہے

شب و روز رم ہے سوئے دشت و صحرا
لعشق ترا جب سے او رم ٹھنی ہے

کہا زلف رہزن نے دل چھین مجھ سے
کہ اب گرم یہاں دمبدم رہزنی ہے

ترے کفش پا کے ستاروں سے پیارے
عجب چشم افلاک میں روشنی ہے

جھد ائیں جگر جی میں ہے چل کے اپنا
نظر یار برچھی کی بے ڈھب انی ہے

لعشق میں دندان جاناں کے ہمکو
نہ دشوار ہیرے کی کھانی کنی ہے

گراں مجھپہ بار حنا کیوں نہ ہووے
تو نازک بدن ہے تو نازک تنی ہے

جو ہمکو تم یہ خدارا بتا دو
روا کس لیئے تم کو دلشکنی ہے

لٹا گوہر اشک دریا دلی سے
جو دولت فروں ہے تو دل ہی غنی ہے

سنجا رنگہ عشق میں دل خدارا
دہیا سول ہے سامنے جوگنی ہے

سفر ہوگا دشوار ملک عدم کا
گناہوں سے گر لو ہی تر دامنی ہے

شب ہجر میں روز دل کو ہمارے
تصور وصال صنم جاں کنی ہے

اگر یہ چال دل پیرہن کیوں نہ اپنا
قبائے صنم زیب تن گلشنی ہے

ہمیں دیر و کعبہ سے اے رند نا ہے
نہ کچھ دوستی ہے نہ کچھ دشمنی ہے

شب وصل میں اسلیئے ہوں میں مضطر
کہ ہے رات تھوڑی سی حسرت گھنی ہے

خدارا وہ صنم گر رام ہو جائے
تپ دلکو مرے آرام ہو جائے

کوئی بوسہ جو دو دریا دلی سے
تمہارا نام میرا کام ہو جائے

ہلال عید کا سبکو گماں ہو
جو تو رونق فزائے بام ہو جائے

گرفتار بلا ہو طائر دل
تری جو زلف مشکیں دام ہو جائے

جو سوچوں وصل کی تدبیر شب سے
تو میری صبح روشن شام ہو جائے

ہماری چشم نم سے اشک گر کر
عجب کیا روغن بادام ہو جائے

ادائے خاص سے وہ اپنے مضطر
خراماں ہو تو قتل عام ہو جائے

لگی کس شمع رو سے لو خدا جانے کہاں میری
اماں جلنے سے جو پاتے نہیں دم بھر یہ جاں میری

امید وصل بر آئی نہیں گر آسماں میری
کٹے کی عمر فرقت میں بمشکل جان جاں میری

طبیعت ہے کہاں کچھ سوز میں بھی ہو گئی دشمن
عداوت کر رہا ہے اندنوں کچھ آسماں میری

بآسانی بند ہے کیونکر نہ مضمون کمر جاناں
کہ روشن طبع موزوں آجکل ہے غیب داں میری

تصدق ہوں سر محفل جو پھیر غیر بھی آ کر
تو کیوں اے شمع رو حالت ہو پروانہ ساں میری

اثر ہو دلمیں گلچیں کے ترے نالوں کا اے بلبل
اگر لے مول تو میرے سے تاثیر فغاں میری

ٹھکانہ جب دل مضطر سے پوچھا تو لگا کہنے
سکونت ہے ہمیشہ سے وہی کوئے بتاں میری

بتونکی کج ادائی کا جہاں میں فعل جاری ہے
کوئی پرساں نہیں صلا عجب فعل جاری ہے

عدم کو کوئی جاتا ہے کوئی ہستی میں آتا ہے
عجب خالق کی قدرت کا جہاں میں کھیل جاری ہے

غبار و مس لعبت چیں کی منگا لیتے ہیں ہم دم میں
نفس کی آمد و شد سے یہاں وہ ریل جاری ہے

دل وحشی نہیں آئینگے گر بگڑے بیاباں سے / تو کیوں فرماؤ تعمیرِ مکانِ جیل جاری ہے
درازیِ سفر کوتاہ ہوئی سب کاروانوں کو / سڑک آہن پہ جبسے ہر طرف یہ ریل جاری ہے
سموم غم سے پژمردہ نہ ہونے پاؤگے ہرگز / اگر اے خضر عمر جاوداں کی بیل جاری ہے

سلف میں دیکھ تو مضطر کوئی وہ بھی شاعر تھا
جہاں میں آجتک جسکا سخن بے سیل جاری ہے

نہیں تم جو صاحب عنایات والے / تو ہم کب ہیں بندے شکایات والے
لیئے تحفۂ دلکو ہاتھوں پہ اپنے / کھڑے ہیں ترے در پہ سوغات والے
فغان و بکا آہ سوزِ دروں نے / سچ ہمدم ہیں سب میرے دن رات والے
ستم تو نکر ڈر ستمگر خدا سے / کہ درپیش دن ہیں مکافات والے
لیا مانگ نے تیری دل مانگ میرا / سخن پیش آئی نہ عذرات والے
بجز عاشقوں کے یہ جھگڑا ہے کسکا / سہی جو کہ صدمے یہ آفات والے
نہ ہر صبح ہو عزم کیوں کوئی جاناں / کہ جانتے ہیں کچھ مرادات والے
کمینہ نہ کیونکر سمجھے تجکو خلقت / فلک طور تیرے ہیں کم ذات والے

سرورِ جزا ساری نبیوں میں مضطر
محمد مگر ہیں شفاعات والے

نامہ بر آیا ہمارا جو اُدھر سے خالی / قفس تن کو کیا جان نے اُدھر سے خالی
چرخ جنبش میں ہوا جب تو یہ جانا ہم نے / نہیں اسے آہِ رسا تو بھی اثر سے خالی
کیوں نہ دشوار رہِ عشق کی منزل ہووے / ہم سفیر و یہ سفر کب ہے خطر سے خالی
کیا عجب ہم کو وہ بوسہ یہ سمجھکر دیویں / جانا اچھا نہیں سائل کبھی در سے خالی
مژہ بھی قاتلِ سفاک کی اور ابرو بھی / نہیں اے جانِ حزیں دونوں ضرر سے خالی
آج باندھے گا وہ قاتل جو کمر سے تیغا / ہم بھی ہو وینگے گرانباریِ سر سے خالی
بل بے طولانی فرقت کہ بدولت تیرے / ہجر کی شب بھی ہم روئے سحر سے خالی
باغباں سب ہیں نہالانِ چمن تو پھلدار / اک فقط نخلِ تمنا ہے ثمر سے خالی

[illegible] کیوں رہے جان ہما تو مضطر
ابر وہ کیا ہے جو برسات میں برسے خالی

رہے اغیار سے کیونکر نہ ترا گھر خالی / خلد شیطان سے رہتی ہے مقرر خالی
دیدۂ دل میں کمی اشکونکی ہووے کیونکر / ہو لئے دیکھا نہیں گوہر سے سمندر خالی
رنج رہتا ہے یہ فرقت میں ترے آٹھ پہر / رہتا آغوش ہمارا نہیں دم بھر خالی
تشنہ لب یوں ہے پھر ہم چاہ ذقن سے تیرے / آبِ حیواں سے پھرا جیسے سکندر خالی
مائل سیر گلستاں قد رعنا ہے صبا / کہدے گلشن کو کریں سرو و صنوبر خالی

متفق ہوکے یہ کہتے ہیں سخندان اکثر
شعر صنعت سے تمہارا نہیں مضطر خالی

ہجر جاناں کی حقیقت دل سے پوچھا چاہیے / جاں کنی کی کیفیت بسمل سے پوچھا چاہیے
کس طرح تو نے ضیا پائی رخ پر نور کی / کچھ سبب اسکا مہ کامل سے پوچھا چاہیے
جز جوابِ خط زبانی بھی جو لایا ہو پیام / کیا عجب ہے ہمدمو حامل سے پوچھا چاہیے
کم زیادہ ہو کہ آزار محبت ہے سوا / دِق سے پوچھا چاہیے اور سل سے پوچھا چاہیے
جسکی جو شے گم ہو اُسکو رنج ہوتا ہے ضرور / دل کے گم ہونیکا غم بیدل سے پوچھا چاہیے
گذری ہے جو کچھ فراق روح میں انسان پر / وہ مشرح حال آب و گل سے پوچھا چاہیے
قیس کے ملنے سے کیا موجب قباحت تھا بھلا / ذکر اتنا صاحبِ محمل سے پوچھا چاہیے
پہلے ہی چشم عنایت اب تو ہے نظرِ عتاب / قتل کا میرے سبب قاتل سے پوچھا چاہیے
بیت ابرو کو پڑھا میں جب وہ یوں کہنے لگا / مطلب اسکا ہاں کسی کامل سے پوچھا چاہیے
جب کھڑا ہو دیر سے در پر ترے صورت سوال / مدعا پھر کچھ تو اس سائل سے پوچھا چاہیے
صیدگاہِ عشق میں نخچیر کہتے ہیں یہی / تیر مژگاں کی ثنا بسمل سے پوچھا چاہیے
ہے اگر مدنظر تدبیر تسخیر پری / کچھ عمل حب کا کسی عامل سے پوچھا چاہیے

لو لگی کس شمع رو سے ہے کچھ پروانہ وار
مضطر اتنا صاحب محفل سے پوچھا چاہیے

بحر رمل - وزن و قافیہ عزت ردیف میری

جز حسینوں کے نہیں اور سے رغبت میری ۔۔۔ یہی مذہب ہے مرا ہے یہی ملت میری
رزمگہ میں جو گلے کو نہ خنجر رکھا ۔۔۔ بوالہوس چونک پڑا دیکھ کے ہمت میری
پانی پانی ہو خجالت سے سراپا تیرا ۔۔۔ ابر تر دیکھ لے گر تو کبھی رقت میری
اوج پر اختر اقبال کہاں سے ہووے ۔۔۔ فلک پیر کو منظور ہے ذلت میری
بزم سے اپنے پرے رو نہ اٹھا تا مجکو ۔۔۔ سامنے غیروں کے ہوجائیگی خفت میری
تپش دلکا جہنم سے مقولہ یہ ہے ۔۔۔ تجھ میں شدت وہ نہیں جو کہ ہے شدت میری
وقت غارت کہا قاروں نے ہراساں ہوکر ۔۔۔ لے چلے زیر زمیں ہائے رے علت میری
خطرۂ روز قیامت سے کہے ہے ممسک ۔۔۔ دشمن جاں کہیں یارب ہو خست میری
آتش ہجر میں جلکر دل سوزاں نے کہا ۔۔۔ قابل دید ہے یا ذائقہ لذت میری
ہے سیہ نامۂ اعمال بقول شاعر ۔۔۔ داور حشر ترے ہاتھ ہے عزت میری

میں ہوں مداح رسول عربی اے مضطر
اسلیئے اہل زباں کرتے ہیں عزت میری

گر تجھ سے سر وہ مانگے ہے قاتل تراش کے ۔۔۔ رکھدے جگر بھی سامنے اہل تراش کے
طفلی سے تھا سرشت میں پیدا مرے جنوں ۔۔۔ مٹی کے میں بناتا تھا محمل تراش کے
طالب وہ بادہ نوش ہو جائے گزک ابھی ۔۔۔ رکھدو نہیں سامنے دل مائل تراش کے
جیسے لگی ہے عشق شمع رو کی دل میں لو ۔۔۔ ہر شب جلا رہا ہوں انامل تراش کے
اہل علوم کے نہو شایستگی نصیب ۔۔۔ رکھدے اگر زبان بھی جاہل تراش کے
گر ہے خیال تیزی رفتار کا تجھے ۔۔۔ پائے صبا کو جا تیو حائل تراش کے
چاہیے جو اوسکی ناخن پا کی برابری ۔۔۔ گردوں ہلال کر مہ کامل تراش کے
تیغ ادا تو خاک پہ غلطیدہ کر گئے ۔۔۔ اور ناز لیچلا سر بسمل تراش کے
گلشن سے باغباں نے وہ ہے شاخ پھینکدی ۔۔۔ تھا جسپہ آشیانۂ بلبل تراش کے
محفوظ تا نظر کا ہو رخسار یار سے ۔۔۔ موزوں بنا یا صانع نے کیا تل تراش کے

مضطر یہ حوصلہ ہے تمہارا ہے تمنے جو

مضموں باندھے نظم میں مشکل تراش لے

باریکیاں جو اپنا نازک خیال باندھے
پھر بھی کمر کا مضموں مشکل کمال باندھے

اسے مرغ دل تو رہا دہنِ مقال باندھے
صیاد گیسوؤں کا پھرتا ہے جال باندھے

وہ تجمل پہ بلا ہے قاروں بدولت اسکے
تحت الثریٰ کو پہنچا مال و منال باندھے

عشاق سر بکف سب حاضر ہیں آنا کہہ دو
قاتل کمر سے بیٹھا پھر قتال باندھے

حسن حسیں وہ شے ہے جلوہ نظر جو آ لے
پھر مستقل مزاجی انساں محال باندھے

ہووے زبانِ ناطق جب لال وصف لب میں
کیونکر لبوں کے تیرے کوئی مثال باندھے

زلفِ دوتا سے تجکو ایدل لگا کے ہم نے
ناحق کو سر پہ اپنے بار و بال باندھے

نزدیک اپنے حیواں ہم جانتے ہیں اوسکو
جو چشم کو تمہارے چشم غزال باندھے

مرنیکے بعد میرے یہ عاشق ہی کہے گا
ہے ہے چلا جہاں سے رنج و ملال باندھے

جوہر شناس شاعر وہ ہے سخنوروں میں
دانتوں کو تیرے موتی اور لب کو لعل باندھے

ابرِ سیہ میں بجلی گویا لگی چمکنے
اوس برق وش کے دلمیں جبدم خیال باندھے

کیا ہی سبک ہی مضطر ہستی میں ہم جب آئے
اب جائینگے عدم کو دوش و بال باندھے

کہیو قاصد اوس سے حالت سب دلِ ناشاد کی
بھولیو مت یاد رکھنا بات ہے یہ یاد کی

جبکہ تو پہنے گا زنجیر طلائی اوصنم
منتیں کرنی پڑینگی مجکو بھی بغداد کی

بھولکر بھی میں کبھی آغاز کا لیتا نہ نام
گر خبر ہوتی مجھے کچھ عشق کے افتاد کی

وار کچھ سینہ نے جھیلے ابروئے خمدار کے
ورنہ کیا ہی سامنے اوسکے سپر فولاد کی

وہ حسینِ گندمی گوں کیوں نہ دیں گھر سے نکال
ابنِ آدم ہوں سزا ہے یہ ہی آدم زاد کی

جب کہ پھر و کچھ بھی دم کا ابنِ آدم کو نہ ہو
اصل پھر کیا خاک سمجھوں ہستی بے بنیاد کی

نام سے معشوق کے واجب تھا تجکو اختلاط
جانِ شیریں تو نے او فرہاد کیوں برباد کی

اوکماں ابرو لگا تو شوق سے تیر ستم
ہم نے بھی چھاتی بنالی سخت تر فولاد کی

ہے منقش وہ شبیہ یار سینہ میں مرے
عقل حیراں ہے قلم بالکل مانی و بہزاد کی

ہے غلط فہمی یہ بالکل جو قد موزونکے ساتھ   ہم موت شبیہ دوں میں سرو اور شمشاد کی

کیوں زمین شعر مضطر ہو نہ قبضہ میں مرے
جو بیٹھیں سیدھی کری ہیں شور سے استاد کی

اشک جاری ہیں چشم تر کیوں ہے   زرد رنگت ہے درد سر کیوں ہے
ہے یہ تیرے ہی ہجر کا باعث   باخبر ہوکے بے خبر کیوں ہے
آسمان جس کا ہے تماشائی   ایسی شب کے لیئے سحر کیوں ہے
ابھی پہنچا نہیں وہاں تک تو   تجھپہ آفت پیام بر کیوں ہے
وصل کی شب ابھی تو ہے باقی   دغدغہ پھر ترا سحر کیوں ہے
گر کہا کچھ نہیں رقیبوں سے   ابھی لکنت زبان پر کیوں ہے
گر ہے ماہ لقا سے نسبت ماہ   داغ کلفت سے پُر جگر کیوں ہے
نقد جاں ہی تو اوسکو دیدوں پر   زر کا طالب وہ سیم بر کیوں ہے
گر ہوئے نہیں وہ مجھسے ہم آغوش   پھر کلیجہ یہ سرد تر کیوں ہے
نہیں تاثیر چشم تر عشاق   تو یہ شرمندہ ابر تر کیوں ہے
راہ ہوتی ہے دل کو دل سے گر   مجھسے وہ شوخ بے خبر کیوں ہے
سارے عالم میں عشق بازوں سے   چرخ بے پیر کینہ ور کیوں ہے

حبیب ہیں مضطر محمد رسول کریم
پھر تجھے حشر کا خطر کیوں ہے

ہم ولا نالہ سحر کیوں ہے   بر میں ہے وہ تو بے خبر کیوں ہے
جھوٹھ بولا ہے جس نے جو باندھا   اوس صنم کی بھلا کمر کیوں ہے
شعبدے باز جیسا گردوں ہے   دوسرا ایسا حیلہ گر کیوں ہے
میں تو ناز و ادا کا کشتہ ہوں   پھر مرے قتل پہ نظر کیوں ہے
فیصلہ دل کا ہے اگر کرنا   آجکل پہ پھر حصر کیوں ہے
کسی ابرو کماں کا ہے گر عشق   بیٹھ گوشہ میں در بدر کیوں ہے

جب وہ آنکھوں پھرہیں تیغ بکف
اور تن زار مجھ پہ سر کیوں ہے

برق آسا ہے گر ہماری آہ
پھر سلامت عدو کا گھر کیوں ہے

دل وحشی مجھے بتا تو سہی
خواہش سیر بحر و بر کیوں ہے

گفتگو میں تمہیں اجی صاحب
ورد روزانہ الحذر کیوں ہے

شرح مضطر سچ مقولہ ہے
آہ عشاق بے اثر کیوں ہے

زائچے سے جانچ تو رفتار کو کب بخت کی
کب تلک گردش منجم ہے مقدر بخت کی

جب ثبات جاں ہوا منظور میرا عشق کو
خون دل لخت جگر مجھ سے غذا دو وقت کی

خود بلند اقبال رکھتے ہیں بلندی پر خیال
پست قسمت ہوتی ہے ہر ایک ہمت پست کی

چھپ گیا خود ہی خجالت سے شفق میں آفتاب
دسترس دیکھے حنا جو اوس نگارین دست کی

گر ہم تر بادام کو ظاہر طبیبوں نے کہا
پائی جب تاثیر میرے اشک چشم مست کی

گر نہا کر سر کے بالوں کو نچوڑے وہ پری
موتیوں سے آبرو تر ہو جائے آب بہشت کی

روح نے میرے کہا قالوا بلیٰ قالوا بلیٰ
جب سنی تھی آواز حق الست کی

جب ہوا ہیں عاشق لیلیٰ جہاں میں مشتہر
وحشت دل نے بتائی راہ مجھکو دشت کی

جو گدا ہیں در کے تیرے اے شہ سلطان عشق
ہیچ ہے نزدیک اونکی شان و شوکت تخت کی

غیر آوارہ ہیں گرد اگرد کوئے یار کے
ہو گئی جب سے مقرر مجھ پہ خدمت گشت کی

اے مسیحا مجھ تن بیجاں ہیں سو پھر جاں کہاں
جو گھڑی آمد کی ہے وہ ہی گھڑی ہے رفت کی

سینکڑوں لاکھوں ہزاروں ہو گئے روزن نمود
جب خدنگ آہ نے میرے فلک پر شست کی

داغ ہائے سینہ سوزاں کی دکھلاؤں بہار
گر ہوا اوس رشک چمن کو آرزو گلگشت کی

خواہش دنیا ہیں عقبیٰ جب کسی نے ترک کی
اوسکی یکساں پھر ہے حالت بود کی اور ہست کی

استراحت جب ہے مضطر سب کو فرش خاک پر
پھر ہے لاحاصل تمنا تمکنت کی رخت کی

دوستی کر کے نہ پیچھا ہم سے روا رکھا ہے
ہم نے مقصود دلی اپنا وفا رکھا ہے

نہیں ممکن کریں پابندِ محبت پرواز
تو نے صیاد عبث دام بچھایا کہا ہے

کیا خبر روزِ مکافات نہیں ہے تجھکو
خوں بہا تو نے جو قاتل پہ روا رکھا ہے

پھر تمنا کریں ہم آبِ بقا کی کیونکر
دلمیں جب خضر نے خود فکرِ فنا رکھا ہے

ہر نفس چاشنیِ مرگ کا طالب کیوں ہوں
یہ مزا تو تری فرقت نے چکھا رکھا ہے

کیا کہیں شمع شبستاں سے لگائی کو ہے
دل وحشی کو جو پروانہ بنا رکھا ہے

عشق شاید ہے کسی پردہ نشیں کا مضطر
روئے عالم سے جو رُخ تم نے چھپا رکھا ہے

ہم کو اے ناصح نادان سرک سونے دے
سرِ بالیں سے کہا مان سرک سونے دے

کہہ دیا دیکھ تجھے ہم نے خیال کاکل
کر نہ تو دلکو پریشان سرک سونے دے

آستانِ درِ جاناں سے لگا کر تکیہ
کیا ہے بہتر ہو جو دربان سرک سونے دے

ہوگی تقریرِ نکیرین سے مرقد میں بھی
آگیا گر مجھے اوسان سرک سونے دے

ہم کو ایجان حزیں اپنا کٹا کر حلقوم
شامل گنج شہیدان سرک سونے دے

میرے ہمسائے مری نالہ کشی سے تنگ آ
شب کو کہتے ہیں یہ ہر آن سرک سونے دے

ہوتا ہے وصل دلارام سے دل کا آرام
اے خیال شبِ ہجران سرک سونے دے

باعث شرم و حیا جانوں کہ شوخی سمجھوں
تم جو کہتے ہو مری جان سرک سونے دے

کیوں نہیں از مرگ جلاتا ہے دکھا کر اعجاز
ہم کو اے عیسیِ دوران سرک سونے دے

سنکے حال دل مضطر وہ کہے ہے ہر شب
کسکو یارا تو ٹکا ترے دھیان سرک سونے دے

دکھایا اے روزِ وصل اپنے قرینے
شب ہجراں نہیں دیتی ہے جینے

ہنسی کیا خوب وحشت قہقہہ مار
گریباں جب لگے ہم اپنا سینے

نہ سمجھو اوس پری کی رخ پہ زلفیں
دبا لئے مار بیٹھے ہیں خزینے

نہ بھولیں گے شب عشرت بھی ہمکو
وہ روزِ ہجر کے مر مر کے جینے

موئی شیریں یہ گنوائی جان شیریں
خبر فرہاد کو جب دی کسی نے

چکیدہ جیسے گل پر ہووے شبنم
نمایاں یوں ہیں اوس رخ پر پسینے

طفیلِ آلِ اطہر جلد حضرت
بلا لو اپنے مضطر کو مدینے

جس دلمیں ذرا ہو ترے جلوہ کا اثر بھی
جنت پہ نہو اوسکی نہ غلماں پہ نظر بھی

امید رکھوں وصل کی کیا دلمیں پری رو
ہو چرخ ستمگر میں ترحم کا اثر بھی

اوس کافر اکفر کو ہو کیا خوف قیامت
جھلکے نہ ذرا دلمیں خدا کا ہو خطر بھی

گر چشم کو دوں حکم تو اک چشم زدن میں
یکساں نظر آنے لگیں سب خشک بھی تر بھی

ہے آہ جگر سوز وہ مضطر تری جس سے
جاتے ہیں جلے برق و شرر شعلہ و شر بھی

اے پیکِ صبا تجھکو ہے کچھ میری خبر بھی
جلتا ہے سدا ہجر میں دل اور جگر بھی

سودا ہوا جیسے تری زلفونکا پری رو
واللہ نہیں سوجھتا ہے سود و ضرر بھی

ہنگامِ شبِ فرقت میں یہ مانگوں ہوں دعائیں
یارب ہو کہیں چاک گریبانِ سحر بھی

تھا مجذ میں ہر سو ہی مجنونکی زباں پر
واقف ہے کوئی ناقۂ لیلا سے شجر بھی

وہ رخ ہے ترا مثل علی ماہِ درخشاں
پاتے ہیں ضیا جس سے سدا شمس و قمر بھی

جاتا شبِ یلداں میں جو اختر ہوئے روشن
جا پہونچی فلک پر مرے آہونکے شرر بھی

لیتے نہ کبھی نام بھی اسے عشق ترا ہم
آغاز میں انجام کی ہو لی جو خبر بھی

وہ صید ہوں مانگوں جو رہائی کبھی صیاد
دم لے ابھی باقی ہیں ترے کاٹنے پر بھی

افسوس ہے مضطر کہ وہ سودا کے لیئے کل آج
گل پھینکے ہے اورونکی طرف بلکہ ثمر بھی

علم تجھپہ جب تیغ کیں ہو چکی
تری خیر جانِ حزیں ہو چکی

یہی ہے جو طولانی روز ہجر
شبِ وصل ہم سے قریں ہو چکی

جلا تو ملے غیر کے نام کو
تری روسیاہی نگیں ہو چکی

جہاں آسماں کا بھی سایہ نہ ہو
ہمیں ایسی حاصل زمیں ہو چکی

زباں سے کبھی ہاں بھی فرمائیے
کہ حد سے زیادہ نہیں ہو چکی

ترے حسن سا حسنِ یوسف نہیں
تجھے بارہا آفریں ہو چکی

کرے ماہ کیا حسن میں ہمسری
خجالت سے داغی جبیں ہو چکی

عنایت کرو تھوڑی سی مضطر پہ اب
بہت سی نگہہ خشمگیں ہو چکی

ہجر نے جبکہ تری ہم کو ستا رکھا ہے
پھر مقدر میں مرے وصل کو لکھ رکھا ہے

آئیں کب دیکھیے آواز پہ ہمنے اپنا
دروازہ داروں کی طرح کان لگا رکھا ہے

خون حاضر ہے بہت سا ترے مقتولوں کا
قاتلا تونے یہ کیوں ذوقِ حنا رکھا ہے

خطِ تقدیر سے ہے خطِ پری رو بہتر
حرزِ جاں کے لیے تعویذ بنا رکھا ہے

کشتۂ زلف کی پہچان رہے تا باقی
عطرِ عنبر سے کفن ہم نے بسا رکھا ہے

تونے کوچہ سے غبار اوسکے اٹھا کر میرا
سچ بتا دے کہ کہاں بادِ صبا رکھا ہے

ابھی نوبت نہیں سامانِ جنوں کی پہونچی
مفت رسوائی کا نقارہ بجا رکھا ہے

قاتلا زندۂ جاوید کہانے کے لیے
تیغِ بُرّاں کے تلے تیرے گلا رکھا ہے

دیکھیے کتنے ہوں موسےٰ کی طرح سے بیہوش
اوس نے چہرہ سے نقاب آج اٹھا رکھا ہے

لختِ دل خونِ جگر اپنے غذا ہیں دونوں
اسکو پی رکھا ہے ہم نے اوسے کھا رکھا ہے

جسکے قامت پہ قیامت کا شبہ ہے مضطر
ہوں خراماں تو ابھی حشر بپا رکھا ہے

جب مری الفت سمجھکے پیر آدھی رہ گئی
وہ جو ہم چشموں میں تھی توقیر آدھی رہ گئی

جب ہمارا عشق کی سرکار میں رتبہ بڑھا
قیس اور فرہاد کی توقیر آدھی رہ گئی

ناتواں ہاتھوں سے میرے گر گیا ہے بیچ میں
حالِ دل کی جب مری تحریر آدھی رہ گئی

لتے بھی ہم کو رہائی وہ کبھی دیتا نہیں
گھستے گھستے پاؤں کی زنجیر آدھی رہ گئی

جب کیا تیرے رخِ تاباں سے دعوی ہمسری
گھٹتے گھٹتے ماہ کی تنویر آدھی رہ گئی

رہ گیا محروم مضطر کامیابی سے وہ ہی

حرص دنیا جسکو دامنگیر آدمی رہگئی

گرم پہلو جو ترا غیر سے ہر آن رہے
رشک میں کیوں نہ طپاں سینۂ سوزاں رہے

کیا کرے کہائے نہ ہیرے کی کنی کو گرد
جسکو دائم ترے یادِ دُرِ دنداں رہے

مسنگے رنگینیِ یاقوت لبوں کی تیر سے
کیوں نہ رو پوش سدا لعل بدخشاں رہے

دیکھ لیوے مرے یوسف کو زلیخا گر تو
تجکو منظور نہ حسنِ مہِ کنعاں رہے

روئے تاباں کو تیر زلف چھپا کر بولے
ظلمتِ کفر میں کیا رونقِ ایماں رہے

تا بہ سر جائیو خدا لیکے شتابی ایسا
ہمسری کو ترے صرصر ہی پشیماں رہے

ہمدم ہو آئینہ رو لبوں سے لگا کر دل کو
عمر بھر کون بھلا ششدر و حیراں رہے

جور گلچیں سے یہ کہتی چلی سرو و بلبل
باغباں سے ترا آباد گلستاں رہے

شمع رویوں کا ہوں کشتہ سرِ مرقد دائم
کیا عجب روشنی مثلِ چراغاں رہے

دین و دنیا میں تمنا ہے کہ اے سرورِ خلق
سرِ مضطر پہ ترا سایۂ داماں رہے

دلمیں وہ زلف سیہ ریشہ دوانی مانگے
جسکا مارا ہوا ہرگز نہیں پانی مانگے

ضعف وہ کچھ کہ نہیں جنبشِ لب تک حاصل
شوق یہ کچھ کہ سدا چرب زبانی مانگے

داغِ فرقت رہے سینہ میں جو دائم پھر تو
ہے عبث پھر جو کوئی اور نشانی مانگے

نامہ بر آہ ہی کیجو ادے نامہ دیکر
تجھسے پیغام اگر کچھ وہ زبانی مانگے

مال کیا مال ہے دیدو نہیں متاعِ دل ہی
مجھسے نذرانہ میں جو کچھ کہ وہ جانی مانگے

ایسا ممسک ہے وہ قاتل کہ نہ دیوے ہرگز
آبِ خنجر جو مری تشنہ دہانی مانگے

ہووے عالم میں ابھی نوح کا طوفاں برپا
چشم پہ جوش اگر اشک فشانی مانگے

الحذر نالۂ جانسوز کہ تجھسے ہر دم
حاملِ عرش دعا حفظِ امانی مانگے

سامنا آہ پھر جسکو بلا کا ہووے
کیوں نہ مضطر وہ دعا حفظِ امانی مانگے

لیا یا جبتلک ہم نے نہ نقدِ زور و زر پہلے
نہ آیا تب تلک بر میں ہمارے سیمبر پہلے

دہاں کو تیرے لئے قاصد کروں میں کیسی شکر سے پُر
پیام مرگ سے سن لوں پیام وصل گر پہلے

پئے زخم جگر مجروح کچھ تدبیر ہم کرتے جو
منگا دو ہونے کو اسے جراح اشک چشم تر پہلے

بھلا پھر چاند کس منہ سے کہا جائے صنم تجکو
ضیا پاتے ہوں جب در سے ترے شمس و قمر پہلے

لگا جب دل اسیری میں ترے پابند الفت کا
اوڑائے تو جگر کیا کیا قفس میں بال و پر پہلے

وہی کچھ کچھ جفا کو ان ہونی لوگ سہتے ہیں
سراپا جو بنا لیتے ہیں پتھر کا جگر پہلے

تغافل کیش سے مضطر بقول طور کہہ دینا
میں جی جاؤں اجل سے آپ آجائیں اگر پہلے

کسی حسن حسین پر گر طبیعت ہم نے مائل کی
فلک پھر رشک میں کرنے لگا تدبیر قاتل کی

بمنت حق سے جنت کے طلب اکثر نہ یہ زاہد
نہ ہوتی گر اسے خواہش کسی حور شمائل کی

تمہاری تیغ ابرو کا تعشق جب ہوا پیدا
جگر ٹکڑے کیا پہلو کو چیرا جان گھائل کی

تمہارے میں گلے کا ہار ہو جاؤں گا بیتاب
اگر دست عدو میں آئے گردن حمائل کی

خیال آیا نہ کچھ بھی توشۂ عقبیٰ بنانیکا
حریص و حرص دنیا میں عبث اوقات زائل کی

یہ مجمع مجتمع ہے رند مشرب اسمیں بیٹھے ہیں
نکہہ باتیں ارے ناصح نصیحت اور مسائل کی

ہوا اگر وصل حاصل انکا مضطر تم یہ سن لینا
رقیب زشت نے گویا متاع جان زائل کی

نہیں افلاک کا جسپر گماں ہے
وہ میری آہ بیکس کا دھواں ہے

جہنم بھی نہ جلتا ہوگا یوں تو
ہمارا جسطرح سینہ طپاں ہے

سراپا بت خدائی سے نرالے
نہ کیوں ہو آخر رشک ہندوستاں ہے

نہ کیوں ہو دل کتاں کی طرح ٹکڑے
کہ یاد حسن روئے مہوشاں ہے

وہ تیری مانگ ہے زیبا کہ جسپر
تصدق جان و دل سے کہکشاں ہے

جو خوشبو ہے تری چمپا کلی میں
گل چمپا میں وہ خوشبو کہاں ہے

شگفتہ زخم دل ہے گل کی مانند
غم دلدار جیسے میہماں ہے

جسے اب یاد مضموں کر ہے
وہی اچھا شاعروں میں غیب داں ہے

رہا کر حلقہ کش گوشہ میں غافل
اگر شوق بت ابرو کماں ہے

عدم بھی ہے تماشا گاہ شاید
جو ہیم قافلہ ہستی رواں ہے

بجز یاد صنم **مضطر** جہاں میں
جو دم گذرے وہی دم رائگاں ہے

وہ آسے لے زیب تن پوشاک کرکے
چلوں میں ہی گریباں چاک کرکے

بنالے اسے مہوس کیمیا تو
دل سیماب ساں کو خاک کرکے

خدنگ ناز اوس ابرو کماں نے
لگایا مرغ دل پر تاک کرکے

بھرے جل تھل ہوا سر سبز جنگل
چلے جب چشم ہم نمناک کرکے

کیا ذبح مگر او ترک تو نے
تو بسمل زینت فتراک کرکے

مری بخشش قیامت میں کرانا
غلام اپنا شہ لولاک کرکے

نہ کیونکر خاک پر غلطاں ہو **مضطر**
گیا ہے ذبح وہ سفاک کرکے

دار فنا میں دل جو بتوں سے لگائینگے
جاکر خدا کے سامنے کیا موہنہ دکھائینگے

زلف دراز یار کا پھندا بنائینگے
عنقا کو زیر دام بہ تدبیر لائینگے

جب ہم زمین شعر کو قبضہ میں لائینگے
مضمون ہزار عالم بالا سے آئینگے

ہے یہ یقیں جو ہجر میں ہم جیسے جائینگے
مرکر بھی نام وصل کا ہرگز نہ پائینگے

زلفوں کو تیری ہاتھ جو اپنا لگائینگے
اپنے کیئے کی آپ سزا کو وہ پائینگے

جب ہم کشش کو نالہ کی اپنے دکھائینگے
سب ساکنان چرخ کو چکر میں لائینگے

دانتوں نہ کس لیئے وہ مسی کو لگائینگے
ناداں ہیں جو سیرے کو نیلم بنائینگے

جب دل کسی پری سے ہم اپنا لگائینگے
مثل صبا اوڑینگے پرستاں کو جائینگے

جب ہم سرایت دل **مضطر** دکھائینگے
سقف فلک میں آگ سرا پا لگائینگے

الحذر آبرش ابرو ترے مفتون و مائل نے
جگر بھی کر لیا مجروح دل کے ساتھ گھائل نے

نہ دم مارا کبھی ہمنے اجی صاحب گلا کیسا
کیا تونے وہی ظالم جو کچھ چاہا ترے دل نے

ستایا دل جو گلچیں نے مثالِ چرخ بلبل کا
مچایا شورِ قیامت کر دیا شورِ عنادل نے

جواب خط پہ تیرا آئینہ رو سے نگہ بیٹھا
طبیعت ہو گئی حیراں کہا جب آ کے حامل نے

نہیں کچھ لذت عشق بدنام ہیں ہم تو
مزہ بوسوں کا لوٹا ہے ترے رخسار کے تل نے

بشر کو چاہیے حاصل کرے کچھ علم سے بہرہ
خدا کو بھی تو پہچانا نہیں ہرگز ہے جاہل نے

مری تقریر پہ مجکو عدو سبقت نہ ہو سکی
مجھے منطق پڑھایا ہے مرے استادِ کامل نے

خلل آیا عبادت میں طلب جنت کی ہے تشیر
لیا دل چھین کہا زاہد ترا حورِ شمائل نے

ہوئے سینہ سپر عشاق مضطر بوالہوس بھاگے
کیا زیب کمر خنجر جو اوس سفاک قاتل نے

جب گرہ کھولی صبا نے کاکلِ دلدار کی
نافہ تک تاثیر پہونچی آہوئے تاتار کی

حسرتا دیدار بعد مردن بھی اگر
چشم رہجائیں کھلی ہمیں جلا لب دیدار کی

قتل کا مجھ تشنہ لب کے عزم جب وہ کر چکے
وائے قسمت آب ہی جاتی رہی تلوار کی

سنگدل اوس بت کو میں نے کہدیا تھا ایکدن
اسلیے مجھپر سزا واجب ہوئی سنگسار کی

چال پیاری خوشنما معلوم ہوتی ہے تری
سیکھ لی اسنے کہاں کیا طرز خراماں یار کی

کہا مجھ میں غصے کے جھنجھلا اٹھے وہ کیا ہی دیکھیے
آگئی لو جب ہمارے ذکر اوراق کار کی

کوہ و صحرا دو علاقے ہو گئے ہم کو عطا
پرورش ہم پر ہوئی ہے عشق کی سرکار کی

شیخ جی الجھا و گر رندوں سے کچھ تم نے کہا
ہو چکی حضرت سلامت خیر ہے دستار کی

کر لیا تو دستِ ظلم اپنا اے گلچیں دراز
ہو رہی ہے تنگ یا حالت عندلیب زار کی

جب تعلق کچھ نہ ہو شیخ و برہمن سے ہمیں
قید کیوں اپنے گلے پہ سبحہ و زنار کی

بند سب در کا ہو کیا اوس ناتواں مضطر کو تم
جسکو سوجھے راہ کافی رخنۂ دیوار کی

اگر ممکن ہو وصل اس نازنیں سے
مکاں اچھا نہیں عرش بریں سے

کہاں ابرو سکے الفت کی مر سینے کو
ذرا چھوٹو دلی گوشہ نشیں سے

خطا میں اور ختن میں مشکِ اذفر ہوئی بڑھ کے زلفِ عنبریں سے
نہیں کرتے وہ الفت ہی حورِ عین پر اُٹھاتے ہیں مزا جو نازنیں سے
کبھی بھولے سے بھی کرتے نہیں ہاں نکالا تم نے کیا مطلب نہیں سے
دلا کی جب کسی نے انکساری فزوں رتبہ ہوا عرش بریں سے

قیامت جب نمایاں ہوگی مضطر
اوٹھیں گے ہم صنم کہتے زمیں سے

لگا کر دل کو ہم نے حورِ عین سے مشابہ کر لیا خلد بریں سے
فزوں ہو غم دل اندوہگیں سے دعا ہر دم ہے رب العالمیں سے
سیہ ہوں تیرگی سے چاند سورج نہ پائیں گر ضیا اوس مہ جبیں سے
وہ دوزخ ہے اگر اوس میں نہ ہو تو مکاں کی زیب و زینت ہے مکیں سے
بجا ہے وصف جنت سب تو زاہد اگر بہتر ہو کوئی نازنیں سے
لگے گر آگ گردوں میں عجب کیا ہمارے نالہ ہائے آتشیں سے
ہوئی گوشہ نشیں چلہ کشی کی کماں ابرو نہ آیا پھر کہیں سے
سبب ترغیب دشمن ہے وگرنہ مبرا ہیں وہ بالکل بغض و کیں سے
الٰہی کلمۂ طیب پڑھوں میں تہی قالب ہو جب جانِ حزیں سے

کمر کا اوس کے مضموں باندھو مضطر
نظر آتے ہو تم باریک بیں سے

ساغر تمہارے ہاتھ سے حسد سے عدو پیئے فرماؤ کون رشک میں بیٹھا لہو پیئے
زاہد جو اوسکی آنکھ کی مستی کو دیکھ لے آبِ وضو کو بھول کے جام و سبو پیئے
بنجائے رند کیسا ہی عابد ہو ساقیا گر ایک جرعہ ہاتھ سے تیرے کبھو پیئے
نہریں بہا شراب کی کہتا ہے یوں وہ شوخ جو تشنۂ وصال ہو یہ آ کے جو پیئے

کم جانیو نہ آہ کو مضطر کے او رقیب
یہ وہ خدنگ ہے کہ جو خونِ عدو پیئے

تخم الفت بھرے ہے بوتی سی
ہے وہ چھنکا چھنال ہوتی سی

ہم نے بوسے لبوں کے تیرے لیئے
تو جو پائی پلنگ پہ سوتی سی

تجھ سے ہووے پری کو کیا نسبت
رو نی صورت ہے وہ تو روتی سی

تو جو ملجائے وہ نکل جائیں
حسرتیں دل میں ہیں جو ہوتی سی

سلکِ دنداں میں تیرے ایجاناں
آبداری ہے کیا ہی موتی سی

دے تو دیتا متاعِ جاں تجھکو
پر تو آلی نظر ہے کھوتی سی

چشم نم سے ہوئی جو بارشِ اشک
پھروں مژگاں جو ہی ہیں لوتی سی

بدنما بد وضع ارے دہقال
کوئی پوشش نہیں ہے دہوتی سی

زال دنیا عجب لڑاکا ہے
دیکھو جھگڑا بھرے ہی جھوتی سی

دلیہ حاسد کے بات مضطر کی
چلتی ہے رشک میں کروتی سی

لوں لگی کو سنے وہ اولی سی
تیرا ساہیں مرے سپوتی سی

ہوگا جب سن بلوغ جاینگے
پاک دامن رہی ہو چھولی سی

جنکی فاقہ کشی پہ تھی گذران
اٹھو بولے ہے اونکی طوطی سی

تو کسی کی کبھی نہ کر غیبت
اولٹی ہوکر لگے گی جو تی سی

کیا ہی زہریلی زال دنیا ہے
کالے کمبخت ہے پہ کھولی سی

دیکھو پھر کفن مجھے اپنے
کوئی چادر جو ہووے شولی سی

سو نہ پہ مضطر نہ اوسکے کچھ لہتا
کچھ کا کچھ جا کہے گی اوتی سی

زیب محفل ہوئے وہ آکر کے
رونق بزم آئی جا کر کے

چلدیئے جبکہ وہ خفا کر کے
کتنا پچتائے ہم وفا کر کے

ہیں گدا وہ نہیں ترے در سے
خالی پھر جاؤں جو صدا کر کے

دفن اوسنے ہمیں کیا لیکن
نعش تشہیر جابجا کر کے

[illegible] / خوب بر سایا تجھے ایسا کرکے
کفِ پا ہی میں مَل لے اے قاتل / میرے خوں کو کبھی حنا کرکے
جل مرے سیکڑوں پتنگ آسا / شمع رو تجھ سے لو لگا کرکے
حالتِ نزع جب سنی میری / اوسنے بالیں پہ میرے آکرکے
شور و غوغا کیا کہا افسوس / ہائے یہ بھی چلے قضا کرکے
خاک کر چکے کہیں درونِ دل / آتشِ ہجر تو جلا کرکے
وصل ہو یا وصال ہی ہو جا / عرض کرتا ہوں التجا کرکے
نالہ کش ہوں تو یہ زمیں پہ ابھی / گر پڑے چرخ کب کیا کرکے

کشتۂ عشق کے مسیحا سے
کردیں مضطر وہ لب ہلا کرکے

کچھ ہم ہی مژہ سے ترے مضطر نہیں ہوتے / جو کشتۂ ابرو ہیں وہ جانبر نہیں ہوتے
مکتب میں بھی پتھر کو دبا کرتے ہیں کوہ / پھر ہو چکے ہم بت کو تو کافر نہیں ہوتے
اوٹھتے نہ اگر آہ کے سینہ سے شرارے / گردوں پہ نمایاں کبھی اختر نہیں ہوتے
کعبہ کی سیہ پوشی کے منکر ہیں ہی لوگ / جو شیفتۂ زلفِ معنبر نہیں ہوتے
سرسبز مگر ہوتے ہیں خونِ شہدا سے / پانی سے ہرے تیغ کے جوہر نہیں ہوتے
سچ قول ہے سودا زدگانِ تپِ غم کا / مژگاں سے تو گیلے کبھی نشتر نہیں ہوتے

مضطر نہ کرو عشق کی دولت کو عبث صرف
دل لیکے بھی اپنے کبھی دلبر نہیں ہوتے

مضطر جو ہیں اپنی حیاتِ قلیل سے / پھرتے ہیں وہ جہان میں ہو کر ذلیل سے
آسائشِ حیات ہے موقوف مال پر / چلتا کہیں ہے کار کوئی قال و قیل سے
عاشق جو تیرے نرگسِ بیمار کے ہوئے / آتے نظر مدام رہے وہ علیل سے
وارِ فنا میں زیست کی درخواست ہے زیاں / سرزد گناہ ہونگے حیاتِ طویل سے

مضطر ہے حاسدوں کی شکایات سب عبث

جز عجل کچہ حصول نہیں ہے جیل سے

کیوں ہم شکوہ کریں نیرنگیِ تقدیر سے
ہجر جب دونا ہیں ہو وصل کی تدبیر سے

مارِ کاکل ہاتھ آئے کیا ہمیں تدبیر سے
کامرو والے ہی لپیا ہو گئے تسخیر سے

ہو گیا اغیار پہ گر ہاتھ قاتل کا رواں
کاٹنا ہم کو پڑے گا خود گلا شمشیر سے

جانتا ہوں ہرزہ گردی تیرے کوچے کے سوا
دبدبہ سے شان سے شوکت سے اور توقیر سے

کو بکو لاشہ پھرانا تھا ہمارا البعد قتل
پھر عبرت ہی غرض گر قاتلا تشہیر سے

خاکپائے یار حاصل کر جو تجھ سے ہو سکے
اے مہوس ہو نہ حیران خواہش اکسیر سے

ہوں گرفتارِ بلا شوقِ اسیری ہے مجھے
پاؤں کو رغبت ہے میرے حلقۂ زنجیر سے

جب ازل سے لکھدیا قسمت میں کاتب نے الم
پھر فرو کیونکر ہو غم میرے دلِ دلگیر سے

سالکانِ چرخ مضطر الاماں کہنے لگے
جب بلایا ہم نے گردوں نالۂ شبگیر سے

خوشنما وہ اسے نقابِ یار تیرا رنگ ہے
دیکھکر جسکو شفق بھی آسماں پر دنگ ہے

اے صنم دیوانہ تیرا ہے وہی شوریدہ سر
لشکرِ اطفال جسکے روز رہتا سنگ ہے

ہائے طغیانی بھی کم اسکی کبھی ہوتی نہیں
دیدۂ تر ہے ہمارا یا کہ بحر گنگ ہے

عقل کی میزان میں واعظ وزن کرکے دیکھ لے
کوئے جاناں سے ترا خلدِ بریں پاسنگ ہے

بتکدہ سے گر منع کرتا ہے ہم کو واعظا
تو بھی کعبہ کو بچا وہاں بھی تو آخر سنگ ہے

جی میں ہے اک بند کاغذ اور اسمیں چھوڑ دیجئے
طول ہے مطلب ہمارا خط کا میدان تنگ ہے

کیوں طلب کرتا نہیں بوسہ دہانِ یار کا
تنگ دل تو وہ نہیں اوسکا دہن گو تنگ ہے

جبسے دل اوس دلربا کو ہم نے مضطر دیدیا
عقل میں اور عشق میں ہر لحظہ تازہ جنگ ہے

حاصل جو ہم کو ہوگی زیارت حضور کی
دیکھیں گے شکل خلد میں ہرگز نہ حور کی

پھر خدا نہ دیکھیئے آئینہ جانِ من
صدہا زباں پہ آئیں گی باتیں غرور کی

علت میں ایک بوسہ کے دیتے ہو حکم دار
اعلیٰ سزا نہ چاہیئے ادنیٰ قصور کی

[illegible]

دیکھا جو اونکو بام پہ بس آ بیار ہیں — ظاہر حقیقت آج ہوئی تو وہ طور سے

مضطر کے دستگیر ہو یا شاہ دو جہاں
عصیاں کا سر پہ بار ہے منزل ہے دور کی

نہ باراں فصل گل پر ہو خزاں اکروز آئی ہے
منقش اپنے سینہ میں شبیہ یار جانی ہے
نگاہ قہر ہم پر ہے عدو پر مہربانی ہے
ستم عشوہ غضب غمزہ قیامت ناز ہے اوسکا
بھلا تصویر کھینچیگا کوئی کیا اے صنم تیری
بیاباں منزلوں تک سبز ہیں سیراب ہاں گلشن
کیا سیراب اکدم میں ہزاروں تشنہ کاموں کو
قفس میں بندکر مجکو بہی صیاد کہتا ہے

عبث بلبل کے گل کو دیکھکر سیماب فشانی ہے
اسی باعث سے آ کے دم ہماری زندگانی ہے
نگر یہ بہی دلا اک انقلاب آسمانی ہے
محبت ایسی ظالم کی بلائے ناگہانی ہے
مصور سب پریشاں عقل ہیں حیران مانی ہے
مرے اس دیدۂ تر سے یہ اشکوں کی روانی ہے
تمہاری تیغ ابرو کا عجب آب دار پانی ہے
ازل سے تیری قسمت میں نہ دانہ ہے نہ پانی ہے

نہ ہو نکا کبھی جب دشمن کا دود آہ مضطر سے
تو پھر کیا خاک اوسکی اندروں آتش فشانی ہے

اوس زلف کا اندھیر ہے بر بام سے آ گئے
کیونکر میں قد یار سے دوں سرو کو تشبیہ
تڑپا جو تہ دام تو صیاد یہ بولا
میں وہ ہوں کہ ہلجائے فلک سے بہی فغاں سے

آئی ہیں بلا کیا کہوں کیا کیا مرے آگے
بے اصل ہے اوسکا یہ سراپا مرے آگے
اچھلے ہے رہے گریہ تماشا مرے آگے
بلبل ترا کیا چیز ہے غوغا مرے آگے

اے مضطر بیمار مسیحا ترا آیا
کہدے یہ کوئی آ کے خدایا مرے آگے

ہوا الم قد ہیرا اور نیلم کی بن آئی ہے
تمہاری خنجر ابرو کا ہلنے ذکر سن سن کر
پڑا ہتا انتظاری میں بشکل مردہ بستر پر
در دندان جاناں پر ہوئے گر ہم تعجب کیا

در دندان جاناں نے مسی جیسے لگائی ہے
تمنائے شہادت میں سدا گردن جھکائی ہے
مسیحا کو جو دیکھا ہے تو مجھ میں جان آئی ہے
ہراک جانباز عاشق نے کئی ہیرے کی کہائی ہے

نکر برباد گلشن کو سمجھے حق کی دو ہائی ہے

جبکہ وہ پہلو میں دل آرام نہیں ہے
آتا کسی پہلو مجھے آرام نہیں ہے

ہم رندوں کو درکار تکلف نہیں ساقی
شیشہ ہے لگا مونھ سے اگر جام نہیں ہے

آتا ہے غم یار نہ دل ہے نہ جگر ہے
دعوت کا مرے پاس سرانجام نہیں ہے

کیونکر ہو تشفی مری جاناں کی طرف سے
مدت ہوئی آیا کوئی پیغام نہیں ہے

بوسہ کی عوض تم جو دیا کرتے ہو گالی
حق میں وہ دعا ہے مرے دشنام نہیں ہے

صیاد ہر اک طائر دل اسمیں ہے پابند
کیونکر نہ کہوں زلف ترے دام نہیں ہے

کیا پوچھتے ہو دوستو مضطر کی حقیقت
گر بچ گیا وہ صبح تو پھر شام نہیں ہے

گل و بلبل کی یکجائی پہ رقت آہی جاتی ہے
مجھے اوس اپنے گل کی یاد صحبت آہی جاتی ہے

بجا دیتا ہے پہلے عشق رسوائی کا نقارا
جنوں کی رفتہ رفتہ پھر تو نوبت آہی جاتی ہے

مکدر آئینہ رو ہو گیا تکرار بوسہ سے
نہایت تنگ کر تمیں کدورت آہی جاتی ہے

کبھی ہوتی ہے گر مجھ پہ نگاہ لطف کچھ انکی
رقیبان سیہ رو پر اک آفت آہی جاتی ہے

نہ کہہ احوال دل مضطر کسیکے سامنے ہرگز
جو ہو جاتا ہے راز افشا قیامت آہی جاتی ہے

چھڑا کر زلفوں کی تقصیر اپنے ہاتھ سے
پاؤں میں پہنی دلا زنجیر اپنے ہاتھ سے

تہ گلو ہم تشنہ کاموں کا ابھی ہو جائیگا
پھیر دو صاحب ذرا شمشیر اپنے ہاتھ سے

کیا کماں ابرو ہدف سمجھے ہے سینہ کو مرے
جو لگاتا ہے وہ ہم پر تیر اپنے ہاتھ سے

قتل کر قاتل نے ہمکو خوب کھینچا کو بکو
شکر ہے لاشہ کیا تشہیر اپنے ہاتھ سے

بے بلائے ہے جو مضطر کوچۂ جاناں کا عزم
آپ ہی کھوتے ہو تم توقیر اپنے ہاتھ سے

جہاں میرا رونق فزا ماہ رو ہے
وہاں جاؤں پروانہ ساں آرزو ہے

چھوئی تونے شاید وہ زلفِ معنبر	صبا اسقدر تجھ میں جو آج بو ہے
مثالِ کتاں کیوں نہو اپنا دل کے ٹکڑے	طبیعت کو مرغوب وہ آئینہ رو ہے
کرم مجھپہ کر اپنا اے تیغ ابرو	تری آب کا تشنہ میرا گلو ہے
بہا چشمِ گریاں سے سیلاب ایسا	جہاں دیکھتا ہوں وہاں آبجو ہے
زلیخا تری ماہِ کنعاں سے بڑھکر	حسیں میرا نامِ خدا خوبرو ہے
وہاں اونکو ہمدم جو فکرِ حنا ہے	یہاں میری چشموں سے جاری لہو ہے
رقیبوں کا وہاں بار ہونے نہ دیجو	دلا پاسباں گر درِ یار تو ہے

دلِ مضطر حیراں نہ ہو کیونکہ ہردم
نظر سے وہ روپوش آئینہ رو ہے

تیغِ ابرو کا اشارہ وہ اگر کرتا ہے	ایک عالم کو ابھی زیر و زبر کرتا ہے
ہوش اوڑتے ہیں شبِ وصل میں سنکر آواز	شور جب رات ہی سے مرغِ سحر کرتا ہے
ہوگیا جنبشِ گردوں سے ہویدا مجکو	چرخ پر نالۂ جانکاہ گذر کرتا ہے
کیا نہیں قبر کا معلوم ٹھکانا غافل	یہاں کے رہنے کو جو تعمیر پہ گھر کرتا ہے
کٹتا ہے کوہِ الم پہ تو اوسی سے مضطر	مثلِ فرہاد کے جو چست کمر کرتا ہے

دیگر

خلد سے فرحت نہ کچھ فردوس جانا یاد ہے	تیرے کوچہ کا مگر ہمکو ٹھکانا یاد ہے
تجھکو اے صیاد کیا ہی خوب دامِ زلف میں	ہر کسی کے طائرِ دلکو پھنسانا یاد ہے
وصل کے دن تو سراسر چرخ تونے کم کیے	کچھ شبِ فرقت کا بھی تجھکو گھٹانا یاد ہے
زلف کے جھوٹے کا کیوں کرتا ہے ایدل اعتبار	تجھکو کچھ پہلے سزاؤں کا بھی پانا یاد ہے
ذائقہ فرقت کا چکھیں اسلیے جیتے ہیں ہم	ورنہ ہمکو نقشِ ہستی کا مٹانا یاد ہے
عاشقی میں اور تو ساری غذائیں چھٹ گئیں	اک فقط خونِ جگر کا ہمکو کھانا یاد ہے

داستانِ عشق سے ہے اس دلِ مضطر کو ذوق
قصہ خواں جلدی سنا گر کچھ فسانا یاد ہے

پلادے ساقی تو جام مے کا کہ روح میری شراب میں ہے	ہوئی ہے شدت پہ تشنگی کی کہ جان از بس عذاب میں ہے

نہ کہا میں کیونکر تمہارے عاشق ہمیشہ لخت جگر کو کھاتے
غذا ایسی لیسانہ ذائقہ ہے نہ ایسی لذت کباب میں ہے

ہے تپ کی شدت ابھی فزوں ہو جو دید و آب دہانکا اپنے
قسم خدا کی شفا ہماری تمہارے لب کے لعاب میں ہے

کتاب عارض پہ جو ہیں نقطے شمار اونکا ہمیں سے ہوگا
کہ اندنوں کچھ مہارت ہم کو بہت ہی علم حساب میں ہے

جو دینا نسبت کا لمبے چاہا صنم کے دانتوں سے آج مضطر
لطافت ایسی نزاکت ایسی کہاں گہر خوش آب میں ہے

سعد ہو ہم بھی کبھی وصل میں خوشتر ہونگے
یا یونہیں ہجر میں دل اپنے برابر ہونگے

غور سے دیکھ کے بتلا تو منجم ہمکو
ہم بغل آپ سے وہ کبتک مرے دلبر ہونگے

سچ تو کہتے ہیں وہ پیشانی پہ افشاں چنکر
ایسی خوبی سے نہ افلاک پہ اختر ہونگے

عذر قاصد کا عبث کرتے ہو خط تو لکھو
نامہ لیجانے کو موجود کبوتر ہوں گے

گرچہ ہیں پردہ نشیں ہے ہمیں الفت لیکن
یہ نہ سمجھے تھے کہ بدنام سراسر ہونگے

جاں نثار آپکے گو سیکڑوں اور لاکھوں ہیں
عاشق زار مگر مجھ سے تو کمتر ہونگے

ہے قسم حق کی غزل وہ ہے تمہاری مضطر
داد دینگے وہ سخن کی جو سخنور ہونگے

عجب آنکھوں میں تیری کیفیت اور ایک مستی ہے
دو عالم اسکی گر قیمت کہوں تو بھی تو سستی ہے

نہ کر تکلیف اے قاتل ہمارے قتل کرنیکی
فقط ابرو کی جنبش ہے ہمیں تیغ دو دستی ہے

کہو کیا سعد ہو تم سے جو فکر وصل کرتا ہوں
مری تدبیر پہ بیساختہ تقدیر ہنستی ہے

یہ کہکر مجکو مجنوں نے بنایا جانشیں اپنا
جو پابند جنوں ہوگا اودھی ویرانہ بستی ہے

فنا ہونا ہے کل تجکو سمجھ لے اسکو اے غافل
حباب آسا جہاں میں کوئی دم کی آج ہستی ہے

بہم ہو کر رقیبوں سے مجھے ہنس ہنس وہ کہتے ہیں
پس دیوار رو یا کر تری قسمت میں پستی ہے

نہ تصویر ہی مجھے دکھلا نہیں بہلاؤنگا دل اپنے
شبیہ یار کو پانے ہماری جاں ترستی ہے

عوض بوسہ کی اے صاحب متاع دل کو دیتا ہوں
ابجی لیلو یہ جنس بے بہا اسوقت سستی ہے

وہ کہتے ہیں کہ پھر آمد ہوئی فصل بہاری کی
جھڑی اشکوں کی آنکھوں سے مرے ہر دم برستی ہے

نشہ جسکو ہے عشق حقیقی ہو گیا اونکو
بقا باللہ ہستی ہو فنا فی اللہ مستی ہے

فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں دود آہ سے میرے
دہن سے تیرے اے مضطر یہ کچھ آتش برستی ہے

جلوۂ رخ دکھا دیا کس نے
طائر ہوش اوڑا دیا کس نے

ہوگئی بدر کی جبیں داغے
چاند سا مونہہ دکھایا کس نے

چشم رہتی ہے مثل نرگس وا
منتظر یوں بنا دیا کس نے

آہ عاشق میں گر نہ تھی تاثیر
تجھکو گردوں ہلا دیا کس نے

میرے مسکن سے پہلے مجنوں کو
نجد کا بن دکھا دیا کس نے

نشۂ بےخودی ہوا مجھکو
جام الفت پلا دیا کس نے

تو تو مضطر تھا عابد و زاہد
رند مشرب بنا دیا کس نے

ٹھہرو ہم بھی سنیں پھر کس لیے تمکو سنانا ہے
فلک منظور کیوں تجھکو ہمارا آزمانا ہے

یقیں ہے دفتر اعمال دھویا جائیگا میرا
ترا اے چشم گریہ ہر دم یہی آنسو بہانا ہے

مبارک نجد کے بن ہیں تجھے مسکن ہوا مجنوں
مرے سر ہونے کو اور لیلی کے در کا آستانہ ہے

پھری ہے یار کی ہم پر ہم سے شاید اندنوں چتون
یہی باعث ہے برگشتہ جو ہم سے اک زمانہ ہے

کفن باندھے ہوئے حاضر ہوا ہوں مقتل میں اے قاتل
کہو اب کیا ہماری خوں بہانے میں بہانہ ہے

ہیں کشتہ بعد مو قاتل کے ہم اوں دست حنائی کا
حنا سے غسل میت کو ہمیں لازم دلانا ہے

ور از امداد کرامت خدنگ آہ مضطر کی
عدو سرکش یہ گردوں ہے اسے سیدھا بنانا ہے

مثل پروانہ کے جبکو شمع رو سے لاگ ہے
سوزش ہجراں ہی اوسکے حق میں جلتی آگ ہے

خاک و خوں میں ہو کے غلطاں اپنے قاتل سے کہیں
کھیلنا منظور ہولی کے دنوں میں پھاگ ہے

نالۂ عاشق کو سن کہتے ہیں یوں مطرب پسر
آگ لگ اٹھتی ہے جس سے یہ وہ دیپک راگ ہے

ہو رہی ہے خلد میں کیا آمد فصل بہار
جو بیابان جہاں سے سبکو بھاگا بھاگ ہے

کسطرح روکوں بیدان جہاں مضطر اسے

توسن عمر رواں کی تو شکستہ باگ ہے

گر نہیں وصل تو ہمکو یہ خیال اچھا ہے
صدمۂ ہجر سے امکان وصال اچھا ہے

باغباں تو ہی بتا نخل چمن میں تیرے
سرو قد سے مرے کیا کوئی نہال اچھا ہے

ہمسری رخ سے ترے شمس و قمر نے کی ہے
حیف قدر اونکو میسر ہو زوال اچھا ہے

پھنستے ہیں طائر دل اسمیں ہزاروں آکر
پاس صیاد ترے زلف کا جال اچھا ہے

در دستوا ہیں بہت ہندی کے عقیق لب سے
کیا کوئی ملک بدخشاں میں لال (لعل) اچھا ہے

تر گلو تشنہ دہاں جبکہ ہوئی ہیں دم میں
آب شمشیر وہ قاتل کا کمال اچھا ہے

رکھیو تو مضطر غم حسین کو دائم دل میں
عیش و عشرت سے جہاں کے یہ ملال اچھا ہے

پائے خواہش کو دلا اب اپنے توڑا چاہیئے
حرص دنیا کے لئے ہرگز نہ دوڑا چاہیئے

پاس سے اوس سیمبر کے خط کا لایا ہے جواب
نامہ بر کو دینا اب اک زر کا توڑا چاہیئے

فرقت ساقی میں جاتا ہوں جو میخانہ کے بیچ
جی میں آتا ہے وہیں شیشہ کو توڑا چاہیئے

ہیں مریض کاکل جاناں ہوا ہوں اے طبیب
سانپ کا میری دوا میں زہر مہرہ چھوڑا چاہیئے

کہتا ہوں گر آؤ میرے پاس دیتے ہیں جواب
انتظاری میں کوئی دن سر کو پھوڑا چاہیئے

توسن طبع ہمارا آپ اڑیل ہو گیا
فکر کا اب اسکو مضطر سخت کوڑا چاہیئے

جب رقیبوں سے تمہیں خندہ زنی باہمیں تھی
حالت غیر عجب میری بھی باغ میں تھی

دید گلشن ہوا تمہیں چاک گریباں گل تھے
یہ نظر بازی تھی یا تیر زنی باغ میں تھی

تھا تمہیں کو نہ اگر رشک تمہارے رخ پر
کہا کیوں اوسنے پھر سے کی کہنی باغ میں تھی

آمد اوس گل کی ہے گلشن میں کھلے ہیں غنچے
سن لے بلبل سے یہ تقریر سنی باغ میں تھی

سب فضا باد بہاری کی چمن لیک مضطر
ہائے کھٹکی بن کے برچھی کی انی باغ میں تھی

جس طرف کو ہم بچشم تر چلے
ابر ساں سرسبز جنگل کر چلے

عاشق مژگاں کا سن جوش جنوں
تا بہم ہیں فصاد سے نشتر چلے

میرے نالوں پر جرس کا کر گماں
نصف شب کو راہرو اکثر چلے

تم نے دکھلایا نہ اعجاز مسیح
گرچہ ہم بیمار ہو کر مر چلے

توشۂ عقبیٰ نہ ہاتھ آیا یہاں
مفت میں اوقات ضائع کر چلے

آرزوئے مغفرت ہے اس لیے
رکھ کے ہم بار گنہ سر پر چلے

پوچھے مضطر کو تو کہنا قاصدا
زیست کے باقی تھے دن سو بھر چلے

ہو کر جو بے نقاب وہ ماہ لقا پھرے
خورشید بھی منفعل ہو شفق میں چھپا پھرے

صحن چمن میں فرش ہو بلبل کی چشم کا
وہ رشک گل کبھی جو گلستاں میں جا پھرے

کشتہ کو تیرے زیست کی خواہش کبھی نہ ہو
گو خضر بھی لیے ہوئے آب بقا پھرے

بے چھیدے تیرے سینہ کو اے چرخ پر ستم
ممکن نہیں ہماری جو آہ رسا پھرے

قاتل فرو نہ ہوگی شہادت کی تشنگی
جب تک مرے گلو پہ نہ تیغ ادا پھرے

سن لے جو وصف بادۂ الفت کا اک رات
مسجد سے میکدے کو ابھی ناصحا پھرے

کرتا نہیں ہے وا جو اجابت کے در فلک
منظور اسکو ہے کہ ہماری دعا پھرے

پھر جائے گو جہان تو کچھ جائے غم نہیں
لیکن نہ ہو کہ مجھ سے مرا دلربا پھرے

مضطر وہ رشک گل تو نہ آیا نظر کہیں
گلرو ہزاروں ڈھونڈتے مثل صبا پھرے

حسیں جہاں میں بنے ہیں فقط جفا کے لیے
مگر یہ عاشق جانباز ہیں وفا کے لیے

ہمارے شیشۂ دل کو تو لے جا مشاطہ
جو آئینہ کی ہے درکار دلربا کے لیے

ہمارا خون بھی بے خوں بہا کے حاضر ہے
اگر حنا کی ضرورت ہو دست و پا کے لیے

نہ کھائیو تو مری ہڈیاں ہما اس دم
یہ استخواں ہیں سگ یار کے غذا کے لیے

تلاش جنکو ہے اکسیر مضطر ان سے کہو
صنم کے کوچہ میں جائیں وہ خاکپا کے لیے

بار کاکل ہے مرا سحر کی تاثیر سے
آتی ہے پیہم صدا میرے دل نخچیر سے
کیوں نہ ہم شکوہ کریں نیرنگیٔ تقدیر سے
گر لپٹ کر منہ میں سوؤں صبح سے پیر سے
گر کہیں شوخی ذرا کی پھر گیا دشت قتال
ہوگیا اغیار پر گر ہاتھ قاتل کا رواں
وہ مصور ہے حقیقی در حقیقت لاجواب
شمع زاری کر کے کہتی تھی سر محفل یہی
لکھدیا قسمت میں جب درد و الم روز ازل
ہوں گرفتار بلا شوق اسیری ہے مجھے
ہرزہ گردی تیرے کوچہ کی سمجھتا ہوں سوا
خاکپائے یار حاصل کر جو تجھ سے ہو سکے

کیوں نہ عاجز کا مر و والے رہیں تسخیر سے
عاشق مژگاں ہوئیں ہیں انس مجکو تیر سے
ہجر جب دونا ہمیں ہو وصل کی تدبیر سے
پہلوئے مشتاق بنگالہ ہے کشمیر سے
ابروئے خمدار قاتل کم نہیں شمشیر سے
کاٹنا ہمکو پڑیگا خود گلا شمشیر سے
جسکی صنعت ہے عیاں ہر پیکر تصویر سے
جز فغاں حاصل ہوا ہرگز نہ کچھ گلگیر سے
پھر فرو کیونکر ہو غم میرے دل دلگیر سے
پاؤں کو رغبت ہے میرے حلقۂ زنجیر سے
شان و شوکت دبدبہ ہے عزت و توقیر سے
اے مہوس ہو نہ حیراں خواہش اکسیر سے

ساکنان چرخ مضطر الاماں کہنے لگے
جب ہلایا ہم نے گردوں نالۂ شبگیر سے

اگر یاد رشک قمر ہو گئی
دکھانے لگا شعبدے آسماں
کواکب ہیں افشاں جبیں پہ ترے
شبیہ پائی بادام نے چشم جو

کتاں وار حالت جگر ہو گئی
مری آہ جب بے اثر ہو گئی
عیاں اور جبیں چرخ پر ہو گئی
تو تاثیر بھی گرم تر ہو گئی

رہا مجکو مضطر وہی اضطراب
لمتا بھی حاصل اگر ہو گئی

عدم سے جو دیکھا جہاں آتے آتے
چلے ہیں جو اقرار کر کے وہاں سے
ہر قدم ہم [illegible]

تو یاد آیا تیرا مکاں آتے آتے
[illegible]
[illegible]

بر طرح - سخن رکھی درمیاں آتے آتے ؛ ☐ بر طرح - شب و روز غم میں بسر ہو گئی ؛

جو گھبرائی تھی دل نے اظہار شکوہ
رہے رعب سے تا زباں آتے آتے

کرے مردے زندہ یہ اعجاز ٹھوکر
مسیحا مرا ہر زماں آتے آتے

جو کہتے ہو آئیں گے یہ تو بتادو
رہے گی بھی یہاں تن میں جاں آتے آتے

بندھا تیری زلفوں کا جب شب تصور
صبح تک رہے سانپ یہاں آتے آتے

پھرا لیگی اونکو تقدیر میری
قریب مکاں ناتواں آتے آتے

مقابل ترے قد سے گر ہونے آئے
خجل ہووے سرو رواں آتے آتے

کہا رو کے بلبل نے گلچیں ٹھہر جا
نہ برباد کر آشیاں آتے آتے

عشق طاری مقدر ہوئی مثل موسی
جو دیکھا وہ نور جہاں آتے آتے

جس سمت خراماں وہ ستمگر نظر آئے
آفاق میں ہنگامۂ محشر نظر آئے

سینہ کو مرے دیکھ کے حیراں ہوا لالہ
جب داغ ہزاروں ہی جگر پر نظر آئے

او سرخرو ہوں مشک ترا و سیہ بختی
جس شب وہ مجھے زلف معنبر نظر آئے

جب امتحاں قاصد نے کیا تیغ ادا کا
عشاق ہزاروں وہیں بے سر نظر آئے

دلکو جو اوڑے کچھ دل سوزاں سے شرارے
شب کو وہی افلاک پہ اختر نظر آئے

جانا ہی آیا ہے جواب خط جاناں
اوڑتے ہوئی جبوقت کبوتر نظر آئے

وہ صید ہوں مقراض سے صیاد نے کاٹے
جھپٹے ہوئے جبوقت مرے پر نظر آئے

کچھ آئینہ رویوں سے تعلق ہوا جنکو
حیراں نظر آئے وہی ششدر نظر آئے

بیتابی سیماب کو جب غور سے دیکھا
غلطاں دل عشاق ہی تڑپکر نظر آئے

گلرو کی محبت میں جو گل کھائے تھے بیٹھے
بن بنکے وہی داغ جگر پر نظر آئے

سب دامن خواہش میں بھر دل کے بیٹھے
او چشم ترے اشک جو گوہر نظر آئے

کیونکر رخ دلدار کی ہوتا ہے نظارا
غش کو وہ پہ ہوسکے پیمبر نظر آئے

غمگین وہ ہوں ملنے کو مرے اہل مسرت
خوش [illegible] آئے تو وہ مضطر آئے

گلشن نہیں او صیاد ترے شور و فغاں سے
کچھ خوف نہ جو صیاد کے دل [illegible] آئے

دنیا سے یوں ہی ہم بھی چلے جا بیٹھے مضطر
جب طور شہید ست سکندر نظر آئے

وہاں تری محفل میں جامِ ارغواں گردش میں ہے
ساقیا یہاں اشک آنکھوں سے رواں گردش میں ہے

خاکپائے یار کا کچھ میں ہی طالب ہوں نہیں
خواہشِ اکسیر سے سارا جہاں گردش میں ہے

آسماں ہی کچھ نہیں چکّر میں نالوں سے مرے
وہ فغاں رکھتا ہوں جس سے لامکاں گردش میں ہے

کون کون اپنا چھدا ہے سینہ و دل دیکھیے
آج وہ خونخوار مژگاں ہر زماں گردش میں ہے

سوزِ فرقت سے جو مضطر خاک جل کر ہو گئے
خاک اب اونکی بگولا بنکے یہاں گردش میں ہے

میرے پہلو میں جب وہ آ بیٹھے
غیر حسرت سے داغ کھا بیٹھے

جب سے مسکن ہوا ترا کوچہ
قصرِ جنت کو ہم بھلا بیٹھے

تم سے بوسوں کے جو ہوئے طالب
اپنے موہنہ پہ طمانچہ کھا بیٹھے

شرمگیں ہو گیا گلِ سوسن
مستیٔ جاناں جو تم لگا بیٹھے

تیغِ قاتل کی آبداری سے
تشنگی اپنی ہم بجھا بیٹھے

میری آنکھوں سے یہاں لہو ٹپکا
جب وہ مہندی وہاں لگا بیٹھے

شمع رویوں کے عشق میں مضطر
مثلِ پروانہ جی جلا بیٹھے

خانۂ دل میں وہ مرے بس کے
ہائے جاتے ہیں کیوں کمر کس کے

روتے روتے ہوا جو میں بیتاب
بیٹھے پہلو میں وہ مرے ہنس کے

کتنا دانا تھا مرغِ دل لیکن
دام کاکل میں رہگیا پھنس کے

چشمِ شمس و قمر سے تیز نہ دیکھ
آسماں ہم نہیں ترے بس کے

آئے ہو گر تو اتنا ہی ٹھیرو
کندھا بدلیں کہار ہنس ہنس کے

موشگافی کر اور اے شانہ
زلفِ ناگن چلی ہمیں ڈس کے

کیوں سنائی ہو تو نومس پیاری
ہم تو عاشق ہیں تیری بس لٹکے

پاس غیروں کے جب وہ جا بیٹھے

تم سے کیا کہد یار رقیبوں سے نے — نز ہے آپ اپنے ہی لبس کے
بنگئی آج وہ گلِ دستار — جو کہ کل خار تھے دلِ خس کے
تیغ ابرو کے بزم میں ناحق — یاد آئی تو سر کٹے دس کے
جب شب ہجر رنگ لائے گی — یاد آئینگے وصل کے چسکے
چولی مسکیگی بند ٹوٹیں گے — یوں بغل میں دباؤنگا کسکے
اوسکی تیغِ نگاہ کے کشتے — کب ہیں عیسی و خضر کے بسکے
دولتِ حسن سے ہیں مالا مال — یار سے بیت بنے ہیں پارس کے
سخت جاں ہے کہ سنگ در مضطر — نہ ہلے اوسکے در سے نہ مسکے

بسکے نا در کلام مضطر کا
کان ہونگے کھڑے سخن رس کے

مار کاکل کو جو تسخیر ہی کر لیتا ہے — دولتِ حسن پہ قبضہ وہ لبشر لیتا ہے
تیرے ابرو کے مقابل نہ کروں کیوں سینہ — سامنے تیغ کے ہر کوئی سپر لیتا ہے
میں نہیں دیکھتا اوس رشکِ قمر کو جس ماہ — وہ مہینا مجھے روتے ہی گذر لیتا ہے
زلفِ پیچاں پہ جو ہو جاتا ہے کوئی عاشق — سیکڑوں سر پہ بلا اپنے وہ دہر لیتا ہے
جان اور مال یہی ہے تجھے صدقے اے جاں — تحفۂ دل کی تو کیا مجھ سے نظر لیتا ہے
خاکسا رہتے نکیوں خاک کا رتبہ ہو فزوں — ہوتا اکسیر ہے سیماب جو مر لیتا ہے

تجکو بے فائدہ ہے فکرِ معیشت مضطر
وہ تو رزاق ہے کل کی خبر لیتا ہے

قلق اٹھوں پھر دلبر ترا جب دلربا پھیرے — لقب معموم پھر میرا نہ کیونکر جا بجا پھیرے
تری گردش سے اے گردوں ہمارے دگرگوں ہوگیا عالم — جو تھے نا آشنا اونکے وہی اب آشنا پھیرے
زباں کو ربط کلمے سے طفیلِ مصطفے دیجو — الٰہی نزع میں جب لب میری جاں آ اٹھا پھیرے
مریضِ عشق سے عاجز ارسطو ہو لگا کہنے — کروں کیا چارہ سازی میں جو دردِ لادوا پھیرے

نہ پاکر دلکو سینہ میں کیا معلوم مضطر نے

اگر دلبر نہو بر میں تو دل پہلو میں کیا ٹھیرے

وہاں دست قاتل میں شمشیر ہے
یہاں سر جھکانے کی تدبیر ہے

ہوا زلف کے جب سے حلقہ کا عشق
مرا طوق منت گلوگیر ہے

دہن تنگ تجھ سا نہیں کوئی گلرو
چمن میں یہ غنچوں کی تقریر ہے

جسے دیکھ عاشق ہوں بہزاد و معنی
کبھی میرے دلبر وہ تصویر ہے

پھنسا مرغ دل کو وہ صیاد بولا
تڑپنا ترے حق میں تقدیر ہے

فلک بارہا جس سے کہاتا ہے جنبش
مری آہ و نالہ کی تاثیر ہے

وہی پیش آتا ہے مضطر بشر کو
مقدر میں جو کچھ کہ تحریر ہے

ملاقاتوں میں غیروں کے نہایت اونکو چستی ہے
ہمیں ہے اک فقط ملنے میں یہ اظہار سستی ہے

غضب شوخی تمہاری طبع میں اور اچپلاہٹ ہے
کسی سے ڈھول دھپا ہے کسی سے دینگا مشتی ہے

ترے الفت کے مائل کو غلط مردہ بتاتے ہیں
فدا تجھ سے ہو جانا ہی تو تندرستی ہے

ضعیف و ناتواں میں ہوں مجھے نصرت عطا کرنا
الٰہی نفس امارہ سے اب درپیش کشتی ہے

سہارا کچھ نہیں مضطر گنہگاروں کو محشر میں
فقط نام محمد کی پناہ ہے اور کشتی ہے

بنی جس وقت سے آدم کی یہ تصویر مٹی کی
فزوں عرش بریں سے ہو گئی توقیر مٹی کی

نہو سرکش کہ ہے انجام اسکا ذلت و خواری
بنالے خاصیت اپنی دل دلگیر مٹی کی

میسر آج تک کسکو ہوئی خاک در جاناں
ہمیں ہتے ہیں جو مدت میں یہ تسخیر مٹی کی

کیا ہے سامنے جسکے فرشتوں نے دلا سجدہ
بڑھائی خالق اکبر نے وہ توقیر مٹی کی

ہوا پھر محفل عشاق میں رتبہ فزوں میرا
خراب اوسنے جو اے مضطر پئے تشہیر مٹی کی

گر جدائی ہوئی اوس ہوش ربا سے پہلے
مر ہی جائینگے یہ مشتاق قضا سے پہلے

چوں کتاں ہونگے دلا تیرے ہزاروں ٹکڑے
گر کیا عشق کسی ماہ لقا سے پہلے

برش تیغ نگہ اپنا عبث ہے قاتل
ہو چکے جو کہ فنا ناز و ادا سے پہلے

سامنے سے مرے جاتے ہیں وہ بےرخ ہو کر
کیا ہی شوخی کا تقاضا ہے حیا سے پہلے

پھر تمنا کہیں خالِ رخِ جاناں کیجو
مرغِ دل چھوٹے تو لے زلفِ دوتا سے پہلے

کیوں نہ میں اپنے تصور کے ہوں ہر دم قرباں
روز لاتا ہے خبر پیکِ صبا سے پہلے

بوسہ اون سے لبِ جاں بخش جو مانگا ہم نے
غیظ میں اور بھی آ گئے وہ عطا سے پہلے

جب ملا اوسنے کفِ پا میں لہو غیروں کا
پس گئے رشک میں ہم برگِ حنا سے پہلے

زہے قسمت سگِ جاناں جو تناول کر لے
استخوانوں کو مرے اور غذا سے پہلے

پہلے تو قتل کیا پھر یہ دعا کی حق سے
مغفرت اسکی خدایا ہو جزا سے پہلے

اے اجل نام و نشاں تو نے مٹائے اونکے
جو مزین تھے بسر تاج و لوا سے پہلے

ہم سے لے دیتے ہیں الفت میں بتوں کے مضطر
کبھی حاصل نہ وفا ہوگی جفا سے پہلے

تیری فرقت میں بدل بھیس کو جوگن ہونگی
ڈھونڈھنے کو ترے آوارہ میں بن بن ہونگی

گیروا بھیس کرونگی ترے درشن کے لیے
نام کی روز ترے جپتی میں سمرن ہونگی

برج موہن کی خبر لا دے جو مجکو کوئی
اوسپہ قربان ابھی وار کے تن من ہونگی

جگ میں بیوہ ہوں رکہاتی نہیں کچھ بھی آدس
تو ہی چاہیکا پیا جب میں سہاگن ہونگی

دمبدم کہتی ہے یوں کاکلِ جاناں مجھ سے
تجکو کاٹونگی تو مشہور میں ناگن ہونگی

سرِ عشاق قلم تن سے کروں گی لاکھوں
یہ جبیں کہتی ہے گر نام کی جیتون ہونگی

اور سکھیوں کو بھی مضطر یہی دن آتا ہے
روگ میں میں ہی برہ کے نہ بروگن ہونگی

اگر وہ غیرتِ گلشن دمِ گلزار میں آئے
گریباں چاک گل کر کے ابھی بازار میں آ لے

ترے زلفوں کے سودے میں سفر کو ہم گوارا کر
گئے چین اور تبت میں چلے تاتار میں آئے

قلم ہو جائیں اے قاتل سرِ عشاق لاکھوں ہی
ترا گر خنجرِ ابرو کبھی رفتار میں آئے

نہاں جب سے ہوا تو ہم قفس میں ترے گلرو
کبھی صحرا میں جا پہونچی کبھی گلزار میں آئے

غضب اوسنے کیا ہم کو جو اک دن مہربانی سے — صدائے ہمنشیں کیا کیا دلِ اغیار میں آئے

تلاوت تو سمجھہ زاہد اوسے خالق کے صحف کی — تصور جسقدر یادِ رخِ دلدار میں آئے

برائے نام ہیں سارے رفیق و مونس اے مضطر
وہی ہے دوست جو مشکل پڑے پر کار میں آئے

ادس نگہ سے ہوا یوں میرا جگر دو ٹکڑے — جیسے پتھر کو کرے تیرِ نظر دو ٹکڑے

ہر شبِ وصل میں بے ساختہ یوں اٹھتا ہے — دلکو کرتا ہے مرے مرغِ سحر دو ٹکڑے

اوسکے قامت کی ہوا دیکھہ چمن میں قمری — ہوگئے سرو و صنوبر کے شجر دو ٹکڑے

بارِ عصیاں سرِ مضطر سے فرو ہو جلدی
کیونکہ اس بوجہہ سے اسکی ہے کمر دو ٹکڑے

گر وصف کچھہ رقم کروں روئے نگار کے — پیدا گلِ معانی ہوں کیا کیا بہار کے

پھر تو طریق لائق اہلِ سخا نہیں — سائل کو در سے روز نکالو جو مار کے

ہو فروغ راستی تا ہم یقیں نہ لا — اہلِ غرض جو کرتا ہے باتیں ابھار کے

مسک بنا ہے جامہ دریدہ اپنے کیوں — ملبوس رکہتے ہیں عمدہ سنوار کے

اور زادہ سر بلنک ترے جاں نثار کیوں — پیدا نہ ہوویں خنجر پہلو نگار کے

یوں چشمِ سرمگیں سے پیش نگاہِ ناز — جیسے ہرن سیاہ چلے آگے ڈار کے

مضطر بدل کے قافیہ لکھیئے غزل اک اور
تا گفتگو نہ کر سکے حاسد بگہار کے

دھمکایا جب رقیب کو ہم نے للکار کے — بھاگا مقابلے سے وہ دامن کو جھاڑ کے

ظاہر ہوا کچھہ ہم سے ہے بگڑا ہوا مزاج — لکھا ہے خط میں نام جو میرا بگاڑ کے

فصلِ بہار آئی ہے اے مرغِ جاں نکل — قیدِ قفس سے اپنے پر و پرزہ جھاڑ کے

قاصد نامہ بر کا بھی دل ٹکڑے ہوگیا — پھینکا جو اوسنے خط کو مرے چیر پھاڑ کے

جوشِ جنوں میں وحشتِ دل کا تقاضا ہے — صحرا کی سمت چلیئے گریباں کو پھاڑ کے

ہنس ہنس کے باتیں کرتے ہو تم جو رقیب سے — میں بھی کھڑا ہوا تھا پس در کیواڑ کے

خط لکھ رہے تھے غیر کو میں نے جو کی نظر
کاغذ وہ مخفی کر دیا تکیہ کی آڑ کے

سنکر پیام وصل مرا کہنے یوں لگے
پیچھے مُوا پڑا ہے مرے پیچھے جھاڑ کے

خط کو قبول دیجیو ہرگز نہ دیکھنا
صدقے ہی قاصدا اگر یار وہ پھاڑ کے

صحرا پسند جنکو ہے از بہر بود و باش
وحشی کہاتے لوگ ہیں وہ مارواڑ کے

وحشت برہنہ پا سوئے صحرا تو لے چلی
اندیشے دل سے گم ہوئے جھاڑ و جھنکاڑ کے

جلنا مرا سنا تو کہا ہمکو کیا غرض
چولہے میں جائیں یا وہ حوالے ہوں بھاڑ کے

ہمسر دلیر اوسکے مقابل نہیں کوئی
جس نے کیا ہو پست نفس کو پچھاڑ کے

حاسد کو بار بزم میں گر اوسکے ہو گیا
پھینکونگا ایک لحظہ میں جڑ سے اکھاڑ کے

ملتی نہ تھی شکستہ جنھیں چار پائی بھی
بیٹھے ہیں آج کل وہ پلنگ پر نواڑ کے

رہنے کو دونوں یکساں ہیں مضطر جو سنگ و زر
پھر رنج کیوں اُٹھائیں خزانے کو گاڑ کے

کہیں رقیب سے صحبت جو دلربا ٹھہرے
ہماری جان کے جانے میں دیر کیا ٹھہرے

نہیں سمجھتے وہ باغ ارم کہ کیا شے ہے
تمہارے کوچے میں جنکی مدام جا ٹھہرے

ہدف بنائیں گے سینہ کو ہم ابھی اپنے
صلاح قتل مری وہاں اگر ذرا ٹھہرے

الٰہی کہدے کوئی اتنا اوس مسیحا سے
ترے مریض کی اب لب پہ جان آ ٹھہرے

زباں پہ آیا فرشتوں کی الاماں اوسدم
کبھی جو آہ ہماری فلک پہ جا ٹھہرے

کہاں نصیب چمن میں تجھے ہوا مسکن
تڑپتی تو بلبل شیدا قفس میں جا ٹھہری

نہ کیونکہ تیغ تصور ہو ابروئے قاتل
یہی جب عاشق دلگیر کی قضا ٹھہری

کبھی نہ شکوے سے لب آشنا کیئے ہم نے
اگرچہ ہم پہ وفا کی عوض جفا ٹھہری

کہاں تک عفو جرائم ہوں اے دل مضطر
کہ بات بات پہ ثابت تری خطا ٹھہری

کچھ بھی خدمت جو مجھے روضۂ ذیشان ملجائے
دیکھ رتبہ کو مرے خاک میں رضوان ملجائے

کلمہ گو آپکا ہوں آپکا خادم میں ہوں
نزع کے وقت مجھے کلمۂ ایمان ملجائے

تیری سرکار سے یا شاہِ غنی ذی جاہ / خوان نعمت سے مجھے اذقہ کا ساماں ملجائے
یا خدا سخت ہے تکلیف نثارِ مرقد / شہ لولاک کے صدقہ سے اماں وہاں ملجائے
غمِ شبیر نے اشکوں کو فضیلت وہ دی / جس سے ممکن نہیں رتبہ دُرِ غلطاں ملجائے
کہا موسیٰ نے یہ منظورِ خدا تھا حضرت / مجکو توریت ملی آپکو قرآں ملجائے
کیا عنایت ہے دعا آپکو حق سے یہ ہی / بخشش امت کو مری حشر میں یزداں ملجائے
شبِ معراج فرشتوں نکو نکر حق سے / مرحبا صل علی کے لیئے فرماں ملجائے
ساکنِ کوئے محمد ہوں نکو نکر مجکو / حشر میں خلد بریں حق سے شبستاں ملجائے
میں ثنا خوان محمد ہوں جناب حق سے / کیا عجب ہے جو لقب مجکو مدح خواں ملجائے

سرِ مضطر کو قیامت میں بجائے سایہ
یا رسول عربی آپ کا داماں ملجائے

متفرقات

نامہ نظم یا دوست دلفگار یار غمگسار مشعر عرضِ حالات نشبکا ملاقات محبت آیات مودہ صفات

یار غمخوار مخزن اخلاق / مہرباں دوست معدن اشفاق
ہو بدارج کی تیرے افزونی / شان و شوکت ہو دمبدم دونی
جہنڈی تمکنت کی ہاں دائم / دستِ والا میں حق رکھے قائم
کیا زمانہ کا انقلاب ہوا / اختلاف عادت جناب ہوا
خط کتابت کا لکھنا چھوڑ دیا / رشتہ الفت کا کیوں یہ توڑ دیا
کوئی مجھ سے اگر ہوا تھا قصور / اسکا اظہار لابدی تھا ضرور
دلمیں میرے جو بدگمانی ہے / یوں مفصل وہ سب کہانی ہے
اب گذر لیئے ہیں مجکو دو دو ماہ / انتظاری میں خط کے تکتے راہ

سایہ گستر ہو تجھپہ رب غفور / تیرے حامی ہوں مور و مشہور
بیش حکام ہو ترا اعزاز / تو جہاں میں ہو ہر طرح ممتاز
بعدِ اظہار آرزوئے سلام / ہے گذارش یہی دل ناکام
سہو فرمایا غمگساروں کو / سہو فرمایا دل فگاروں کو
ہوا معلوم کچھ کدورت ہے / دل والا کی اور صورت ہے
نہ جتایا نہ کچھ کیا آگاہ / مفت میں ہو گئے خفا ناگاہ
ایک ہفتہ میں پہلے خط اصلا / ہو تے رہتے تھے ہر دو دو چار
جو عریضے لکھے ہیں خوار سال / وہ بھی قسمت سے ہو گئے پامال

جبکہ حاصل کوئی جواب نہیں
گو کہ تھا آخری مرادِ دیدار
ہیں فنا کے لگا ہوا تھا قریب
راستہ ہے مثالِ یقیں
پوری امیدِ زندگی حاشا
سخت تکلیف ہے مجھے اسہال
درد کہتا کوئی تلوں کا ہے
ایسا لاحق ہوا ہے یہ آزار
بچ گیا گر ملونگا تم سے آ
اسلیئے آرزو معافی ہے
ہو گئی مجھ سے خطا جو بار دگر

پھر میں کیونکر کہوں عتاب نہیں
پھر بھی آئے نہ دیکھنے زنہار
لی خبر لیتے بھی نہ ہوئے نصیب
وقت کا کوئی بھی ٹھکانا نہیں
ابتلک بھی نہیں ہوئی اصلا
جاری رہتے ہیں کیا کہوں فی الحال
حال تیرے یہ دل جلونکا ہے
زیست کے ابتلک نہیں آثار
مغفرت کی وگرنہ کر دعا
ہو چکا جو ہوا وہ کافی ہے
کرنا ترحم کی جا ستم مجھ پر

یہ شکایت ہے دوسری تم سے
اجی حضرت کو تا نہ آنا تھا
اس سے ظاہر ہوا خدا کی قسم
زیست باقی ہی کچھ جہاں میں اور
ضعف از بس ہے اور نقاہت ہے
کوئی کہتا ہے ناف کا ہے خلل
کوئی کہتا ہے آتشِ ہجراں
شکل دکھلا ترے نثار ہوں میں
اب تمنا ہے یہ کہ بہر خدا
کیجیئے مجھ پہ رحم آئندہ
لیکن ابکی دفعہ یہ جرم و خطا

میری بیماری کی خبر سن کے
مجھ سے ملکر کے دہلی جانا تھا
کچھ طبیعت جناب ہے برہم
موت کا چل سکا نہ کوئی زور
لیتے پھر رات یہ قباحت ہے
پیش چلتا نہیں کسی کا عمل
یوں کیا کرتی ہے جگر بریاں
ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں
بخشدیجے کہا سنا میرا
عفوِ تقصیر کا ہوں خواہندہ
ہو عطا ہے بدل بہ بہر خدا

تضمین بر شعر حضرت مولانا جامی علیہ الرحمت - در نعت

ز نورت اے شہِ مکی مدینی
طفیلِ تست ہر جا ہر چہ بینی

زمیں شد فخرِ عرش از جلوہ کینی
بیاور از کجا گردوں برینی

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

تمہارے حسن کا اک جلوہ عالم
تمہارا طرّہ گو ابنِ مریم

تمہارے در کا ذرہ انجمِ اعظم
ہوئے تجھ سے کشودِ کارِ عالم

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

توہی ہے خالقِ اکبر کا پیارا
ترا نبیوں نے پکڑا ہے سہارا

بنایا تجھکو حق نے عالم آرا
مری مشکل کو آساں کر خدارا

تو آخر رحمۃ اللعالمینی

ز مہجوراں چرا غافل نشینی

تو ہی ہے مرہم دلہائے خستہ
میں ہوں مغموم و غمگیں دل شکستہ
کرم تیرا کلیدِ قفلِ بستہ
مشرف کر بدیدارِ خجستہ

تو آخر رحمۃ العالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

ہمارا غم میں اے شاہِ یگانہ
میں نالائق تری بخششِ شہانہ
فقط تیرے کرم کا آستانہ
کرم کو کیا لیاقت کا بہانہ

تو آخر رحمۃ العالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

تو ہی ہے سرورِ بزمِ رسالت
بنائی تو نے بگڑی جبکی حالت
ترا صدقہ رسولوں کی ایالت
مرے بھی کام کی کیجو کفالت

آخر رحمۃ العالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

ترے گلشن کا ہے لولاک اک گل
تعالی اللہ تری شانِ تجمل
کھلیں جس سے صفاتِ عالیہ کل
تلطف کا ترے ہے ہر طرف غل

تو آخر رحمۃ العالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

قضا ہی ترے دل کی رضا جو
عظیم الخلق تیرا وصفِ نیکو
قدر کا قبلہ تیرا طاقِ ابرو
نوازش بیکسوں پر ہے تری خو

تو آخر رحمۃ العالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

اجابت کو خوشی تیری دعا سے
ہیں سب بے پروا تری خواہش کے پیاسے
ہے جیسے آشنا کو آشنا سے
مرادیں میری دلوادو خدا سے

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

بنا گلشن جہاں تیری نظر سے
اُسے تشبیہ کیوں دوں ابر تر سے
پڑی جس پر تو رحمت اوس پہ برسے
مگر یہ تشنہ لب کب تک کہ ترسے

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

جو ہیں تیرے غلام خادم در
کہ نظمِ خلق ہے اونکی سخن پر
وہ رکھتے شان ہیں اسرا کبر
مری چارہ گری کا حکم بھی کر

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

تو شاہِ دو جہاں میں خستہ سائل
طبیب اعلیٰ تو میرا درد حائل
وسیلہ تو ہیں مقطوع الوسائل
خدارا ہو مری جانب بھی مائل

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

جگر خستہ گدا ہے بے نوا کا
غضب کی آنکھ سے گردوں نے تاکا
اوڑے گا پاس سے کب تک کہ خاکا
سہارا تو ذریعہ ہے خدا کا

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

حصول کام میں بے دست و پا ہوں
سیہ نامہ عمل بد پُر خطا ہوں
مریض دردہائے لا دوا ہوں
ولیکن تیرے دامن سے لگا ہوں

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

مجھے قیدِ خودی سے کیجے آزاد
دل ناشاد تا دائم رہے شاد

عدو ملعوں کی ہو مجھ پر نہ بیداد	نبی اللہ میری سنیو فریاد

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

ہو میرے دل سے یکسر تیرگی دور	نبی ہو زنگ سے عرفاں سے معمور
صفا آئینہ ساں ہو قابل نور	گدا کی عرض ہو یا شاہ منظور

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

تجھے احوال دل ہے کل کا معلوم	تجھے ناگفتہ ہیں اسرار مفہوم
تری بخشش کی ہے افلاک تک دھوم	نہ رکھو مدعا سے مجھکو محروم

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

ترے ہاتھوں میں ہے سررشتہ کا کام	دو عالم ہیں ترے مرہون اکرام
تری نعمت کے شاکر خاص و عام	مجھے بیتدا دیجے فیض انعام

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

میں ناطاقت گراں بار معاصی	نظر آتی نہیں شکل خلاصی
اگر مقبول ہووے عرض عاصی	تو بس بنجائے میری بات خاصی

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

جرائم ہے محیط بے کنارا	نہ یاور ہے نہ ہے کوشش کا یارا
ترے دربار سے گر ہو اشارا	بر آوے مدعا و دلخواہ سارا

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی

زمیں بوس ادب ناصر علی ہے
پڑا ہے وقت دل کو بے کلی ہے
تجھے جو سر مضطر ہے جلی ہے
توجہ ہو تو مشکل منجلی ہے
تو آخر رحمۃ للعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

تخمیس بر غزل قدسی در نعت

عالم علم لدنی شہ امی لقبے
حق ثنا خواں ترا تو ہیں رو جملہ نبی
فخر اندوز تری ذات سے والا نسبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

خواب میں بھی ہے بشارت تری فخر عالم
نور کا آپکے شیدا ہوں بدل خفگی غم
اور زیارت کا ہے مشتاق عرب در عجم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

تو ہے وہ شاہ کہ دربار میں خالق کے گیا
کیا خدا نے ہے دیا آپ کو رتبہ اعلی
فخر آدم کو ہوا ذات سے تیری شاہا
نسبت نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

باغ عالم میں ہیں جتنے کہ گل و غنچہ تمام
چشمہ فیض سے سیراب ہو کہتے ہیں عوام
پڑھتے ہیں تجھ پہ ہمیشہ وہ درود اور سلام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

آسماں پر جو گیا آپ نے لطف گلگشت
کھل گئے جنت فردوس کے دروازہ ہشت
نور سے سارے طبق ہوگئے روشن کہ بہشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

اے شہ ابر کرم شافع روز عرصات
اوسگھڑی میرے بھی ورد زباں ہو کلمات
حشر میں امت عاصی جو ہو خواہان نجات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

وہی سگ کو جو ہے نسبت تمہارے شاہِ امم
کی خطا میں نے کہ تھا در سے یہیں اس سے بھی کم
اس لیے ہو کے خجل کہتا یہی ہوں ہر دم
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

ہوتا آیا ہے رسولانِ سلف سے مذکور
پہلے نازل ہوئیں توریت اور انجیل و زبور
ختم تھا تم پہ رسالت کا خدا کو منظور
ذاتِ پاکِ تو در ملکِ عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

جتنے دنیا میں ہیں اسلام کے گردن افراز
ناصیہ سا ہیں ترے در پہ وہ از روئے نیاز
تیرے انوار کے مشتاق ہیں سارے جانباز
بر درِ فیضِ تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و ہندی و حبشی یمنی و عربی

تنگ ہیں زیست سے اور حال ہمارا ہے تباہ
گر نظر رحم کی اب ہم پہ نہ ہو اے اللہ
بارِ عصیاں سے پشیماں ہیں خدا ہے آگاہ
عاصیانیم زما نیکیٔ اعمال مخواہ
سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی

گردشِ چرخ نے اب مجھ کو کیا ہے ابتر
صدقہ حسنین کا لو جلد شہا میری خبر
ہو کے آوارہ میں آیا ہوں تمہارے در پر
چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

کاشفِ رازِ نہاں تم ہو رسولِ عربی
منکشف آپ پہ مضطر کا ہے مرضِ قلبی
نفسِ سرکش سے میں مغلوب ہوں یا میرے نبی
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

ودیگر

روح افزا ہے خیالِ رخِ پر نورِ نبی
کون ہے جس کو نہ ہو ذوقِ زیارت طلبی
پردۂ وحدتِ حق زمزمہ سازِ طربی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
جان و دل باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جوہرِ نورِ تجلی سے بنا جسم ترا
تیرے پرتو سے ہوئے عالم و آدم پیدا

تیرا ہمسر نہیں نوری کوئی خاکی ہو گیا
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہے ترے حسن کی حیرت کا نوا ہیں عالم
طوطی سدرہ کا نغمہ ترے جلوے کی قسم
کرتی ہے عقل فرشتوں کی جسے دیکھ کے رم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

ہے کلام ایزد علام کا سرچشمۂ نور
تھا تلفظ سے ترا لفظوں سے مسطور
شرف لطف و ہدایت سے سراسر معمور
ذات پاک تو دریں ملک عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبان عربی

تو شہنشاہ ترا ذرہ ہے خورشید علم
سرنگوں اپنی خطا سے ہوں میں مانند قلم
تیرے اکرام کا آوازہ دو عالم میں علم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

کاسہ سرشار ترے فیض سے بھرا انور
ہوں کشاکش سے غم دہر کے میں خستہ جگر
بہرور در سے ترے حور و ملک جن و بشر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

نزہت خلق سے ہیں تازہ ترے گلشن ملت
ہے پری کون و مکاں سے ترے جائے گلگشت
تیرے جلوے ہی سے پرنور ہوا عرش کا
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

التفات آپکا ہو جس پہ وہ ہے فخر انام
دیر ایک باغچہ ہے آپ سحاب اکرام
بادشاہوں کا پسندیدہ ہو مقبول تمام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

دل مضطر سے نہیں ہوتی جدا مضطربی
آپکے دست مبارک میں شفا ہے میری
آپ دکھلا دیں مگر صورت مطلوب ہی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

خمسہ بر غزل استاد ذوق صاحب علیہ الرحمۃ

طوفِ حرم کے واسطے وہ لوگ جا چکے ۔ کوئے صنم کو کعبہ جو اپنا بنا چکے
استاد ذوق پہلے ہی ناصح جتا چکے ۔ جو دل قمار خانے میں بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

مجھ منتظر کو دیکھ کے رنجور پر تعجب ۔ فرمایا آج آئینگے ملنے کو وقتِ شب
کمبختیِ نصیب نے ہے کیا غضب ۔ یاد آیا بہانہ کہ آپکا وعدہ نہیں تو کب
جب رات کو وہ پاؤں میں مہندی لگا چکے

ہو کر شہید خاک پہ جس جس نے جان دی ۔ اونکو کفن کی واقعی پروا نہیں رہی
مدفون یوہیں کر دے کہ ہیں پاک وہ سبھی ۔ حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی
قاتل وہ تیرے ہاتھ سے خوں میں نہا چکے

ناوک فگن کو پا کے خوشی میں یہ کہا ۔ ہم نے تمہارے قتل میں کیا کیا نہ دکھ سہا
ملتا نہیں ہے تیر زنی سے یہ خرخشا ۔ کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی ایک لگا
قصہ تمام عمر کا اے پُر جفا چکے

جب زندہ تھے تو عیش میسر تھا سب ہمیں ۔ مرنے کے بعد آئی ہیں یہ مشکلیں و دقتیں
ہے ہے ہمیں لگاتے ہیں سب آ کے ٹھوکریں ۔ اب خاک کے ہیں ڈھیر تو کیا اس خرابے میں
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اڑا چکے

اتنے ہوئے ہیں عشق کی منزل میں راہ رو ۔ سر پر رکھا ہے الفتِ خوباں کے بوجھ کو
پوچھے گا کوئی ہم سے تو کہہ دیں گے دوستو ۔ جبتک کہ سر ہے ساتھ ہے یہ سر ہو سو ہو
ہم اپنے سر پہ بارِ محبت اٹھا چکے

انکار تیرے حکم سے ہے ہم کو کس زباں ۔ تو زہر بھی جو دیگا تو پی لینگے بیگماں
تیری خوشی میں ہم بھی ہیں خوش اور شادماں ۔ زہر آب ہی پیالہ تو کر لینگے نوشِ جاں
ساقی پیالہ موہنہ سے ہم اپنے لگا چکے

ثابت قدم ہے سوزِ محبت میں اتنا دل ۔ اُف تک نہ کی ہے آتشِ الفت سے مضمحل

کیا تاب جلے خاک ہیں آخر لیا ہے دل　　باز آ یاد ہی بہنے سے نہ آتش رخوں کے دل
سو بار آبلہ اسے آنکہیں دکہا چلے

بازار حسن وعشق میں یا یوں میرے روبرو　　اک دل فروش کہتا تہا لو دل کو شعلہ رو
جب مشتری ہوا تو یہ کی اوسنے گفتگو　　کیا مجہہ سے قیمت دل و جاں پوچہتا ہے تو
دونوں ہیں اک نگاہ پہ اے دلربا چلے

کرتا ہے مجہہ پہ ظلم وہ ہر دم نیا نیا　　اک حشر تازہ جس سے کہ ہر وقت ہے بپا
ناچار ہو کے میں نے کہا اوس سے دلربا　　اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چلے

پہنچی انہیں رقیبوں سے کیا جانے کیا ہی کی　　بے طور اونکو ہو گئی ہم سے جو لے رہی
ہر وقت اسلیے مجہے تشویش ہے یہی　　کیا خط میں مدعا لکہوں اپنا کہ مدعی
پہلے ہی اونکو میری طرف سے بڑہا چلے

مضطر کو پارسائی میں کچہہ ہی ہوا نہ ذوق　　پہر فائدہ ہے کیا کہ جو تسبیح سے ہے شوق
زنار پہنو توڑ دو یہ بندگی کا طوق　　میخوار رو آج خوب چلو میکدے کو ذوق
چہوڑو کہیں وظیفہ بہت بڑبڑا چلے

[illegible] دام ظلہ استاد مؤلف

دیوان صفا

دانا جو ہیں مغرور وہ اکثر نہیں ہوتے　　پر بغض و حسد مصحف و داور نہیں ہوتے
کچہہ عجز سے بے قدر ہنرور نہیں ہوتے　　گم خاک سے آئینہ کے جوہر نہیں ہوتے
جو صاف طبیعت ہیں مکدر نہیں ہوتے

کیا مونہہ ہے جو ایڑی سے تری حسن میں بڑہجائیں　　جوں نعل خجل ہوں تری ایڑی سے بڑہجائیں
اور دیکہلیں تجکو تو وہ صلوات ہی پڑہجائیں　　گو شمس و قمر لاکہہ طرح چرخ پہ چڑہ جائیں
پر تیرے کف پا کے برابر نہیں ہوتے

میں دیکہہ چکا حال بہت سیم تنوں کا　　اک عمر رہا شیفتہ شیریں سخنوں کا

اور کر چکا نظارہ بھی غنچہ دہنوں کا
جو نشو و نما ہند میں ہے گلبدنوں کا
پیدا کہیں اس طرح کے دلبر نہیں ہوتے

ہے ابروئے قاتل کے عجب چال چھبیلی
سر اپنا جھکاتا ہے ہو کیسا ہی دلیلی
اور غمزہ و عشوے کی بھی ہے طرز رنگیلی
اور اسکی صف مژگاں میں جو ہے نوک نکیلی
ایسے کہیں خنجر کہیں نشتر نہیں ہوتے

ہوا ایسے گرفتار تو پھر کیا ہے تڑپنا
بے فائدہ ہوگا ترے حق میں یہ پھڑکنا
اور کس لیے ہر روز ہے یوں جی کا دھڑکنا
اے مرغ دل اس زلف میں پھنس کر نہ پھڑکنا
قیدی کبھی اس دام کے مضطر نہیں ہوتے

لکھے ہیں منجم نے مجھے ہاتھوں پہ گن گن
تو چاہتا ہے جو سو وہ ہرگز نہیں ممکن
ہیں شوخی طالع سے بہت سخت تر دن
ہو یار بھی ساقی بھی شب ماہ بھی لیکن
قسمت سے یہ دن ہائے میسر نہیں ہوتے

ہیں یہ جو حسیں کر نہ محبت تو اب ان سے
مقصود ترا ہم کا ہے مضطر سبب ان سے
بیداد ہے عشاق پہ ہر دم غضب ان سے
اے شور نہ کر مہر و محبت طلب ان سے
یہ شیوے تو بیدردوں میں اکثر نہیں ہوتے

رباعیات

حمد ایزد کبریا کی لکھیے مضطر
رہیے انہیں دو خیال میں مست مدام
مدحت شہ دوسرا کی لکھیے مضطر
یکسر نفی ماسوا کی لکھیے مضطر

دیگر

ہے قاضی حاجات خدا تیری ذات
صدقہ حسنین کا مجھے ہو حاصل
کر مری بھی تو اب تلافی ما فات
دنیا میں دلی مراد عقبیٰ میں نجات

دیگر

ہیں افضل اصحاب پیمبر صدیق
منکر ان کا ہے [illegible]
محبوب حبیب رب اکبر صدیق
ان دیں کے [illegible] ہیں نیر صدیق

دیگر

فاروق کہ ہیں فارق حق و باطل	اون سے ہے ہوئی دین کو طاقت حاصل
خاتم ہے تتمۂ نبوت کے لئے	اللہ اللہ وہ حامی دین عادل

دیگر

ہیں صاحب نورین غنی و سجادہ	وہ جامع آیات کلام اللہ
منکر اونکا ہے لعین مثل شیطان	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

مشتق ہے علی کا نام نام حق سے	روشن ہے صفت اونکی کلام حق سے
پیدا ہوئے خانۂ خدا میں واللہ	چمکا ہے یہ آفتاب بام حق سے

دیگر

ہے دین محمدی میں نعمت ثقلین	قرآن معظم حسن ثم حسین
ہیں دونوں مساوی الکرامت لیکن	ساکت فرقان اور ناطق حسنین

دیگر

اعلام کو دین کے ابھارا کس نے	اسلام کیا خود آشکارا کس نے
اک گوشہ میں مخفی تھے صحابہ جسدم	ہاں بام پہ نام حق پکارا کس نے

دیگر

وہ جلوۂ نور کبریا ہے مضطر	شعلہ وش صاعقہ ادا ہے مضطر
تاخوگر جلوہ ہو طبیعت تیری	ملتا ہے جو دیر کر بجا ہے مضطر

دیگر

مضطر کی دعا قبول اے رب ودود	یعنی اوسے بخش اپنے عرفاں کا شہود
دلبر سے اٹھا دے یہ دوئی کا پردہ	ہو منکشف جلوۂ توحید وجود

دیگر

اوس شمع پہ مری جان پروانہ ہوئی	جسکی کبھی جانبازوں کو پروا نہ ہوئی

میں آتش غم سے خاک جلکر کے ہوا
دلکی اوسکی گرہ پر وا نہ ہولی

دیگر

ہے آل نبی کی محبت وہ دولت راہ
جس سے ہو حصول قرب درگاہ الہ
شیطاں کے موافق ہے مخالف اونکا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

قربانی ہے ہرزہ جاں جاناں نہ مجھے
دلدادۂ صادق اوسنے جانا نہ مجھے
بیتابی دل سے اوسکے در پر ہیں
نہ مضطر بانہ ہتا جانا نہ سمجھے

دیگر

کہتے ہیں کہ پھر فصل بہار آئی ہے
بلبل رخ گل پہ بیقرار آئی ہے
دل ریش کو کیا نشاط گل اوسکے لیے
لالہ کی بہار داغدار آئی ہے

دیگر

نہ خواہش عیش وعزو تمکیں مجھکو
نے کاہش رنج وذل توہیں مجھکو
کچھ دور نہیں جو ہوں بخوں میں فرہاد کے پاس
ہے ہجر میں تلخ جان شیریں مجھکو

دیگر

سر کھونے میں اونکے خوش مذاقی پائی
مدہوشی میں ہوشیاری ساقی پائی
بے رنج خمار کب ملے مئے کا سرور
خود ہو کے فنا دولت باقی پائی

دیگر

دل جمع صدگونہ پریشانی ہے
کسکی سر زلف کا یہ زندانی ہے
ایجاد نقوش تازہ کرتا ہے سدا
صورت کدۂ وہم کا یہہ بانی ہے

قصائد

قصیدہ در مدح حیدر کرار شاہ ذوالفقار اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اوس ندیم حق کی مدحت ہے عبادت ابتشار
لکھ سکتا ہی کہیں جسکو رسول نامدار

آیت یوفون بالنذر اوسکے بابِ وصف کا … ایک گل ہے جسپہ قرباں ہشت جنت کی بہار
کر ذرا من کنت مولا کی حقیقت پر نظر … یعنی ہے ہر اہل ایماں کا وہ مولا باوقار
جنت الفردوس معنی کی فضا ہو تو فدا … اوس کلام پاک کے راقم پہ تا روز شمار

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ساقی کوثر امیر المومنین مولا علی … فاتح خیبر امین الانجبین مولا علی
علم حق کے ہیں مدینہ حضرت خیر الرسل … اس مدینے کے ہیں باب آیا لیقین مولا علی
کیوں نہ ہو کل کائنات اونکے ہی قبضہ میں کہیں … خانہ زاد بیت رب العالمین مولا علی
مدح ممدوح خدا کب ہو مگر ہیں یہ کہوں … تا کہ خوش ہووے شہ دنیا و دیں مولا علی

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

آپکا دام کرم ہے حلقہ دار اولیا … کیوں نہ ہو عنقائی یکتائے شکار اولیا
آپکے در کے گدا یا شاہ سب ہیں۔ کیوں نہ ہو … لطف و رحمت جانب حق سے نثار اولیا
ہے توجہ سے تمہارے یہ حصول ارتفاع … عرش پر ہے رایت شان وقار اولیا
کیوں نہ ہو ہر ایک ولی مشکلکشا کام خلق … ورد ہے اس شعر کا مقصود کار اولیا

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ہے تمہارے فیض سے ابرار کا سرشار جام … ہے تمہارے ہاتھ میں قرب ولایت کی زمام
نام سے کرتے ہیں استظہار ہر دم آپکے … غوث ہوں یا قطب یا ابدال ہووے یا امام
ہو بصیرت جسکو باطن کی وہی جانے کہ ہاں … ظاہر و باطن کی کیونکر آپسے چلتے ہیں کام
دیکھکر جوہر شجاعت کا تمہارے حملہ سے … تھا احد کے معرکے میں یہ فرشتوں کا کلام

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ہے شجاعت سے سخاوت آپکی مشہور تر — جیبِ دامانِ مسائلیں تم سے ہے لبریز بر
تم گدا کو اک نظر سے کرتے ہو شاہِ جہاں — اللہ اللہ قدرتِ فیضانِ معنی اسقدر
قلعہ گمراہی و بندِ خودی میں ہوں میں قید — قاطعِ خیبر خدا را لیجیو میری خبر
ہو نہیں اک خاطرِ شکستہ بینوائے ناتواں — تم شہِ مشکلکشا حاجت روا سے ہر بشر

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

شاہِ مقصود کی فرقت سے ہو نہیں جاں بلب — القتالِ موم و آتش ہے جگر اور یہ لقب
جوشِ استیلائی یاس فرطِ استغنا یا — چارہ گر مفقود و طالع وارگوں حالِ عجب
اپنے حرماں سے کفِ افسوس ملتا ہوں کہ حیف — ساقیِ کوثر کا بندہ تشنہ لب یوں ہے غضب
ایسی مشکل میں مدد ہے کارِ مردانِ خدا — تم ہو مردانِ خدا کے بادشاہِ خوش لقب

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ہووے مضطر کی گذارش بندگانہ مستجاب — یعنی ہو دربارِ عالی سے ہمیشہ کامیاب
دل قیودِ ماسوا سے فارغ و آزادِ کل — دیدۂ محوِ التذاذِ جلوہ ہای بے نقاب
جان و تن ہو سایہ پروردِ لوائے حیدری — حشر کے دن جب سوا نیزہ پہ ہووے آفتاب
وردِ اس مطلع سے ہے مجکو اجابت کی امید — مژدہ مقبولیت یا شاہِ دیں دیجے شتاب

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

خمسہ در مدحِ مقدس حضرت قطبِ ربانی محبوبِ سبحانی شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بخت سے کیونکر ہوں نیت پذیر — پائی توفیقِ مدح بے نظیر
ہے سروشِ غیب کی دلکش نوا — کلک کے اس مدح لکھنے میں صفیر
اولیا کی پشت پر جس کا قدم — از دیادِ قربِ حق میں ہے ظہیر
عرضِ مطلب کر یہاں اے بادب — جیسے شاہنشاہ کے آگے فقیر

یا غیاث المومنین غوث کبیر
دست این افتادہ بیچارہ گیر

وہ ہیں محبوب خدا اور اونکا نام — ورد ہے خاصان حق کا صبح و شام
خاک در پر اونکی لپٹے دست عجز — بخشتا ہے قدرت تحصیل کام
آستاں پر اونکے جو ہو جبہ سا — پہونچے اوسکا عرش پر پہلا ہی گام
تشنگی میں عرض کرائے تشنہ لب — تاکہ بخشیں لطف سے کاسہ کرام

یا غیاث المومنین غوث کبیر
دست این افتادہ بیچارہ گیر

شاہ مشرق و مغرب ملک معنوی — صاحب سر کمالات نبی
مورث مخزونہ نور ازل — وارث گنجینہ فیض علی
دافع اندوہ محرومی و غم — محرمیت بخش اسرار خفی
وہ کہ اوسکی پیشگاہ عرض میں — اولیا ہیں باادب سب مستدعی

یا غیاث المومنین غوث کبیر
دست این افتادہ بیچارہ گیر

رہنمائے ہادیان راہ حق — پیشوائے واصلان راہ حق
غوث اعظم فخر عالم شاہ دیں — سرفراز عارفان راہ حق
شان سے اونکے عیاں شان خدا — نقش پا اونکا نشان راہ حق
کسب فیض اون سے کیا کرتے ہیں کل — بڑھکے اسکو طالبان راہ حق

یا غیاث المومنین غوث کبیر
دست این افتادہ بیچارہ گیر

اہل علم اولین و آخریں — عارفوں میں دوسرا اونسا نہیں
آپکے جلوے سے ہے پرتو فشاں — عرش سے لیکر کے تا فرش زمیں
آپکے کوچے سے پائی ہے نسیم — کیوں نہو دلچسپ فردوس بریں

میں فدائی آپکا کب تک رہوں — اپنے یوں مطلب سے محروم و حزیں

یا غیاث المومنیں غوث کبیر
دست این افتادۂ بیچارہ گیر

میں ہوں بس طوفانِ غم سے دل اداس — ہے بس اسے نوح طریقت تیری آس
کشتی غرقابہ افتادہ مری — ساحل مقصود تک پہنچا تو پاس
تم تو ہو مصباحِ مشکوٰۃِ خدا — بخشو مجھکو دستگاہِ اقتباس
مجھکو ملجائے وہ گلزار امید — جس سے پائے دل کا خار یاس

یا غیاث المومنیں غوث کبیر
دست این افتادۂ بیچارہ گیر

مضطرِ بیدل کی عرض التجا — صدقۂ محبوبیت سلطان ذرا
ہند اور بغداد ہے یکساں اگر — التفاتِ شاہ ہے سوئے گدا
صدقہ اوس مقبولیت کا جس سے ہے — اختصاص قرب درگاہِ خدا
صدقۂ قطبیت و فیضانِ حق — صدقۂ خوشنودی آل عبا

یا غیاث المومنیں غوث کبیر
دست این افتادۂ بیچارہ گیر

قصیدہ در مدح حضرت خواجۂ خواجگان شہنشاہ ہندوستان امام العارفین سلطان معین الدین چشتی والی اجمیر قدس اللہ سرہ

ابلِ حسرت پرست جلوۂ روئے نگار — برق با حافظت کی طرح تیور ابھر بیں بیقرار
گرچہ اس دولت کے سب مخفی ہیں اسباب حصول — گرچہ اس عظمت کے ہیں ہو گو صدائع آشکار
گرچہ ہے تو کاہ اور سیہ رو مانند کوہ — گرچہ تو ہے مشت خس اور سیل الم کان شرار
گرچہ ہے اندوہ ناکامی وہ آتش جس سے ہو — پانی پانی سفت طبقہ یا وہ ہو شرمندہ وار
گرچہ ہے محرومی مقصد وہ طوفانِ بلا — جس سے کالعہن منفوش اصل صدکوہ وقار
پھر نہ ہو مایوس اتنا جس سے چھوٹے ہاتھ سے — وعدۂ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کی مہار

تجھی دریا دلی سے کیوں ہوں سست عقا
محض حرماں کے تصورسے ہوا ہے یوں ترا
جہد کر وجدان مطلب ہیں کہ ہے بس معتبر
ناتوانی سے اگر بے جہد ہے چاہیے کہ لے
کر مہیا حسنِ اخلاص و ادب کا ساز و برگ
چل درِ دولت پہ شاہِ اولیا اللہ کے
وہ شہنشاہ اقلیمِ حقیقت دیں پناہ
خواجگان خواجہ معین الدین امام العارفین
قبلۂ اربابِ معنی فائضِ قربِ خدا
بانیِ ایوانِ وحدت قاطعِ بنیانِ شرک
پیشوائے پیشوایان مقتدائے عارفاں
کاشفِ سترِ ہویت مالکِ ملکِ ابد
کارفرمائے تمام ابدال و اوتادِ جہاں
شارحِ متنِ ہدایت ماتنِ شرحِ نجات
فاتحِ بابِ ولایت قاسمِ فیضِ بطون
والیِ بے وارثاں شادی فزا اندوہ کا
دستگیرِ بیکساں و دردمند سینہ ریش
اوسکا دروازہ بابِ قدسیانِ پاک زاد
بادشاہِ ہفت کشور اوسکی دہلی کا فقیر
موردِ انوارِ رحمت مجلسِ اوسکے ذکر کی
لامکاں اک قطعۂ میداں اوسکے جولانگاہ کا
تشنہ لب آبِ حیاتِ جاوداں کا اسکے خضر
سرمۂ بی بیصر اوسکے فرش کاشانے کی خاک

یعنی درماں کا یہ عقبا یہ سمجھا ہے قرار
دیدۂ حیرت کا وطن اور سینۂ حسرت کا مزار
لیس الانسان الا ما سعی کا اشتہار
گلشنِ امید سے گل جلد بے تشویش چار
کر مزینِ صدق سوزِ خاکساری کا شعار
ارمغانِ جان بر لب آمدہ کر کر نثار
نام ہے جسکے بنائے حصنِ دیں بے استوار
خاصۂ خاصانِ دربارِ رسولِ کردگار
کعبۂ اصحابِ باطن عمروئے بہم کبار
ماحیِ آثارِ بدعت حامیِ سنت دقار
رہنمائے طالبانِ راہِ وصلِ کردگار
حاجبِ سرا ازل سلطانِ عالی اقتدار
حکمرانِ سائرِ اقطاب و الا اختیار
ماہرِ عہدِ شفاعت یا دلِ حاجت برار
ناشرِ اسبابِ نافع و دافعِ وجہِ ضرار
خواجۂ مسکیں نواز انعام بارِ اکرام کار
چارہ سازِ از وطن افتادگانِ دلفگار
اوسکا وہ روضہ مطافِ عرشیانِ قدسِ کار
روشناسِ ہفت اختر اوسکے در کا خاکسار
فائز المقصود اوسکے اسم کا اشغال وار
اوسکے کوچہ کی نظارت ہفت جنت کی بہار
قلزمِ معنی کا الماس اوسکے اک کشتی کنار
جامِ پی لبریز لب ور کاوہ اوسکا آئینا

درس امورِ علومِ اولین و آخرین ❊ مدرسہ کا ابجدی اوسکے مکلف بے شمار
شرح فرمائے کتابِ سرِ ما کان و یکون ❊ فائز اوس مکتب کا طفلِ لوحِ ابجد درکنار
اوسکی بزمِ فیض میں ہے دورِ اشغال مدام ❊ جسکی مستی ہے بقا بعد فنا فی اللہ خمار
عالمِ لاہوت کی سیر اوسکے برزخ کا خیال ❊ پر نصیب اوسکو ہو آئینہ جسکا زنگ بار
سیر فی اللہ اوسکی ادنیٰ آستاں گیریکا فیض ❊ پر اوسے حاصل ہوا جسکا ازل میں بخت یار
قلب کے تطہیر سو عن ماسوی اللہ حصول ❊ ہو شمولِ عاطفت کا اوسکے جسکو افتخار
اذا اتم الفقر کی تاجِ سعادت کے گہر ❊ خاکپائے پاک پر اوسکے مریدوں کے نثار
بعدِ رحلت غیب سے یوں مات فی حب اللہ ❊ عارفوں میں سے ہوا کسکے جبیں پر آشکار
اوسکی لاتحصی کراماتِ صریحہ کو گنے ❊ ابرِ نیساں کی کرے جو کوئی قطروں کو شمار
تا زمین فلک کیا کر سکے خاکی نہاد ❊ کون ممدوحِ خدا کا ہو سکے مدحت نگار
اے بساطِ لطفِ حق کے صدر کی بالانشین ❊ اے مقدس بارگاہِ کبریا کے پیش کار
صدقہ اوس قربِ حقیقی کا کہ جو ثابت ہوا ❊ آیت فی مقعد صدق سے عند الاعتبار
صدقہ اوس رو نعیم دائمی کے ذوق کا ❊ ان الابرار لفی نعمت ہوا جسکا مشار
صدقہ اوس مقبولیت کا جو بہنگام دعا ❊ جنبشِ لب کو اجابت کا رہی ہے انتظار
صدقہ اوس جامِ سقیہم ربہم کے دور کا ❊ کبریائی دست جسکا ساقیِ فرخندہ کار
کمترین بندگاں ناہر علی مضطر کو دے ❊ اپنی شفقت کی نظر کا اختصاص و افتخار
وہ توجہ کیجیے جو آنِ واحد میں یہ ہو ❊ شاہدِ جاں بخش مقصودِ دلی سے ہمکنار
پھر حوائج کی ہو اجرا میں دشواری کبھی ❊ پھر مطالب کے ہو تحصیل میں کچھ افتقار
وہ نظر فرمائے جو دل کا آئینہ ہو صاف ❊ قابلِ عکس شہودِ ذاتی پروردگار
پھر نہ انجاح مقاصد میں موانع پیش آئیں ❊ پھر نہ اصلاح مفاسد میں ہو دل کو انتشار
ماسوی اللہ کے علائق سے ہو کلی منفرد ❊ محبس ما دون حق سے ہووے کامل رستگار

اس دلِ مضطر کو کیجے اب غلامی میں قبول
تا ظہورِ انقطاعِ رشتۂ لیل و نہار

مسدس درمدح حضرت بوعلی قلندر صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

سرحق شد هر که زینسان منجلی هیں اگر رحمت ندارد اعولی		فیض روحانی که بر بود از علی تا که گردد بر تو این مخفی جلی

بر در حق بنده آمد هر ولی
شاه شرف الدین قلندر بوعلی

کرلئے ہیں دنیا اولی الابصار ترک دیکھ کچھ کرکے تعصب یار ترک		ہے مراتب کا مگر دشوار ترک کسکے سر پر ہے کلاہ چار ترک

بر در حق بنده آمد هر ولی
شاه شرف الدین قلندر بوعلی

لعل شہباز قلندر شیر گیر سمجھے اپنے شیر گیری کو حقیر		دیکھکر دیوار چلتی مثل شیر چلدیئے کہکر یہ قول بے نظیر

بر در حق بنده آمد هر ولی
شاه شرف الدین قلندر بوعلی

جملہ اہل جاہ عالی اولیا پر بجز اس شمس اوج کبریا		ہیں نجوم آسمان ابتدا کس کی تاریخ ولادت ہے خدا

بر در حق بنده آمد هر ولی
شاه شرف الدین قلندر بوعلی

ادعائی عشق موسے کا خروش صاعقہ سال لیگئے موسے کے ہوش		سنکے اونکی روح کو آیا یہ جوش پوچھا ہے یہ کون یوں بولا سروش

بر در حق بنده آمد هر ولی
شاه شرف الدین قلندر بوعلی

جسقدر اقطاب یا ابدال ہیں سب جھکائے یہاں سر اقبال ہیں		جملہ راہ حق کی جانب دال ہیں شغل سے اسکے ورد سے خوشحال ہیں

بر در حق بندہ آمد ہر دلے
شاہ شرف الدین قلندر بو علی

تم ہو بخشے میں ہوں مضطر تشنہ کام — بخشو شاہا وصل حق کی مے کا جام
تا بہ آدیں میری امیدیں تمام — ہے وظیفہ میرا بس یہ صبح و شام

بر در حق بندہ آمد ہر دلی
شاہ شرف الدین قلندر بو علی

قصیدہ در مدح حضرت عبد اللہ صاحب معروف امام ناصر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ روضہ مبارکش بہ قصبہ سونی پت ضلع دہلی تجلیات

فکر مدح شاہ میں اے خامہ تیرا سر جھکا — یہ سعادت چشم بد دور آفریں صد مرحبا
یہ تری جنبش ہے یا موج لطیف سلسبیل — یہ تری رفتار ہے یا کبک باغ خلد کا
ہے صریر آواز بازوئے ہما کا اہتزاز — ہے سواد حرف چشم حور جنت سرمہ سا
کیوں نہو مدحت طرازی روح بخش ہر شاہ کی — آستاں پر جسکے ماہ آسماں ہو جبہ سا
جسکا پایا شیر حق مولا امیر المومنین — جسکا جد خیر الوریٰ الشمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
حامی اسلام دین و ماحی کفر و نفاق — ناصر الدین قبلہ پاکاں امام اولیا
گلبن خلق نبی و جوہر تیغ علی — صدر دیوان شہادت فخر میدان وغا
آیت تطہیر کا یا لور شہ مالک بے شریک — نور شمع دودمان طاہر آل عبا
شہسوار عرصۂ آں جاہدو من مشرکین — تاجدار ملک بل احیا لقرآن خدا
دوش پر نصرت گزیں نصر من اللہ کی ہمہ — ہاتھ میں رونق فزا انا فتحنا کا لوا
تیغ براں میں نمایاں جوہر قہر الٰہ — تیر برجستہ کی ہمراہی میں پیغام قضا
اوسکے مخزن کی صفت ہے کنت کنزاً مخفیاً — اوسکے لشکر کے جنوداً لم تروہا ہے ثنا

مدح خاص

ای شہنشاہ کریم ابن الکریم ابن الکریم — ای ندیم حضرت دار الجلال کبریا
ہیں غریب خستہ خاطر تم جواد کام بخش — تشنہ لب ہیں آپ ہیں بحر کرم ابر سخا

دعی ہو سائل کو کریم اوس کی تمنا سے زیادہ
ہاں یہی ہے جوش ازم کرم کا مقتضا

رحمۃ اللعالمین کے تحت دل مقبول حق
میری تم سے التجا اور آپ کی حق سے دعا

اپنے جاہ قرب و مقبولی کے صدقہ سے مجھے
منزل مقصود پر پہونچاؤ ازراہ صفا

بندہ پرور کیجے خستہ نوازی میں نہ دیر
ہیں ہوں مضطر تم جہاں کے قبلۂ حاجت روا

اک نظر فرمائیے تا پاؤں ہیں غم سے نجات
دستگیری کیجیے تا بر آئے دلکا میرے مدعا

دست قدرت میں ہے تیرے ذوالفقار حیدری
دشمن ناحق طلب کی دیجیے گردن جھکا

نالہ تا ہر علی مضطر کا سنئیے یا امام
بہر حضرت مصطفےٰ و مرتضےٰ بہر خدا

غزل در مدح حضرت ضیاء الدین احمد صاحب سبزواری مقبول بارگاہ باری کہ برکت روضۂ مبارکش قصبہ گوہانہ ہمہ صفت یگانہ مشہور زمانہ شدہ است

ثنا خواں ہوں ضیاء الدین احمد سبزواری کا
کہ جس کے فیض کا چشمہ ہے دریاں بیقراری کا

لب دریا ترا پر نور روضہ جیسے دیکھا ہے
سما یا ہے مری آنکھوں میں عالم جلوہ داری کا

شہا قدموں کی برکت سے تمہارے یہ گوہانہ بھی
نمونہ باغ عالم میں ہے فردوس بہاری کا

ہوئے ہیں کامیاب ایسا ہزاروں حاجتیں حاجت
در دولت پہ گویا باب ہے مقصد برآری کا

خدا کے خاص ہو تم اور خصوصیت سے ہے تم نے
گدا اگر کو دلایا حق سے رتبہ شہریاری کا

میں بحر غم میں ڈوبا ہوں بچاؤ مجکو بھی شاہا
کہ اب یہ وقت مجھ عاصی پہ ہے امداد یاری کا

مجھے ہر وقت آئے حضرت بدولت بخت وارثوں کے
پئے ہر کار ملتا ہے نتیجہ شرمساری کا

بچاؤ ہر بلا سے مجکو اے بحر کرم ورنہ
زمیں ہے مدعی خواہاں فلک ہے میری خواری کا

شرف بخشو زیارت سے کہ میری چشم گریاں کو
ہمیشہ ورد ہے اس آرزو میں اشکباری کا

یقیں ہے اب کوئی دم میں مرادیں دلکی حاصل ہوں
کہ ہے ابر کرم مضطر پہ چھایا رب باری کا

غزل در مدح حضرت سلطان شاہ فرخ حسینی والی ہرات سرور شہیدان مقبول بارگاہ ایزد منان کہ روضۂ مبارکش اندرون قصبہ گوہانہ ضلع رہتک وطن مؤلف دیوان ہذا تجلیات

وردِ دل ہر بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
نام کو ہر بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین

مشک و عنبر عطر کی سبھی مہک سے ہیں کل — وہ حسیں گلزار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
صبح سا ہو کر ملائک در پہ جھکتے ہیں یہی — واہ کیا دربار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
آپکے پہلو کی مسجد مسجد اقصیٰ سے بھی — خوشنما بسیار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
فیض کے چشمہ کا تیرے چشمہ کوثر سے بھی — آب لذت دار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
نخل برگد آپکا یہ نخل طوبیٰ سے کہیں — طرفہ سایہ دار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
کر دیا کوشش سے اپنے ہند کو دار السلام — اک بڑا دیندار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
لاتعد جود و کرم دستِ مبارک سے ترے — ہر گدا زردار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
ہیں معاون آپ سبکے پھر یہ فرماؤ کہ کیوں — میرا مطلب بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
مقصدِ دل میرا سب ہے آشکارا آپ پر — عرض کیا درکار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
ہے زباں زد عام کو یہ ذات والا کا لقب — کاشفِ اسرار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
لو خبر جلدی غرض یہ چرخ ورنہ دم بدم — در پئے آزار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
محوِ دیدارِ جمالِ پاک ہوں ہر دم مرے — چشم نرگس وار ہے سلطان شاہ فرخ حسین

گر ہو مضطر پر نگاہِ لطف بحرِ غم سے پھر
چلیں کھیوا پار ہے سلطان شاہ فرخ حسین

قصیدہ در مدح بادشاہ وقت در بیان تہنیت جشن جلسہ خطاب قیصر ہند حضور ملکہ معظمہ امپریس وکٹوریا دام اقبالہا و سلطنتہا۔

فیض سے تیرے اے نسیم بہار — سطح گیتی ہے سر بسر گلزار
چرخ تکتا ہے باہزاراں چشم — گل روئے زمیں کو بلبل وار
حیرت جلوہ سے ثوابت سال — آج ساکن ہیں جو کہ تھے سیار
آج ہر ذرہ مشت خاک کا ہے — رو کش آفتاب پہ انوار
مرحبا جوش عیش و لطف و سرور — آفریں جشن فرخی آثار
کیوں نہو آج عام نزہت دل — کیوں نہ ہو آج خاص عیش و بہار
آج وہ دن ہے جس سے گردوں کو — اپنی گردش پہ بس ہیں ناز ہزار

شہ لیتی پناہ قیصر ہند / شاہ شاہان عدل واد شعار
جسکا وکٹوریہ ہے مبارک اسم / دہش و داد جس کا فرخ کار
جشن نوروز ہے اوسی سے یوں / سارے عالم پہ چھا رہی ہے بہار
وہ شہنشاہ امن گستر خلق / جسکا عالم میں مثل ہے دشوار
سایہ عیسی مسیح کا سر پر / رحمت برسے ہے ایزدی انوار
عہد میں اوسکے معدلت کا وفور / معدلت پہ ہے عافیت کا مدار
اک شکن اوسکی دام عقل کا چین / روس مثل خروس اوسکا شکار
دولت و جاہ اوسکے در کے غلام / نصرت و فتح اوسکے خدمتگار
اوسکی فیاضی کا ہے فیض کہ جو / ساغر عیش خلق ہے سرشار
اے رعیت نواز داد پسند / اے جہاندار خلق کے غمخوار
ہیچ کاری سے ہی جو کاہ مثال / تربیت سے ہیں تیرے کوہ وقار
جو تری بندگی سے ہیں آزاد / ہیں گرفتار سختی ادبار
قہر تیرا ہے جان گسار عدو / مہر تیری ہے دوستوں کی یار
کر ہے اونکا حیات سے دل سرد / اور اونکی وہ گرمی بازار
آستانہ ترا مطاف انام / تیرا دربار مطلع انوار
تیرے اوصاف نیک لا تحصے / لکھے تا چند کلک مدح نگار
اس نگارش کو چاہیئے ہے طویل / تا بدامان حشر اک طومار
مدح کو مضطر اب دعا پہ تمام / نکرے گر تو کیا کرے ناچار

تیرا تخت شہنشہی پہ قیام
ہووے تا انقطاع لیل و نہار

قصیدہ دیگر در بیان تہنیت جشن جلسہ جوبلی جلوس بر سریر سلطنت و بر تخت حکومت جناب مستطاب معلی القاب فلک جاہ کیوان بارگاہ بلقیس مرتبت حضور پر نور ملکہ معظمہ قیصر ہند امپرس وکٹوریہ دام اقبالہا و سلطنتہا مرتب کیا گیا

اے نسیم صبح تیرے فیض گل افشاں سے ہاں
ہر طرف پیدا ہوا فصلِ بہاری کا اثر
مثلِ گل دل غنچہ طبعوں کے کہلے ہیں ہر طرف
شاخِ گل پر بلبلیں یوں ہو رہی ہیں نغمہ سنج
سن اٹھارہ سو ستاسی سولہویں ہے فروری
۱۸۸۷ء ۱۶
آج بس پنجاہ سال الطافِ ایزد سے ہوئے
جو کہ ہیں تاریخ داں وہ جانتے ہیں خوب تر
ہے رعیت کو رفاہیت کا ہوچکا نا سبب
ملکِ ہندوستان سارا اونکے ہے زیرِ نگیں
قیصرِ ہند اور شاہِ ملکِ لندن ہیں وہی
قریہ قریہ قصبہ قصبہ ہند کے اضلاع میں
ہر طرف ہر سو ہیا روشنی کی ہے بہار
سنکے بیٹے نام اپنے موجدِ اخلاق کا
فضلِ حق ہو سایہ گستر تیرے سر پر جاوداں
چرخ پر ہے ماہ و خور بھی دور سے ٹوپی اتار
کسکی طاقت ہے جو آئے بر سرِ میداں ترے
عقل اور تدبیر میں ہے بس کہ تو روشن ضمیر
گوئے گردوں ہے ترے اقبال کے چوگاں کا رام
عدل بھی یہانتک ہوا مشہور تیرا دہر میں
وہ ستارہ ہے کہ لایا نذر کو با صد شتاب
سامنے تیرے نہ ٹھیریں رستم و اسفندیار
پرشِ شمشیر کے اوصاف میں کیونکر لکھوں
اور جو اخلاق کی تیرے لکھوں تعریف کچھ

دیدہ کے قابل بیاں ہے آج طرار جہاں
نام کو ڈہونڈی کہیں ملتی نہیں بادِ خزاں
اور عرق ریزی میں شبنم کے ہے سوسن تر زباں
ہے خوشی دلکو ہمارے کیوں نہ ہوویں شادماں
چہارشنبہ کا مبارک دن ہوا ہے یہ عیاں
حضرتِ ملکہ نے لی جب سے حکومت کی عناں
اتنی مدت کب رہا ہے شاہ کوئی حکمراں
جان و دل سے جو دعا دیتی ہے ہر دم ہر زباں
حق رکھے اونکو سلامت باکرامت جاوداں
جنکے حکم و عدل سے روشن ہوا سارا جہاں
جابجا جلسے ہوئے ہیں منعقد با عز و شاں
رشکِ ہندوستان پر کہاتے نہ کیوں باغِ جناں
مطلعِ ثانی کیا فوراً یہی دردِ زباں
مطلعِ دیگر
حضرتِ عیسیٰ کی برکت تجھپہ نازل ہر زماں
روز و شب کرتے ہیں مجرا تجھکو شاہِ کامراں
نام ہی رعب ہے ایسا ترے شاہِ جہاں
روشنی تیری ہوئی ہے مہ سے ماہی تک عیاں
چار دانگِ ہند میں جبسے ہوا تو حکمراں
اشک سے بیتاب ہے زیرِ زمیں نوشیرواں
کشتیِ مہ میں لگا انجم کے گوہر آسماں
سوتے ہیں کافور سنکر نام تیرا پہلواں
کٹتی ہے خامہ کی گویا مدام اسکی زباں
چاہیئے اک عمر اوسکو اتنی فرصت ہے کہاں

گر قبولِ خالقِ اکبر ہوں تو ہے عجب
بادشاہِ ہفت کشور کیا کہوں ہو جے ہمیاں

رحم دل اور با مروت دوسرا جیسا نہیں
مشرق سے تا غرب جنہے چھان ڈالا ہے جہاں

ایک نظر میں کر دیا ادنی کو اعلی فیض سے
ایسے عالی حوصلہ پیدا کہاں ہیں فی زماں

دوستو اپنے تہِ دل سے تمنا ہے یہی
خدمتِ عالی میں معروضہ ہو فدوی کا رواں

بخت یاور ہو تو ہوں صاحب ہمارے مہرباں
وہ جو ہیں دانائے انگلستان نامی یگاں

ڈبلیو ای صاحب پرسر بہادر نیک نام
جنکے نظم و نسق کا شہرہ گیا تا آسماں

یا الہی اونکا رتبہ ہووے افزوں ہر طرح
ہوں گورنر وہ بحکم بادشاہ حکمراں

کر لو مضطراب قصیدہ کو دعا پر اختصار
تا طوالت سے نہ گھبرائیں ہمارے قدرداں

باادب حق سے دعا ناہر علی ہے چاہتا
قبضۂ قدرت میں تیرے آئیں بارہ ٹوپیاں

خیر خواہوں کو تمہارے فتح و نصرت ہو مدام
اور بدخواہوں کو ہر دم ہو شکست خوں فشاں

قصیدہ در مدح اجرٹن صاحب بہادر نواب لفٹنٹ گورنر ممالک احاطۂ پنجاب دام اقبالہ واجلالہ۔ کہ بروقت تشریف بری ولایت مرتب کیا گیا

یہ اک پرتو ہے فیضِ مدحِ نواب گورنر کا
کہ ہے میری قلم کا رشکِ داغِ جبہ قیصر کا

وہ دانائی جہاں آرا کہ جسکے رنگ حشمت سے
ہے تصویرِ زمیں کا گردہ روکش چرخِ اخضر کا

وہ دانائے خرد ایجاد کہ جسکے آگے رکھتا ہے
فلاطوں خم میں حکم مضغہ گشتہ بطنِ مادر کا

نہیں منظور دربانوں کو اوسکے بزم عالی کی
جلالت سے مشابہ اونکے ہو عہدہ سکندر کا

جہانبانِ قدر قدرت اجرٹن صاحب شوکت
کہ جسکے خامہ کا نقطہ مسودہ ہے مقدر کا

مخالف عہد میں اوسکے ہے نقشِ طاقِ گمنامی
نہیں ہیں ساتھ لفظِ خیر کے اب لفظِ بد شر کا

ہوا گردوں بناہا تیرے مقدم کی بشارت سے
یہ خطہ غیرتِ معمورۂ فردوسِ معنبر کا

رعایا کو ترے اکرام سے یوں منزلت حاصل
کہ جیسے ماہ کو ملتا ہے پرتو مہرِ انور کا

مزاجِ سرکشی کے تار ہے اصلاحِ دشمن کی
رکھے ہے ۔۔ خامہ تیرا حق میں اوسکے حکم نشتر کا

وہ محرومِ ازل ہے خیرہ رو سرگشتہ بد باطن
کہ جو شاکر نہ ہووے تیرے لطفِ دیر پرور کا

ترے بخشش سے کچکولِ گدائی کو ترے در پہ
ہے رتبہ ہے کہ ہے غیرت فزا اکلیل قیصر کا

ہوا ہے تیرے عدل و داد گستر سے زمانے میں — غم روباہ آہو کا خزینہ دل غضنفر کا

اثر وہ نام میں تیرے کہ ہے جوش حلاوت سے — ہر اک حرف اوسکا اک تعویذ بازوئے دلاور کا

ترے الطاف کا ممنوں ترے احسان کا خواہاں — سریر آرائے ہفت اقلیم بل سلطان خاور کا

تری مدحت کا مائل کیوں نہو ناصر علی کا دل — کہ یہ اکسیر اعظم کا ہے نسخہ طبع مضطر کا

نگاہ خاص کی امید واثق ہے کہ ہو مجھپر — وہ تیرا لطف گیہاں گیر ہے جیوں نور نیر کا

قصیدہ در مدح جناب مسٹر میکماہن صاحب بہادر کمشنر قسمت حصار کہ جو بروقت تشریف بری ولایت پیش کیا گیا۔

کسب اپنا رکھتی ہے قسمت حصار کی ثانی — کہ جسکے ملک میں دولت کی ہے فراوانی

ہے ذرے ذرے کو اب اوسکے ایسی استغنا — کہ دام نیّر اعظم کو دے درخشانی

یہاں کے طفل نو آموز کو ہے وہ طاقت — کہ ہو ادب وہ پیر حکیم یونانی

کہیں نہ کیوں اسے نزہت میں روکش کشمیر — کہیں نہ کیوں اسے ثروت میں رشک رمانی

کہ فیض تربیت داور فلک رفعت — ہمیشہ رہتا ہے مصروف گوہرافشانی

جناب میکماہن صاحب ہمایوں جاہ — ہمائے اوج شرف بخشی و شرف دانی

سحاب لطف کرم مہر مشرق عزت — سپہر جہان بخشی و جہانبانی

یہ اوسکے عہد میں طاقت بڑہی ضعیفوں کی — کہ مارے مور دم شوکت سلیمانی

جہاں کریں خدم اوسکے اریکہ آرائی — سکندری کو بہی ہو آرزوے دربانی

یہ سرزمین تری تربیت سے داوگرا — غضب ہے گر نہ کرے دعوے گلستانی

پڑا یہ خلق میں آوازہ تیری بخشش کا — کہ جود حاتم طائی ہوا ہے نسیانی

بڑھا نام میں یہ نام عدل کا تیرے — کہ بخشی دیدۂ نوشیرواں کو حیرانی

نہیں ہے قطع خصومت میں حاجت شاہد — یہ زیرکی کا تجہے ہے عطیہ یزدانی

ہے وال داد میں جیسے الف کے راست و چپ — ترے حضور ہے یوں عدل اور ہمہ دانی

ترے خصال حمیدہ کی خوبیوں کا بیان — کرے تمام نہیں ہے یہ تاب انسانی

سفر وطن کا ہے مدِ نظر مبارک ہو — بصد ہزار طرب خیزی و طرب رانی

انبساط وصل جسمانی ہمیں یاراں — عجب ہے نسخہ مقوی قلب روحانی
قدوم سے ترے بلدی ہو بہر مشرق شد — کہ بوستان ہے یہ تو بہار بستانی
ترقیات مدارج ہوں یوں تجھے ہر دم — طواے رکہتے ہیں جوں قطرہ ہائے بارانی
رہے طبیعت احباب شادمانی زا — قلوب اہل حسد مسکن پریشانی
ہوا تو نظم میں نابر علی سپاس گذار — سخن رسی یہ تری ہے مگر سخن رانی
دعا یہ کرتا ہوں ختم سخن کہ ہے کسکو — دماغ و صعف دل مدحت ثنا خوانی
ہمیشہ تا کرے خورشید اپنے پرتو سے — ہر ایک صبح کو عالم کا چہرہ نورانی

رہے تو قیصر ساں اور ترے فیض کے ہو
ہر ایک عام کو اور خاص کو فراوانی

قصیدہ در مدح جناب مسٹر جارج لوکس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع رہتک
جو بروقت تشریف بری ولایت پیش کیا گیا تہا

اوج کیواں پہ ہے اس ضلع کا نجم اقبال — کہ رہا جسکی طرف حاکم عالی کو خیال
اور حاکم بہی وہ ایسا کہ بزیر گردوں — ہوگا ثانی نکوئی اوسکا یقیں ہے فی الحال
شان و شوکت ہے یہ اوسکی کہ فریدوں دارا — فخر کیا اپنا جتائیں کہ نہیں تاب مقال
بخشش جود و کرم اوسکا جو حاتم سن لے — ہووے حاضر وہیں پہیلائے ہوئے دست سوال
اوسکی توصیف سے ہو عہدہ برآئی کیونکر — کہ زبس عجز سے قاصر ہے یہاں طول مقال
ایخداوند نہیں آج زمانے میں کوئی — دانش و داد دہش میں کہ ہو جو تیری مثال
ابر احسان کرم جارج لوکس صاحب — مرجع جاہ و حشم مظہر اجلال و جمال
تیرے اوصاف کی تحریر کا گر قصد کرے — خامۂ عجز رقم کی نہیں ہرگز یہ مجال
شکر الطاف کا تیرے نہیں ہوتا ہے بیاں — لکہتا ہوں میں بہی کچہہ احوال مگر بالاجمال
فیض سے آپکے یہ گلشن رہتک سارا — کیا ہی پہولا ہے پہلا اور ہوا ہے یہ نہال
گوشہ گوشہ میں فضا دیکہئے ہر صنعت کی — کوچہ کوچہ میں نگہہ کرکے صفائی کا کمال
تیری ایجاد طبیعت ہی پہ جاتی ہے نظر — سیر ہی آرائش فطرت ہی پہ دوڑے ہے خیال

خاص گوہانہ کی اب ذکر کروں رونق کا ‏— کہ پرائی ہے نہیں کام ہے اپنے کی سنبھال
بننے جاتا تھا کہ دہلی سے مشابہ لکھوں ‏— کہاں رونق لئے کہ دہلی نہیں اب اسکی مثال
ہوئی تعمیر مکاں حکم سے تیرے جو یہاں ‏— خوشنمائی میں وہ ہیں سارے ارم کی تمثال
وہ شفاخانہ تجدید کا لطف تعمیر ‏— کہ شفا پاکے مریض ہوتے ہیں اس سے خوشحال
اور وہ دروازہ بنا عہد میں تیرے زیبا ‏— جسکو کہتی ہے خرد باب حصول آمال
کیا میں رفعت کا کروں ذکر اگر پیر فلک ‏— دیکھنے آئے تو تلے ہاتھ سے دستار سنبھال
اور وہ نقشہ ہوا بازار کا تجھ سے ایجاد ‏— کہ نظیر اوسکا نہیں روئے زمیں پر فی الحال
اور وہ فرش نظر زیب کہ جسکی خوبی ‏— لکھی جائے نہ اگر لکھے قلم تا صد سال
اور وہ تالاب طرب خیز و سرائے دلکش ‏— وصف اوسکا متعذر صفت اوسکی ہے محال
ہے وہ آئینہ تصویر نمائے عشرت ‏— اور یہ عشرت کہہ اشخاص ہے اور حافظ مال
سڑکیں وہ صاف ہوئیں عہد میں تیرے جس سے ‏— رہروؤں کو نہ ہو قطع منازل میں ملال
پیشیں قصد ولایت کا مبارک ہووے ‏— اقربا اور احبا کی ملاقات و وصال
انتظار آپکے مقدم کا ہمیں یوں ہوگا ‏— منتظر جیسے سخاوت کا رہے اہل سوال
جسطرح اہل ولایت ہوں ترے دید سے خوش ‏— دیکھیں ابرو کو تری صورت تصویر ہلال
اپنی قدرت سے کرے ایزد دادر جلدی ‏— وصل کے خط سے تبدل تری دوری کا ملال
پیشوائی کو چلیں سنکے نوید مقدم ‏— جسطرح کرتا ہے اقبال ترا استقبال

ہے دعائے دل مضطر کہ بفضل باری
تو گورنر ہو ترا رتبہ ہو با جاہ و جلال

بعد اختتام دیوان یہ خیال آیا کہ تیرا دیوان محض بے بنیاد و بے ثبات ہے۔ کل کا کل ہوزن ہزلیات و اہمیات ہے۔ کسطرح مشہور نزدیک و دور ہوگا جبتک کوئی تازی بات نہ ہوگی اسکی اصلا انکشاف حالات نہوگی۔ جب تو ہستی سے عدم کو رواں اے مضطر ہوگا۔ یہ بہی مثال اوراق گنجفہ حوادث روزگار سے ابتر ہوگا۔ یادگار بہی چاہیے اور خوشی ہماری چاہیے تو بروئے رواج ہر وجہ زمانہ تاریخی نام کا سلوار انتخاب میں لانا نہایت فن فرزانہ ہے۔ اسمیں

لغو خیال کرتے ابھی حل مدعا ظاہر اور غائبانہ ہے۔ اپنے دلِ متحمل کی دلیل بے عدیل کو جب میں نے خیال
کیا محنت اور مشقت کا گو یہ کار رہا اور سخت دشوار رہا سہل جانا لغو کہنا مانا اور سیزدہ تا پانزدہ
نقشہ کو ترتیب دی ناظرین پر تمکین ملاحظہ فرماویں اور بد عائی خیر یاد فرماویں۔ آمین ثم آمین
نوشتہ بماند سیہ بر سفید ٭ نویسندہ را نیست فردا امید ٭

نام سنہ	اسم جداگانہ تاریخی جو برو حساب عدد ابجد برآمد ہوتے ہیں ناظرین سنہ مطلوبہ کو کُل میں ملاحظہ فرماویں
سنہ ۱۳۰۰ھ	عشرت الرحمان۔ محمد ولایت علی خاں۔ غلام مصطفیٰ۔
سنہ ۱۳۰۱ھ	محمد مہتاب علی خاں۔ محمد غنی الحسن۔ مستقیم خاں۔
سنہ ۱۳۰۲ھ	لیاقت علی خاں۔ محمد فخر الرحمان۔ محمد ظہیر الدین۔ محمد حاتم علیخاں۔ محمد شفقت الرحمان
سنہ ۱۳۰۳ھ	ظفریاب علی۔ محمد گل شبیر خاں۔
سنہ ۱۳۰۴ھ	محمد شائق علی خاں۔ اختیار محمد۔ غلام کبریا۔
سنہ ۱۳۰۵ھ	محمد نظیر احمد۔ محمد ضمیر الاسلام۔
سنہ ۱۳۰۶ھ	منظور علی۔ تاج بخش۔ ابرار بخش۔
سنہ ۱۳۰۷ھ	اختیار الدین۔ غریب الدین۔
سنہ ۱۳۰۸ھ	ظفر حسین۔ محمد ظفر اللہ۔ مظہر الاسلام۔
سنہ ۱۳۰۹ھ	سرفراز علی خاں۔ محمد نجابت علی خاں۔ ظفر الزماں۔ نظیر الحسن۔ برکت اسمٰعیل خاں۔ محمد ظہار علی
سنہ ۱۳۱۰ھ	محمد سلامت اللہ خاں۔ محمد عنایت اللہ خاں۔ محمد رشید احمد خاں۔ عنایت حسین خاں
سنہ ۱۳۱۱ھ	مشیر علی خاں۔ اختر علی۔ محمد ثبوت علیخاں۔ غلام فیض۔ محمد بیدار بخت۔
سنہ ۱۳۱۲ھ	کرامت خاں۔ ستار خاں۔ عثمان خاں۔ محمد حمایت علیخاں۔ محمد فیض الرحمان
سنہ ۱۳۱۳ھ	غفار بیگ۔ محمد فیاض الرحمان۔ محمد ظہور علی۔ محمد خلافت علی۔ محمد خیرالی۔ راغب علی
سنہ ۱۳۱۴ھ	رنجیت خاں۔ چراغ علی۔ ملحوظ الرحمان۔
سنہ ۱۳۱۵ھ	محمد شہسوار خاں۔ معتمد علی خاں۔ محمد غنی الاسلام۔
سنہ ۱۳۱۶ھ	اتحاد بخش۔
سنہ ۱۳۱۷ھ	روشن علیخاں۔ غفار اللہ۔ تنویر خاں۔ محمد ظہیر علی۔ مرغوب الزماں۔

سنہ ۱۳۱۸ھ	محمد سردار علی خاں۔ افتخار اللہ۔
سنہ ۱۳۱۹ھ	اختر حسن۔ محمد سرور علی خاں۔ مناظر حسین۔
سنہ ۱۳۲۰ھ	محمد ذوالفقار علی۔ تشریف الرحمان۔
سنہ ۱۳۲۱ھ	نعمت علی خاں۔ ناظم الرحمان۔ حیات بخش۔ خلیل خاں۔ نظام الرحمان۔
سنہ ۱۳۲۲ھ	محمد خورشید علی۔ محمد رمضان الحق۔ اعتبار علی۔ غفور اللہ۔ محمد ظہور احسن۔
سنہ ۱۳۲۳ھ	نظیر الاسلام۔ اخضر بیگ۔ کرار بخش۔
سنہ ۱۳۲۴ھ	محمد عاشق علی خاں۔ زبردست خاں۔ سرحبیت خاں۔ تیرانداز خاں۔ منظور حسین۔
سنہ ۱۳۲۵ھ	اعتبار خاں۔ محمد فتح مند خاں۔ محمد بشارت الرحمان۔
سنہ ۱۳۲۶ھ	شرف الدین خاں۔ عطوفت علیخاں۔ محمد شیر جنگ خاں۔ محمد تحمل علیخاں۔ محمد ممتاز علیخاں۔ محمد ظہیر احسن۔
سنہ ۱۳۲۷ھ	مشکور علیخاں۔ ہوشیار علیخاں۔ تونگر خاں۔
سنہ ۱۳۲۸ھ	حفیظ الرحمان۔ محمد اظہار الزماں۔
سنہ ۱۳۲۹ھ	اختر حسین۔ ظفر الحسن۔ محمد فضل الرسول۔
سنہ ۱۳۳۰ھ	مظفر علی۔ محمد ثناء اللہ خاں۔ محمد عزت علیخاں۔ اختر الزماں۔
سنہ ۱۳۳۱ھ	راغب حسین۔ محمد راغب اللہ۔ رضا الرحمان۔
سنہ ۱۳۳۲ھ	محمد فضل الرحمان۔ صفات علی خاں۔ محمد ظہور الزماں۔ راغب الزماں۔
سنہ ۱۳۳۳ھ	محمد افضل الرحمان۔ چراغ الزماں۔ سید محمد عبد الغنی۔
سنہ ۱۳۳۴ھ	غلام ربانی۔ محمد خواہش الرحمان۔ محمد اطاعت علیخاں۔ محمد افضال الرحمان
سنہ ۱۳۳۵ھ	محمد خیرات بیگ۔ افتخار احمد۔ محمد اشفاق علیخاں۔ رحمت اللہ خاں۔ منظور الحق۔ حرمت اللہ خاں
سنہ ۱۳۳۶ھ	مختار الدین۔ محمد اختیار بیگ۔
سنہ ۱۳۳۷	محمد سرور حسین خاں۔ محمد آفتاب علیخاں۔ اعتقاد علیخاں۔ محمد اکتساب علیخاں۔ نجابت حسین۔
سنہ ۱۳۳۸ھ	مظفر حسن۔ محمد ذوالفقار حسین۔ محمد تقویت الرحمان۔
سنہ ۱۳۳۹ھ	محمد نعمت اللہ خاں۔ آغاز الرحمان۔ محمد خیرات اللہ۔
سنہ ۱۳۴۰ھ	رضی الرحمان۔ محمد خورشید حسین۔ فصاحت علیخاں۔ محمد اقرار الدین خاں۔ محمد اختیار اللہ۔

محمد نثار علی خاں - [illegible] الرحمان - نصرت علی خاں - [illegible] الرحمان - محمد خورشید الرحمان - [illegible]	سنہ ۱[illegible]ھ
اشرف علیخاں - محمد ظہور الحق - محمد ذکر الرحمان - دولت بخش -	سنہ ۱۳۴۲ھ
چراغ الحق - محمد ذاکر الرحمان - ظفر الاسلام -	سنہ ۱۳۴۳ھ
محمد ارشاد الدین خاں - محمد تحمل حسین خاں - محمد منظفر بیگ -	سنہ ۱۳۴۴ھ
محمد امانت علی خاں - منظور الحسن -	سنہ ۱۳۴۵ھ
غلام ادریس -	سنہ ۱۳۴۶ھ
محمد مظہر علی - محمد نظیر الدین -	سنہ ۱۳۴۷ھ
مظفر حسین - کرامت اللہ خاں - غازی الرحمان -	سنہ ۱۳۴۸ھ
محمد ارادت خاں - فرحت علی خاں -	سنہ ۱۳۴۹ھ
عظیم الرحمان -	سنہ ۱۳۵۰ھ
رستم خاں - مسرت خاں - محمد خورشید الحق -	سنہ ۱۳۵۱ھ
محمد ظہور الحسن - محمد تاجدار خاں - محمد راحت خاں - محمد رشید الدین خاں -	سنہ ۱۳۵۲ھ
چراغ الحسن - محمد ناظر علی -	سنہ ۱۳۵۳ھ
شتاب خاں - محمد شتاب علیخاں - محمد تہور خاں - محمد نشاط بخش -	سنہ ۱۳۵۴ھ
محمد اقرار علی خاں - تصدق علی خاں -	سنہ ۱۳۵۵ھ
ہشت خاں - محمد ظہیر الحسن -	سنہ ۱۳۵۶ھ
خلیل اللہ خاں - اقتدار خاں - توفیق علی خاں - محمد اختیار احمد -	سنہ ۱۳۵۷ھ
محمد ارشد علی خاں - مرغوب علی -	سنہ ۱۳۵۸ھ
محمد ارشاد علی خاں - محمد مسرور علیخاں - محمد منتجاب علیخاں - منظور الاسلام -	سنہ ۱۳۵۹ھ
اشرف حسین خاں - محمد ظہیر الاسلام -	سنہ ۱۳۶۰ھ
حمایت بخش - محمد لحاظ الرحمان - محمد خورشید الحسن -	سنہ ۱۳۶۱ھ
محمد نظیر علی -	سنہ ۱۳۶۲ھ
محمد شبیر علی خاں - محمد تقی خاں - غالب الرحمان -	سنہ ۱۳۶۳ھ

سنہ [illegible]	[illegible] خان - [illegible] خان - [illegible] خان - محمد [illegible] خان - غلام صابر - احمد [illegible]
سنہ ۱۲۶۵ھ	محمد بشیر علی خاں - غلام فرید - تسخیر الدین -
سنہ ۱۲۶۶ھ	محمد لسان علی خاں - مرغوب حسن -
سنہ ۱۲۶۷ھ	غلام رسول - محمد رشید خاں - چراغ الاسلام - محمد ظفر الدین - محمد مفتاح الدین خاں -
سنہ ۱۲۶۸ھ	الفراغ الصمد -
سنہ ۱۲۶۹ھ	محمد اعتماد علی خاں - محمد معشوق علی خاں -
سنہ ۱۲۷۰ھ	راحت علیخاں - غلام رحمان - محمد نظیر حسن -
سنہ ۱۲۷۱ھ	اعتضاد الدین خاں -
سنہ ۱۲۷۲ھ	بلیغ الرحمان - تہور علی خاں - محمد لطف علیخاں -
سنہ ۱۲۷۳ھ	محمد لطافت علیخاں - اخلاص خاں - تصدق حسین خاں - محمد تمکین علیخاں - محمد تشفی [illegible]
سنہ ۱۲۷۴ھ	افتخار محمد - غلام باقر - محمد شاکر علی خاں -
سنہ ۱۲۷۵ھ	محمد عمر دراز علیخاں - فرحت الله خاں - محمد اصالت علیخاں - محمد ہوشیار علیخاں - اختیار الاسلام
سنہ ۱۲۷۶ھ	غلام قادر - غفار الدین - محمد عبد الشکور خاں - مرغوب حسین -
″	محمد محبت علی خاں - محمد تجسس علیخاں - محمد تحسین علیخاں -
سنہ ۱۲۷۷ھ	افتخار الدین -
سنہ ۱۲۷۸ھ	محمد قلندر بخش - محمد تسلیم الدین خاں -
سنہ ۱۲۷۹ھ	غلام رازق -
سنہ ۱۲۸۰ھ	ضمیر الرحمان - غلام ربانی - معظم الرحمان - تسخیر علی - محمد نظیر حسین -
سنہ ۱۲۸۱ھ	غفور الدین - مشرف علیخاں - غلام عمر - محمد تحسین علی خاں -
سنہ ۱۲۸۲ھ	محمد ظفر علی -
سنہ ۱۲۸۳ھ	برکت علی خاں - محمد اصغر - محمد کاظم الرحمان -
سنہ ۱۲۸۴ھ	محمد [illegible]یت علی خاں - محمد سلامت علی خاں -
سنہ ۱۲۸۵ھ	غلام قدیر

سنہ ۱۳۸۶ھ	شمس الدین خاں۔ اصغر الدین۔ اعتضاد علی۔
سنہ ۱۳۸۷ھ	مرغوب الحق۔ مسرت اللہ خاں۔
سنہ ۱۳۸۸ھ	محمد سعادت علی خاں۔ محمد خوشنود الرحمان۔ محمد اختر الدین۔
سنہ ۱۳۸۹ھ	فتح میسر خاں۔
سنہ ۱۳۹۰ھ	غنی الرحمان۔ ممتاز بخش۔
سنہ ۱۳۹۱ھ	محمد ضیاء الدین۔ قدرت اللہ خاں۔ نصرت خاں۔
سنہ ۱۳۹۲ھ	افتخار علی۔ محمد عشرت الرحمان۔
سنہ ۱۳۹۳ھ	عبد الغفور۔ محمد مستقیم خاں۔
سنہ ۱۳۹۴ھ	محمد لیاقت علی خاں۔
سنہ ۱۳۹۵ھ	محمد ظفریاب علی۔
سنہ ۱۳۹۶ھ	غفور علی۔ مستقیم الدین خاں۔
سنہ ۱۳۹۷ھ	مرغوب الحسن۔ سخاوت الرحمان۔
سنہ ۱۳۹۸ھ	محمد منظور علی۔
سنہ ۱۳۹۹ھ	حشمت خاں۔ محمد اختیار الدین۔
سنہ ۱۴۰۰ھ	افتخار حسن۔ محمد مظہر الاسلام۔ محمد ظفر حسین۔
سنہ ۱۴۰۱ھ	اصغر علی۔ غلام الرحمان۔ رن مست خاں۔ محمد سرفراز علی خاں۔ محمد ظفر الرضا۔ محمد برکت اللہ خاں
سنہ ۱۴۰۲ھ	شیر افگن خاں۔ نثار خاں۔ ظفر حیدر۔
سنہ ۱۴۰۳ھ	محمد اختر علی۔ محمد مشیر علی خاں۔
سنہ ۱۴۰۴ھ	محمد ستار خاں۔ مراتب علی خاں۔ محمد عثمان خاں۔ محمد کرامت خاں۔ اعتضاد حسین۔ محمد ثناء علی خاں
سنہ ۱۴۰۵ھ	محمد غفار بیگ۔ محمد راغب علی۔ اعتضاد الزماں۔
سنہ ۱۴۰۶ھ	شمشاد علی خاں۔ خادم علی خاں۔ محمد نجیب خاں۔ محمد چراغ علی۔ محمد ملحوظ الرحمان۔
سنہ ۱۴۰۷ھ	محمد سعید اللہ خاں۔ محمد قیصر تاج خاں۔
سنہ ۱۴۰۸ھ	ذکا اللہ خاں۔ ارشاد بخش۔

سنہ ۱۴۱۰ھ	افتخار حسین۔ غفار الزماں۔ محمد افتخار اللہ۔ محمد شناور علی خاں۔
سنہ ۱۴۱۱ھ	افتخار الزماں۔ مستقیم علی خاں۔
سنہ ۱۴۱۲ھ	غلام ناصر۔ محمد تشریف الرحمان۔ محمد لیاقت حسین خاں۔
سنہ ۱۴۱۳ھ	محمد نظام الرحمان۔ محمد نعمت علی خاں۔ محمد حیات بخش۔ محمد ناظم الرحمان۔ محمد گلشیر خاں
سنہ ۱۴۱۴ھ	غفور حسین۔ محمد غفور اللہ۔ محمد اختیار علی۔
سنہ ۱۴۱۵ھ	محمد نظیر الاسلام۔ محمد اصغر بیگ۔ غفور الزماں۔
سنہ ۱۴۱۶ھ	محمد زبردست خاں۔ محمد منظور حسین۔
سنہ ۱۴۱۷ھ	ذکی اللہ خاں۔ غلام ہاشم۔ محمد جماعت علی خاں۔
سنہ ۱۴۱۸ھ	محمد شرف الدین خاں۔ محمد عطوفت علیخاں۔
سنہ ۱۴۱۹ھ	اصغر حسین۔ محمد مشکور علی خاں۔ عبد الستار خاں۔ محمد اصغر اللہ۔
سنہ ۱۴۲۰ھ	محمد حفیظ الرحمان۔ اصغر الزماں۔ غفار الحق۔
سنہ ۱۴۲۱ھ	محمد اختر حسین۔ محمد ظفر الحسن۔
سنہ ۱۴۲۲ھ	عثمان علی خاں۔ غلام عارف۔ کرامت علیخاں۔ ——— مراتب حسین خاں۔
سنہ ۱۴۲۳ھ	محمد رضا الرحمان۔
سنہ ۱۴۲۴ھ	خادم حسین خاں۔ غلام جعفر۔
سنہ ۱۴۲۵ھ	شجاعت خاں۔ غفور الحق۔ اعتضاد الحسن۔
سنہ ۱۴۲۶ھ	سید محمد ظہور الحسن۔
سنہ ۱۴۲۷ھ	محمد رحمت اللہ خاں۔ خلیق اللہ خاں۔ نصرت اللہ خاں۔
سنہ ۱۴۲۸ھ	انتظام اللہ۔ تفضل حسن۔ محمد مختار الدین۔ محمد شریف الدین خاں۔
سنہ ۱۴۲۹ھ	محمد اعتقاد علیخاں۔ صغیر الزماں۔
سنہ ۱۴۳۰ھ	غفار الحسن۔ محمد مظفر حسن۔
سنہ ۱۴۳۱ھ	محمد فرحت خاں۔ غلام عسکری۔

سنہ ۱۴۳۲ھ	ریاست علی خاں۔ محمد رضی الرحمان۔ محمد فصاحت علیخاں۔
سنہ ۱۴۳۳ھ	محمد شرف علیخاں۔ محمد ریاض الرحمان۔ محمد اعظم الرحمان۔ عنایت بخش۔
سنہ ۱۴۳۴ھ	محمد اشرف علی خاں۔
سنہ ۱۴۳۵ھ	حشمت اللہ خاں۔ محمد چراغ الحق۔ غفور الحسن۔ محمد ظفر الاسلام۔
سنہ ۱۴۳۶ھ	محمد عطوفت حسین خاں۔
سنہ ۱۴۳۷ھ	تونگر علی خاں۔ محمد منظور الحسن۔ اظہار الرحمان۔ احتشام اللہ خاں۔
سنہ ۱۴۳۸ھ	تفضل حسین۔ نثار اللہ خاں۔
سنہ ۱۴۳۹ھ	محتشم خاں۔ اعتضاد الاسلام۔
سنہ ۱۴۴۰ھ	محمد مظفر حسین۔ محمد کرامت اللہ خاں۔ محمد غازی الرحمان۔
سنہ ۱۴۴۱ھ	ظہور الرحمان۔ تاثیر الرحمان۔
سنہ ۱۴۴۲ھ	محمد عظیم الرحمان۔ عظمت بیگ۔ الفراغ علی۔
سنہ ۱۴۴۳ھ	محمد رستم خاں۔ محمد مختار علی۔ محمد مسرت خاں۔ محمد اختیار الحق۔ محمد تلقین علیخاں۔
سنہ ۱۴۴۴ھ	غفار الاسلام۔ خوشوقت بیگ۔
سنہ ۱۴۴۵ھ	غلام صفدر۔ ظہیر الرحمان۔ افتخار الاسلام۔ محمد چراغ الحسن۔
سنہ ۱۴۴۶ھ	عظمت اللہ۔ محمد شتاب خاں۔
سنہ ۱۴۴۷ھ	محمد تصدق علی خاں۔
سنہ ۱۴۴۸ھ	محمد صداقت علی خاں۔ خوشوقت اللہ۔
سنہ ۱۴۴۹ھ	فرحت علیخاں۔ محمد توفیق علیخاں۔ محمد خلیل اللہ خاں۔ محترم علیخاں۔ غفور الاسلام۔
سنہ ۱۴۵۰ھ	خورشید الرحمان۔ محمد مرغوب علی۔
سنہ ۱۴۵۱ھ	مخدوم علیخاں۔ محمد منظور الاسلام۔
سنہ ۱۴۵۲ھ	محمد اشرف حسین خاں۔ رسالت علی خاں۔
سنہ ۱۴۵۳ھ	محمد حمایت بخش۔
سنہ ۱۴۵۴ھ	شمس الاسلام خاں۔

سنہ ۱۴۵۵ھ	تونگر حسین خاں۔ محمد غالب الرحمان۔
سنہ ۱۴۵۶ھ	محمد تراب علی خاں۔ محمد محفوظ الرحمان۔ محمد اختر الاسلام۔
سنہ ۱۴۵۷ھ	تصور علی خاں۔
سنہ ۱۴۵۸ھ	غلام فاروق۔ محمد غفور۔ محمد راغب الاسلام۔
سنہ ۱۴۵۹ھ	محمد چراغ الاسلام۔ محمد ارادت علی خاں۔
سنہ ۱۴۶۰ھ	الفراغ حسین۔
سنہ ۱۴۶۱ھ	رستم علی خاں۔ شجاعت اللہ خاں۔ فغفور الدین۔ مسرت علیخاں۔
سنہ ۱۴۶۲ھ	محمد راحت علی خاں۔ توقیر الدین خاں۔
سنہ ۱۴۶۳ھ	محمد شمیم الرحمان خاں۔ محمد خاتم الرحمان۔
سنہ ۱۴۶۴ھ	محمد ظہور علی خاں۔ محمد بلیغ الرحمان۔
سنہ ۱۴۶۵ھ	قدرت علی خاں۔ محمد تصدق حسین خاں۔ محمد اخلاص خاں۔
سنہ ۱۴۶۶ھ	سید محمد عشرت الرحمان۔
سنہ ۱۴۶۷ھ	محمد فرحت اللہ خاں۔ خدایار خاں۔ محمد اختیار الاسلام۔ اقتدار علیخاں
سنہ ۱۴۶۸ھ	ضابطہ خاں۔ وارث علی خاں۔ محمد مرغوب حسین۔
سنہ ۱۴۶۹ھ	محمد افتخار الدین۔ باعث اللہ۔ پرورش علی خاں۔
سنہ ۱۴۷۰ھ	سید غفور علی۔
سنہ ۱۴۷۱ھ	شفیق الرحمان خاں۔
سنہ ۱۴۷۲ھ	محمد ضمیر الرحمان۔ محمد معظم الرحمان۔ محمد مختار الحق۔
سنہ ۱۴۷۳ھ	محمد مشرف علی خاں۔ محمد اعفور الدین۔
سنہ ۱۴۷۴ھ	سید محمد ظفر حسین۔
سنہ ۱۴۷۵ھ	محمد برکت علی خاں۔
سنہ ۱۴۷۶ھ	فغفور علی۔
سنہ ۱۴۷۷ھ	توقیر علی خاں۔

سنہ ۱۴۷۸ھ	محمد شمس الدین خاں - محمد اصغر الدین - محمد اعتضاد علی -
سنہ ۱۴۷۹ھ	محمد مرغوب الحق - محمد مسرت اللہ خاں -
سنہ ۱۴۸۰ھ	محمد عبد الغفار - طریقت علی خاں -
سنہ ۱۴۸۱	ناظر الرحمان - فصاحت بخش -
سنہ ۱۴۸۲ھ	مرتضی بیگ - محمد غنی الرحمان - محمد ممتاز بخش - محمد تہور حسین خاں - خالص علیخاں -
سنہ ۱۴۸۳ھ	محمد نصرت خاں - محمد شمشاد الدین خاں - محمد قدرت اللہ خاں - اخلاص علیخاں -
سنہ ۱۴۸۴ھ	محمد افتخار علی -
سنہ ۱۴۸۵ھ	محمد عبد الغفور -
سنہ ۱۴۸۶ھ	وارث حسین خاں -
سنہ ۱۴۸۷ھ	انتظام الدین - شوکت علی خاں -
سنہ ۱۴۸۸ھ	محمد غفور علی - محمد مستقیم الدینخاں -
سنہ ۱۴۸۹ھ	عبد الخالق خاں - محمد مرغوب الحسن -
سنہ ۱۴۹۰ھ	نظیر الرحمان -
سنہ ۱۴۹۱	محمد حشمت خاں - محمد مشرف حسین خاں -
سنہ ۱۴۹۲ھ	مشتاق خاں - محمد افتخار حسن -
سنہ ۱۴۹۳ھ	محمد اصغر علی - اخلاق علی خاں - محمد رحمت خاں -
سنہ ۱۴۹۴ھ	محمد غفور اللہ غفور حسین - محمد نثار خاں -
سنہ ۱۴۹۵ھ	سید رمضان الرحمان -
سنہ ۱۴۹۶ھ	محمد اعتضاد حسین - احتشام الدینخاں - محمد مختار الاسلام - محمد مراتب علی خاں -
سنہ ۱۴۹۷ھ	خیر اللہ خاں - نثار الدین خاں -
سنہ ۱۴۹۸ھ	محمد شمشاد علی خاں - ضیاء اللہ خاں - محمد خادم علیخاں -
سنہ ۱۴۹۹	اشتیاق اللہ خاں -
سنہ ۱۵۰۰ھ	محمد ذکاء اللہ خاں -
سنہ ۱۵۰۱ھ	شمشیر خاں - نصرت علی خاں -

قطعات تاریخی

اشعار تعزیت ڈیوک آف کلیرنس و انڈل شاہزادہ حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا

ہوا وہ حادثہ جانکاہ جملہ اہل کشور کا
کہ لے جس سے جگر خوں ہو کے رستہ دیدۂ تر کا

نظر آتی ہے صورت گل کی غرق موج بحر خوں
وفور غم سے یہ نقشہ ہے شکل عیش آور کا

یہ برق آتش فشاں ایسی ہے جس سے کل رعیت کا
دل سوزاں ہے سینہ میں نشاں مجمر کے اخگر کا

فراق نور دیدہ آنکھ سے عالم کے جب ٹھیرا
نظر میں کیوں نہ رخ ہو تیرہ تر خورشید انور کا

ڈیوک آف کلیرنس و انڈل ہائے شہزادہ
وہ زیبا گوہر اکلیل ہندوستاں کے قیصر کا

وہ گلبن گلشن نزہت فزا امید عالم کا
وہ رونق سلطنت خانہ کے وارث تخت و افسر کا

تجمل میں وہ روکش بہمن و داراب و دارا کا
تنعم میں وہ ہمسر جشن جمشید و سکندر کا

وہ گیتی تاب اختر برج اوج شہریاری کا
وہ دل افروز گوہر درج جشن شوکت و فر کا

ہزار افسوس یوں اٹھ جائے صدر بزم دولت سے
وہ سر حلقہ ظفرمندان نصرت خیز لشکر کا

شکستہ دل رعایا سر بسر کیونکر نہ ہو غم سے
کہ دیکھا جائے ہے کب ٹوٹنا شہوار گوہر کا

ہے بیتابی دلوں پر عام کچھ بس نہیں چلتی
کہ حک ہوتا ہے کس سے حرف مکتوب مقدر کا

سر تسلیم قلم کر کے لکھے تاریخ یوں کہدو
تڑپتا دیکھنا ناصر علی خاں قلب مضطر کا

قطعہ تاریخ انتقال زبدۃ الشعرا افصح الفصحا مقبول عالم نہنگ بحر سخندانی پہلوان میدان معانی مطلوب کل طالب نواب اسد اللہ خاں غالب۔

سنا جب واقعہ جانکاہ غالب
ہوا تاریخ واصل مضطر کو جلے ڈھب

سر قرآں سے مضطر نے صدا دی
بہشت اونکو نصیب اب ہو یا رب

تاریخ وفات قبلہ برکات و الہی مرادات رئیس الزماں چودھری محمد حیدر علی خاں خلف چودھری محمد یعقوب علی خاں۔ والد مؤلف

چو رخت بست ازیں دہر والد مضطر
چو سنگلاخ بالماس دیدہ ہے سفتم

درین قلق شدہ الہام غیب تاریخش
برفت سایہ پدر ہائے از سرم گفتم

قطعہ تاریخ وفات رئیس العظام [illegible] صاحب قبلہ دو جہاں

چودہری حسین علی خاں - رئیس قصبہ گوہانہ - ضلع رہتک

حسین علی خاں نے دار فنا سے ۔ کیا جب سفر سوئے فردوس دینی
کہا جی کا سر تھام ہاتف نے مضطر ۔ مبارک ہو وہاں ان کو جنت نشینی

تاریخ واقعہ جانکاہ موجب حال تباہ باعث شور و فغاں محمد الہ بخش خاں ساکن جہالسہ ضلع انبالہ داماد چودہری محمد باسط علیخاں ساکن قصبہ او گھتیلہ ضلع مذکور برادر [illegible]

نہ این شد بپا حادثہ غم گسار ۔ رسیدہ بلا آسمان ناگہانی
چو و شوار گشتہ زغوغائے من ۔ بہر ذی نفس روز و شب زندگانی
پئے سال تاریخ مضطر زغیب ۔ ندا کرد ہاتف چہ فکر معانی
دعا کن بدرگاہ رب العباد ۔ قیامش بجنت شود جاودانی

قطعہ تاریخ انتقال محب خوشخصال محبت اساس مصر [illegible] داس متوطن گوہانہ ضلع رہتک

سنا جس نے یہ حادثہ جاں گزا ۔ اوسکو الم بے تحاشہ ہوا
کہا کر کے افسوس ہر ایک نے ۔ بپا دن قیامت کا کیسا ہوا
رہے چھٹتے اور نہ وہ چھٹے ۔ ہر از لسٹ کا سارا کرہ ا ہوا
سر حیف سے پایا مضطر نے سال ۔ ہکا یک یہ کیسا غضب آ ہوا
[illegible]

قطعہ تاریخ رحلت ارسطو زماں فلاطون دوراں [illegible] ولد [illegible] صاحب متوطن گوہانہ ضلع [illegible]

صد افسوس رحلت ہوئی [illegible] کی ۔ [illegible] سے کی جاری [illegible]
سر بے گماں کاٹ مضطر نے لکہا ۔ [illegible] چارہ سازی [illegible]

قطعہ تاریخ وفات قبلہ حاجات چودہری [illegible] علیخاں صاحب رئیس قصبہ گوہانہ نانا صاحب حقیقی مؤلف

بشوق سیر جنت قبلۂ من ۔ [illegible] سوئے [illegible] نہادہ
زرو بخشش غفار مضطر ۔ قیامش جنت الفردوس بادا
[illegible]

قطعہ تاریخ وفات زن [illegible] آفات [illegible] نانی [illegible] گوہانہ

کرد پرواز طائر جانش ۔ چوں زقید قفس تن رنجور

شاد و بشاش شد دل مضطر — داد عیش و نشاط رب غفور
بابہار رحمت کشاد رب جلیل — فی البدی لبست غرفۂ معمور
عیسوی سال از سر بنیاد — ہر کسے گفت شد فنا مغرور

قطعہ تاریخ انتقال پر ملال جناب والدہ صاحبہ معظمہ علیہا الجنۃ مؤلف دیوان ہذا

ہوئی جب والدہ صاحب کی رحلت — تو جاں پر رنج و غم نے اک جرأت کی
سر ہجرت سے یہ ہاتف کی مضطر — ندا آئی کہ حق نے مغفرت کی

تاریخ رحلت از جہان فانی بملک بقا و والی جناب محمود خاں صاحب حکیم لاثانی متوطن شاہجہان آباد

باد دوراں ہوئی مخالف جب — دور آیا جہاں میں ظلمت کا
پھیلا آزارِ مرگ عالم میں — پردہ چھایا شفا پہ غفلت کا
کوئی حاذق طبیب اب نہ رہا — ہوگیا باب بند حکمت کا
تھے جو محمود خاں طبیب اعلیٰ — غم جہاں کو ہے اونکی رحلت کا
کہا مضطر نے از سر ماتم — حیف گل ہو چراغ حکمت کا

قطعہ تاریخ وفات چودھری حسن علی خاں خلف چودھری حسین علیخاں رئیس و ذیلدار قصبہ گوہانہ ضلع رہتک

حسن خاں جب یکایک جاں بحق ہوں — نہ کیوں ہم غم سے اپنی جان کھوویں
خبر یہ واقعۂ جاں کاہ سن سن — اقارب اور احبا کیوں نہ روویں
تلاطم ہے دلوں کو بحر غم سے — الٰہی کس طرح سے پار ہوویں
کہا یوں آخرش پھر سب نے مضطر — مشرف دولت ایماں سے ہوویں

قطعہ تاریخ رحلت مخلص مہربان سید خورشید علی صاحب مرثیہ خوان ساکن قصبہ کرانہ ضلع مظفر نگر پٹواری موضع اہولانہ پرگنہ گوہانہ

نہیں اصلا خوشی دل پر کسی کے — ہوا اب کے برس کیسا مہِ عید
تفکر خود بخود ہے دل میں پیدا — خوشی پر ہے غم پنہاں کو تاکید
سر طوفاں سے یوں ہاتف پکارا — نہ پرساں ہو نہو تو مائل دید

غضب کا سامنا ہوتا ہے جبکہ

جہاں میں کیوں نہو اندھیر مضطر — زمیں میں ہوگیا روپوش خورشید

قطعہ تاریخ انتقال چودہری مراد علی خانصاحب عموی مؤلف دیوان ھذا

ہوئے جب جاں بحق تسلیم عموی — غشی طاری تھی سب پر آشکارا
اقارب اور احبا جس قدر تھے — سبھی نے سر زمیں دے دے مارا
کہا سب نے ہجوم یاس سے یوں — قضا سے چل نہیں سکتا ہے چارا
کہا پھر علیسوی سن غور میں نے — ہوا مجھ سے مرے دل کا اشارا
قلم کر بغض کا سر کہدو مضطر — شفیع حشر حامی ہو خدا را

قطعہ تاریخ وفات خانصاحب محمد حیات موجد افعال لاثانی مشہور بنقش مرثیہ خوانی

چوں محمد حیات رخت سفر — سوی عقبی ز دار فانی بست
عالم الغیب با سر قرآں — گفت تاریخ سوئے جنت رفت

قطعہ تاریخ رحلت محب پاکزاد دوست با فرہنگ مہیشر سنگھ رئیس گڈھی برہمنان متصل قصبہ سونی پت ضلع دہلی

غضب کا واقعہ جانسوز ہے یہ — تزلزل جس سے ہے کون و مکاں کو
یہ واقعہ کیا قیامت ہے صغیرا — تہہ و بالا کیا اسنے جہاں کو
کہیں ہیں یوں اقارب اور احبا — کہاں سے پائیں گے امن و اماں کو
پڑی برق غضب گردوں سے سر پر — جلایا ہائے سارے جسم و جاں کو
ہوا جب اس قسم کا شور و غوغا — کسی نے یوں کہا اہل فغاں کو
سر شاب غم سے طوفاں کرکے پیدا — ڈبونے کیلئے ہو سب جہاں کو
ذرا صبر و شکیبائی سے مربوط — کرو اپنے دل بیتاب ساں کو
تردد ہاں اگر تاریخ کا ہے — تو مضطر یوں کہو اہل زباں کو
سر طوفاں کو صاحب کاٹ دیکھو — مہیشر سنگھ کا غم ہے کل جہاں کو

قطعات تاریخی تعمیر مکانات متفرقہ مقامات

قطعہ تاریخ تعمیر نشستگاہ منشی فرحت علی صاحب سررشتہ دار محکمہ ڈپٹی کمشنری ضلع لودھیانہ سابق رہتک

منشی فرحت علی روشن ضمیر / کرد تعمیر عمارت دلپذیر
گفت مضطر دید آں قصر بلند / سال تاریخش مکان بے نظیر ۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد جامع واقعہ محلہ راجپوتاں قصبہ گوہانہ

بنا شد مسجد جامع گوہانہ / کہ تعمیرش نظیر ہست لاریب
چو طبعم دست زد در جیب فکرت / برآمد جائے نقد از کیسہ ام سیب
ز ہوشش سال تاریخی شنیدم / کہ مسجد داد با باغ عدن زیب

قطعہ تاریخ ترمیم مسجد محلہ مشائخاں واقع قصبہ گوہانہ۔

ترمیم ملکے مسجد کی شیخ صاحبوں نے / اسلام کا تصور حد سے جنہیں سوا ہے
تاریخ کا جو مضطر بنا فکر تو یکایک / آئی ندا فلک سے یہ خانۂ خدا ہے

قطعہ تاریخ تعمیر تالاب تحصیل گوہانہ ضلع رہتک بنا فرمودہ پنڈت سکھ دیال سنگھ صاحب تحصیلدار گوہانہ

چو پنڈت سکھ دیال عمدہ عدیر سے / بنا کردہ ندیدہ ہیچ مثالش
نوشتہ عیسوی تاریخ مضطر / کہ شد تعمیر ایں تالاب دلکش

تاریخ تعمیر دروازہ شہر قصبہ گوہانہ معروف پانی پت دروازہ جسکو حکم سرکار چودھری رستم علیخاں نے بصرف لاگت خود بغرض تعمیر بالاخانہ بنا کرایا۔

چوں ایں دروازہ را رستم علی خاں / بنا فرمود با صد حسن و تدبیر
بمضطر گفت ہاتف ایں یکایک / در خوبی قطع شد تاریخ تعمیر

قطعہ تاریخ تعمیر حویلی ہری رام مختار چودھری رستم علیخاں رئیس گوہانہ کہ جو بوساطت چودھری صاحب بغرض سکونت خود واقعہ محلہ ہولی ازسر نو تعمیر ہوئی۔

ہری رام ہستی با صرف زر / مکاں کرد تعمیر مطلوب دل
چو تاریخ سمت ز مضطر بخواست / بگفتا زہے کاخ مرغوب دل

قطعہ تاریخ تعمیر عیدگاہ قصبہ سونی پت ضلع دہلی کہ جو حسب سعی حکیم علی اکبر صاحب فائق بفراہمی چندہ اہل اسلام بنا ہوئی

دریں ستھر تعمیر شد بعد مدت … [illegible] خدا [illegible] سجدہ گاہ ہمیں
گرفت ذل سال مضطر بگو … بسا خوشنما سجدہ گہہ چوں چمن ۱۳۱۴

دیگر بزبان اردو

قصبہ میں سونی پت کے تم نے حکیم اکبر … دلپہ گوارا کرکے تکلیف ہر قسم کی
مدت سے ریختہ بنی جائے سجود یہہ جو … تسن سعی سے تم نے تعمیر خوش قسم کی
اسکے صلہ میں بیشک محشر کے روز تمپر … نظر عنایت ہوگی نازل شہ امم کی
مضطر نے عیسوی سن کلک خرد سے لکہا … یہ عید گاہ بنی ہے غیرت دہ ارم کی

قطعہ تاریخ تعمیر چاہ زیر مسجد راجپوتان قصبہ لوہانہ

بنا زیر مسجد یہ جب چاہ زیبا … ہمیں العطش نام کو بہی نہ پائی
یہ وہ چاہ ہے خوشنما جسپہ دائم … تصدق بہار چمن ہونے آئی
کیا فکر جب سال تاریخ میںنے … ندا ہاتف غیب نے یوں سنائی
قلم کر سر جستجو کہدو مضطر … عجب چشمہ فیض تاریخ پائی

قطعہ تاریخ تعمیر مکان نشستگاہ خانصاحب محمد امیر علیخاں و محمد اسحاق خاں رئیسان اختیار نگر متصلہ قصبہ لوہانہ

ہوا تعمیر جب یہ کاخ خورم … ہوا فکر رسا مضطر زمیں بوس
سروش غیب نے روئے ندا سے … لکہی تاریخ قصر رشک فردوس ۱۳۱۰

دیگر

سعی سے جہد سے اسحاق خاں نے … فراہم ہر طرح کا کرکے اسباب
بنایا وہ مکان فردوس ثانی … ہوئے خوشنود جسکو دیکھ احباب
سر اعدا قلم مضطر نے کرکے … لکہی تاریخ یہ مرغوب نایاب ۱۳۱۰

تاریخ تعمیر چاہ بنا فرمودہ قاضی محمد امتیاز الدین ساکن قصبہ کنور پرگنہ سونی پت ضلع دہلی۔ محب مؤلف دیوان ہذا

سفیہم امتیاز الدین احمد … بنا فرمودہ چاہ فیض نایاب

پئے تاریخ و سالش گفت ہاتف　　بہ ہیں مضطر ز چشمہ فیض نایاب

قطعہ تاریخ چاہ بموضع ماناگڑھی پرگنہ گوہانہ ضلع رہتک جسکو چودھری حسن علی خاں نے بہ کفایتی عمر خاں ملازم خود تیار کرایا

حسن خاں از عرق ریزی عمر خاں　　بنا فرمودہ چاہ فیض و نایاب
سرا عدا برید و گفت مضطر　　بہ ہیں تاریخ چشمہ فیض نایاب

قطعہ تاریخ تولد فرزند ارجمند بخانہ برخوردار محمد عباس علی خاں اطال اللہ عمرہ جسکو بہ نام صدیق الرحمن منسوب کیا گیا

نوید مبارک تولد پسر　　ہوئی گوش زد جب مری ایکبار
ہوا شاد و بشاش میں اسقدر　　کہ پھولا سمایا نہ پھر زینہار
بتائید ہاتف سر کفر کاٹ　　بجا لایا میں شکر حق بے شمار

قطعہ تاریخ تولد فرزند ارجمند بخانہ برخوردار ریاست علی طول عمرہ جسکو از نام خورشید علی نامزد کیا گیا

بخانہ محمد ریاست علے　　ہوا جشن فرزند نیکو شعار
تو مضطر نے روئے ندا سے وہیں　　مبارک مبارک کہا ہفت بار

قطعہ تاریخ تالیف دیوان ہذا مولفہ مصنف بزبان اردو

مکمل ہوا جب یہ دیوان تمام　　تو تھا فکر تاریخ ہر صبح و شام
لیکایک ندا آئی یوں غیب سے　　کہ ہے سر مضطر ہی تاریخ و نام

دیگر

ہوا پیش دیوان یہ جب مشعرہ میں　　کہا متفق سب نے کیا خوب این
کرو عیسوی سال مضطر بیاں　　کہ تا ہو سخن بہجت اسلوب این
سزاوار تحسین تھتیں تا کریں　　سخن سنج و دانشور و نکتہ چیں
بارشاد اہل معانی مجھے　　ہوا فکر تاریخ دلمیں وہیں
ندا ہاتف غیب آئی کہ لکھیے　　پسندیدہ خاطر ہمہ مرغوب این

قطعات تاریخی دیوان عطیہ محبان والا شان سالمان ہر شہر دربارہ مسکونہ مقامات قرب وجوار

منشی ٹہن لعل ساکن گوہانہ

سخنداں اور سخنور ہیں جو مضطر	ولے اون سے محبت ہے ہماری
کیا ترتیب جب دیوان انہوں نے	اور آئی سال کے لکھنے کی باری
پئے سمت بکرما جیت میں سنے	کہا ہاتف سے با صد انکساری
تو بولا یوں بیاں ٹہن بتائیں	طریقہ سال کا اک سہل کاری
کہو ایزادہ اور دو زباں سے	کہو دیوان تازہ چار باری ۱۹ (سمہ بکرمی)

میر ہاشم علی صاحب ساکن گوہانہ

نہ کیوں ہو تمہارا یہ دیوان شگفتہ	تمہاری ثناخواں ہیں فیضی و صائب
سخنور نہیں دوسرا کوئی تم سا	نظر میں ہمارے بہ ظاہر یا غائب
عطارد جو منشی ہے چرخ کہن کا	تمہارا ہے درجہ میں وہ بھی تو نائب
پئے سال تاریخ ہاشم علی	عبث دل میں کرتے ہو فکر مصائب
کہو برملا آج کاخ سخن کا	یہی تو ہے باب عجائب غرائب

حکیم احمد حسین صاحب تحصیلدار روپڑ ضلع انبالہ ۱۳۱۰ھ

بفضل خدا سے زمین و زماں	ثمر لائے شاخ نہال جناں
ہوا حفظ حاصل مجھے سیر جب	ہوئی طبع بشاش اور شادماں
سر بغض کاٹا تو باغ جہاں ہیں	یکایک یہ دیوان کھلا غنچہ سال ۹ ۱۳۱۲

دیگر

الٰہی یہ دیوان مضطر جہاں میں	درخشاں رہے ہمچو ماہ منیر
ثناخواں ہوا اور کہی واحد بڑا	سمجھتے ہیں اب سب اسے بے نظیر

محمد مظہر علی۔ متوطن کوہانہ مدرس قصبہ کہرکھودہ ضلع رہتک

تمہارا حضرتِ مضطر یہ دیوان ہمیں کیا سب کے ہے محبوب دل کو
سخندان جو باقلیم سخن ہیں پسند ہے اونکی ہر اسلوب دل کو
تمہارے حاسدوں نے دشمنوں نے کیا ہے رشک میں مجبوب دل کو
رہِ الفت کے جو واقف بشر ہیں لبھا لیتا ہے اونکے خوب دل کو
شمار سال جب ابجد کی روسے ہوا منظور اور محبوب دل کو
سرِ الہام سے تاریخ پائی کہو مضطر کہ ہے مرغوب دل کو
۱۳۰۸

منشی سجاد حسین صاحب تحصیلدار قصبہ سونی پت ضلع دہلی۔

بنا جب یہ دیوان رشکِ چمن تو کی سیر میں نے بھی تا اختتام
نظر آئے مضموں وہ عالی مجھے سخندان کریں جسپہ جھک جھک سلام
سنا میں نے جب یہ کہ ہر فن کی شعر بصرع کناں اسکا ہے صبح و شام
خیال آیا مجھکو کہ ترتیب سال لکھوں میں بھی کلک خرد اپنا اہتمام
فلک سے ندا آئی سجاد یوں نہیں ہے یہ تشویش کا کچھ مقام
سنا تم نے جو کچھ جہدر و سے چیلنے وہی لکھدو ہے خوش وضع یہ کلام
۱۲۹۱ھ

حافظ صاحب ملک محمد خاں داروغہ چونگی قصبہ رہتک متوطن خورجہ ضلع بلندشہر

سخنداںوں نے جب بزم سخن میں کہا دیوانِ مضطر خوب تر ہے
محمد غور کی جب میں نے مجھکو نظر آیا یہ دیوان خوب تر ہے
۱۳ھ

سید امانت علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ قصبہ کوہانہ متوطن کوہانہ

سلامت رکھے حق تعالیٰ اونہیں سخن سنج مضطر جو ہیں خوش خصال
کیا فن اشعار جب سے حصول دیارِ سخن میں ہے شہرت کمال
یہ دیوان مرتب اونہوں نے کیا نہیں جس میں گنجائشِ قیل و قال
مکمل جو مجموعہ یہ ہو چکا ہوئی مجکو تشویش ترتیب سال
کہا دل نے مجھ سے امانت سے لے دل زار سے ہے سخن بے مثال
۱۳۱۰ھ

سید امان علی صاحب رئیس سونی پت ضلع دہلی

تعال اللہ کہ این دیوان مضطر — مرتب شد ہمہ از فضل قادر
بگو سالش قطع کن پائے حاسد — امان فکر چہ داری غنچہ نادر

منشی عشرت علی صاحب متوطن شہر دہلی عرضی نویس تحصیل سونی پت

لکھا مضطر نے وہ دیوان زیبا — ثناخوان ہے لبشر ہر ایک فن کا
لکھو تاریخ عشرت باسر باغ — کہ دیوان ہے گلستاں یہ سخن کا

قطعہ تاریخ عطیہ منشی محمد حسین محرر کمیٹی قصبہ گوہانہ ضلع رہتک

یہ دیوان مضطر ہر اہل سخن کو — کہوں کیا سراپا ہے محبوب جاں
جو تاریخ چاہو محمد حسین ؔ — کہو تم یہی اُسکو مرغوب جاں

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ مہربان مخلصان مخلوف لسان فرحت وہ دل خستہ تن منشی احمد حسن پٹواری موضع جٹھری دوائی پرگنہ سونی پت

وہ دیوان تازہ یہ مضطر کا ہے — طلسمات جس میں بھرا ہے عجب
مطالعہ سے ہو شاد و بشاش وہ — طبیعت میں جسکے ہو رنج و لعب
با فضال حق شادماں ہیں سدا — خدا جانے مضطر کیا کیوں لقب
اور ہے اسم ناہر علی خاں مبارک — اسد اپنے ہیں وہ زمانہ کے اب
جہاں میں سخنور جو مشہور ہیں — وہ ہی جانتے ہوں کچھ اسکا سبب
جو ارشاد تاریخ مجھسے کیا — ہوا میں تہہ دل سے مشکور اب
جو کی عیسوی سال کی جستجو — ندا آئی گردوں سے یہ مجھکو تب
دل عام سے کہدو احمد حسن — یہ فیض سخن کا ہے معدن عجب

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ مخلص نواز اخلاص پرداز خادم آل سید الثقلین منشی شبیر حسین ـ محرر رجسٹری تحصیل سونی پت ضلع دہلی

لکھا مضطر نے وہ دلچسپ دیواں — پسندیدہ جو بزم شاعراں ہے
رباعی میں قصائد میں غزل میں — ہزاروں طرح کی خوبی عیاں ہے

جو چاہا وصف کچھ ہو یہ دل بولا — عیاں کو بھی نہیں حاجت بیاں ہے
ہوا تاریخ کا پھر فکر مجھکو — سروش غیب بولا کیا گماں ہے
سر بہتر سے کہہ بھی دو یہ شبیر — کلام شاعر شیریں زباں ہے

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ مہربان مخلصان اتحاد آگین خلیفہ منشی عماد الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع انبالہ مقیمہ شہر انبالہ محلہ وکیل پورہ متخلص عاصی ساکن لاہور

جہاں میں یہ دل مضطر سراپا — ہوا مثل خورشید جبکہ نمایاں
سر عقل لو اور عاصی لکھو — یہ دیوان ثنا اور صفت کیجے ہے شایاں

قطعہ عطیہ لالہ زور آور سنگہ صاحب۔ ساکن قصبہ سونی پت ضلع دہلی

یہ دیوان اور دو مضامین میں — یہ تصنیف مضطر ذوی الاحتشام
مرتب ہو تکمیل جب پا چکا — پسندیدہ خاطر ہوا خاص و عام
ہوا مجھکو تب فکر تاریخ و سال — ندا آئی ہاتف یہ بالائے بام
کرو زور آور نہ تشویش دلمیں — کہ ہے سر مضطر ہی تاریخ و نام ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ خانصاحب دوست محمد خاں مخلص کیفی۔ ساکن گوہانہ

تر و تازہ جبتک جہاں ہے رہے یہ — کہ دیوان رشک ارم بوستاں ہے
ہوا جاتا ہے خود بخود دل شگفتہ — ہر اک شاعر اسکا بدل مدح خواں ہے
کوئی اسکی تاریخ موزوں ہو کیفی — یہی فکر ہر وقت اور ہر زماں ہے
سر جلوۂ گل سے تاریخ پائی — سخن کا ہمیشہ چمن بے خزاں ہے

قطعہ تاریخی دیوان ہذا عطیہ منشی چندو لال محرر رجسٹری تحصیل گوہانہ متخلص بہ مائل

زہے مضطر تمہاری طبع موزوں — کتاب شعر تم نے خوب لکھدی

سر حجت رفع کر ہو کے مائل — اسے ہاتف نے ہی مرغوب جہدی ۱۲۹

سید حیدر حسن صاحب پٹواری موضع ناہرہ پرگنہ سونی پت ضلع دہلی

باقلیم سخن آں نکتہ دانند — ہماں راز دل مضطر بدانند
ز جودت طبع موزوں گشت دیوان — کہ زو شرمندہ باغ گلستانند
دلش ہر لحظہ گردد فرحت آگیں — چو دل تنگ عراں ازو سے بخوانند
پئے تاریخ ہاتف ایں ندا کرد — دل و جہہ فروکن ببر نگارند
چرا تشویش اسے حیدر حسن گو — کہ رازِ عاشقاں عاشق بدانند ۱۳۱۴

منشی احمد اللہ پٹواری موضع ہرسانہ تحصیل سونی پت ضلع دہلی

مرتب جب ہوا دیوان مضطر — ثنا خواں سب ہوئے ظاہر نہفتہ
کہا ہر اک نے رشتہ میں سخن کے — کیئے ہیں گوہر نایاب سفتہ
بدل خواہش رہیں گے اسکی سارے — جہاں میں جو ہیں عاشق دل گرفتہ
نکو نکردوں اسے نسبت چمن سے — گل مضموں ہیں اسمیں سب شگفتہ
کیا جب دل نے فکر سال و ترتیب — کہا ہاتف نے اے احمد خجستہ
سر اعدا قلم کر یوں دعا دو — رہے دائم گل گلشن شگفتہ ۱۳۱۴

منشی انوار الحق صاحب نائب تحصیلدار تحصیل نورپور ضلع کانگڑہ

باقلیم سخن فرش زمیں پر — ہوا دیوان نسب یہ گلشن آرا
گل مضموں ہیں نادر اس چمن کے — بچشم غور گر کیجے نظارا
لکھا مضطر نے کیا ہی خوب واہ — رہے شاداب دائم یہ خدارا
نہو برباد یہ باد خزاں سے — سموم غم نہ پائے یہاں گذارا
جو کی ہیں سیر اس باغ سخن کی — ہوا مجھ سے مرے دل کا اشارا

کوئی مصرعہ کرو ترتیب ایسا
ہو جس سے عیسوی سن آشکارا
ہوئی تشویش پھر جبکو نہایت
اسی اثنا میں یوں ہاتف پکارا
نہ سمجھو کذب اسے انوار حق کو
مصنف دوست قلبی ہے تمہارا
بدر تشویش کا دل کرکے کہدو
کہ سرتا سر ہے دیوان فرحت آرا
۱۹۱۶ع

میاں عبدالمجید صاحب نالاں ساکن رہتک شاگرد حضرت شور صاحب استاد مؤلف

چودھری ناہر علی خاں مہرباں
صاحب عز و شرف عالی جناب
جنسے ہے روشن یہ آفاق سخن
ہیں وہ چرخ شاعری کے آفتاب
دیکھا نالاں نے جو اس مجموعہ کو
فکر میں تاریخ کے تہا اضطراب
بیت ابرو سے سوا ہے جنکی بیت
جنکے ہر مصرعہ کو پایا لاجواب
جب مرتب کر چکے دیوان کو
پھر دیا تاریخ لکھنے کو شتاب
بول اُٹھا ہاتف ز روئے آسماں
دیکھ لو دیوان ہے کیا سب انتخاب
۱۳ھ

مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ فارسی قصبہ پانی پت ضلع کرنال

ز طبع روشن ناہر علیخاں
مرتب شد یکے دیوانِ رنگیں
شدہ موسوم با دیوانِ مضطر
نہ دیوان بہجت دلہائے غمگیں
سزد بر نظم دلچسپش جو ریزد
فلک عقدہ ثریا را بہ تزئیں
کلید قفل باب خورمی است
از و ہر مصرعہ ہر شعر شیریں
چو دلتنگ غزل از وے بخواند
دلش ہر لحظہ گردد فرحت آگیں
شدہ باغ فرح افزائے تازہ
ز گلہائے معطرائے مضامیں
چہ ایں چیزے ز او صافش ندانم
کہ کم شد ہم چو او بر لوح تکویں
پئے تاریخ کردہ فکرِ واثق
یکایک گفت ہاتف بعد تحسیں
کہ تاریخ از حروف معجمہ است
ببیں در مصرعہ آخر بہ تمکیں

بطور تعمیہ لن لفظ دل را — کہ این دیوان سرور افزائے قلبیں

محمد امتیاز الدین قاضی ساکن کنور پرگنہ تحصیل سونی پت ضلع دہلی۔

جو ناہر علی خاں ہیں والا شکوہ — وہ مشفق ہیں میرے حمیدہ خصال
یہ دیوان مرتب اونہوں نے کیا — کہ جو حسن و خوبی میں ہے بے مثال
ندا آئی یوں ہاتفِ غیب کی — نہ تشویش کا دلمیں لاؤ خیال
جو تاریخ اسکی ہے امتیاز — تو خارج کرو غنچۂ نادر نیے وال ۱۳۱۲

شاہ محمد صاحب ڈاکٹر موہی تحصیل سونی پت۔ ضلع دہلی۔ متوطن پنجاب

مرے ایک مشفق ہیں ناہر علی — سخنور سخن سنج روشن ضمیر
مرتب یہ دیوان انہوں نے کیا — کہ مشتاق جسکے ہیں برنا و پیر
مذاقِ کلام اونکا اے شہ محمد — وہ ہے جسکا پیدا نہ ہووے نظیر
ندا ہاتفِ غیب آئی کہ لکھے — بلفظ عجب اسکو شہرت پذیر ۱۸۹۲

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ عطوفت آگین محبت آمین حضرت مولانا مولوی محمد نجم الدین متخلص کلاں ساکن سیوہارہ ضلع بجنور۔ بزبان فارسی

دلم لبریز از حمد خدا است — کہ نامش دافعِ رنج و بلائے
ز شکرش کے توانم گفت حرفے — چو انعامش بود لا انتہائے
ز افضالِ خودش بنواخت ما را — اجابت کرد چوں کردم دعائے
کہ دیوانے مرتب ساخت مضطر — دلِ رنجور را دار الشفائے
بحمد اللہ چہ دیوانیست دلکش — شب تاریک فرقت را ضیائے
چو جستم مصرعۂ تاریخ - ۳ عدد — چنیں در گوشم از ہاتف ندائے
بگو تاریخ سالش از سرِ مہر — اسیرِ زلفِ خوباں را دوائے ۱۳۱۲

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ محبت البیام مقبول انام
جناب بابو کرپا رام صاحب المتخلص بہ خرد۔ متوطن
قصبہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پوسٹ ماسٹر قصبہ
گوہانہ۔ ضلع رہتک

ز مضطر چو دیواں مرتب بگشت	شگفتہ شدہ زو دلِ عاشقاں
چو سالش بجستم ز قلبِ حزا	خرد گفت تاریخ مرغوبِ جاں
	۱۳۰۹ھ

خاتمۃ الطبع

بحمد اللہ و المنۃ کہ ان ایام میمنت فرجام میں دیوان سحر البیان مسمے بہ مضطر
از تصنیفات عالی جناب مستطاب فیض مآب شاعر نامور جناب چودہری
ناہر علی خاں صاحب متخلص بہ مضطر۔ رئیس اعظم قصبہ گوہانہ ضلع رہتک
مطبع مسلم پریس جھجر میں کارپردازان مطبع کے اہتمام سے چھپکر مشہور
جہاں ہوا۔ فقط

الرسالۃ المکیہ - فارسی - از کلام حضرت شیخ الاسلام خرد احمد فی ... سراج السالکین نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلیفہ اعظم و سجادہ نشین حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہم [illegible] دید کتاب ہے - اس میں جملہ رقعات حضرت مقدام الذاکرین ... خلفای راشدین و مریدان با اعتقاد کو تحریر فرمائے تھے عبارت ... بہ موافق سلیقہ اور حضرت مصنف اور اسرار الٰہی ... مضامین تصوف و شرع شریف نہایت عمدگی سے ادا کیے گئے ہیں ... و واقع سہارے خاص و عام کتاب ہے ایک جلد ضرور خرید فرمائیے

قیمت ایک روپیہ (دو آنہ)

شاد و اذکار - شرح ... کشکول شریف - اس میں ... شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ ... اذکار ... اور ترتیب ... لکھی ہیں ... حضرت ... شیخ عبد القدوس گنگوہی ... قیمت ... ۱ ... مشہور و معروف ... کا نام ... -

نغ خواند کی فضائل میلاد شریف - اللہ اللہ کیا ... بیان ہے جس نے ایک نظر دیکھا سو جان سے ... مداح رسول صلعم کا کلام ہے اسی سے ... کاغذ عمدہ پر جلی قلم سے لکھا ہوا طبع ... اکرم منگوائیں اور حظ اٹھائیں - قیمت ۱۲

... - از حکیم یوسفی رحمۃ اللہ علیہ حکیم ابو یوسف ... اپنے ... رکھتے ... شراق ... میں ... تصنیف ... قیمت ... و مطالب ... حضرت ... کا ... از ... کتب تصوف ... پیر و مرشد خاتم المشائخ فخر الاولیا مولانا محمد خواجہ اللہ بخش صاحب ... لکھا ہے ... التزام کیا ہے کہ ... سلسلے کے نامی و اسم گرامی کے ... اول ... میں انکا مختصر حال مع تاریخ پیدائش و ... مع چند کرامات جس پر تمام عالم کا اتفاق ہے درج کیا ہے - نیز ... خلفا بھی بیان ہوئے ہیں ... آپکی ارشادات ... حاصل کرکے لکھا ہے - ... اہل چشت ... ضرور اس سلسلے کو منگوائیں - اور حضرت ... معلوم ہونگے - قیمت ۴

... - حضرت سراج السالکین ... العارفین ... محمد ... شاہ ... صاحب ... تحریر فرمایا ہے - ... دید ہے قیمت ۴

غرائب الفوائد فارسی - از تصانیف حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ - کاشف رموز و معانی اشعار مغلق جنکے مطالب کی فہمیدگی سے معمولی ایا قت کے طالب علم تو کیا اچھے اچھے علما دین بھی قاصر تھے اور اسی وجہ سے ان سرائر الٰہی کے قائلین پر فتوائے کفر دیے گئے اور جان لی گئی - اس کتاب میں نہایت شرح و بسط سے ایسے جملہ اقوال و اشعار کے معانی بعد رفع شکوک درج ہیں کہ عقل حیران ہے اور حضرت ... کے ... ہونے کے واسطے دلیل کافی ہے - قیمت ۴

... نامہ ... بزبان فارسی ... نام ہی سے مطلب پیدا ہے ... یہ رسالہ بھی حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ... عمدہ کتاب لائق دید ہے ... واسطے قابل ... - قیمت ۲

مثنوی ... - شیخ عبد الرحمان نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ ... اور انکا خاندان نوشاہیہ معروف ... انکی تصنیف ... ایک نادر مجموعہ ہے - بالکل نایاب تھا - صرف ایک ہی نسخہ قلمی جو مختلط دستیاب ہوا جو طبع کیا گیا اس نسخہ شریف کا نام ہی اسکی عمدگی کے لیے کافی ہے ... تصدیق کے واسطے مطالعہ کتاب وافی ہے - دریائے معرفت الٰہی کو اس مثنوی کے ذریعے کوزہ میں بند کیا ہے - ہاں مطالب کی فہمید اور شرح کے لیے دفتر درکار ہیں - الا محشی نے بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے - شرح کے موافق جملہ متعلقات کا حاشیہ کیا ہے - عجب کاشف اسرار الٰہی مثنوی ہے - خود مصنف ہی دیباچہ میں فرماتے ہیں ... کہ ... این صحیفہ شاگرد ... زانکہ ... کشف آمد راز رب العالمین - قیمت باوجود حجم معقول صرف ۱۲

مناقب سلیمانی - یہ عجیب کتاب ذکر حالات و عادات وغیرہ حضرت مولانا فخر الاولیا خواجہ خواجگان خواجہ سلیمان چشتی تونسوی نور اللہ مرقدہم میں جامع و مستند ہے - ایک ہی کتاب ہے جو کہ حیات جناب فخر الاولیا میں لکھی ہے اور آپ کی نظر انور سے گذری - اور جسکی نسبت آپ نے ارشاد فرمایا کہ مصنف نے بہت احتیاط سے کام لیا - قیمت ۱۲

رسالۃ العلم مجلس - تو تصنیف کتاب ہے - اواب مجلس کا ذکر عمدہ طور سے کیا گیا ہے - قیمت ۲

ترغیب التعلیم - در تعلیم نسوان - ایک قصہ کے پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے کہ عورات کو علم پڑھانا ایک ضروری امر ہے - لائق دید کتاب - قیمت برائے افادہ عام صرف ۵ رکھی گئی فقط -

اشتہار

ترجمہ ملفوظات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم اردو

علم تصوف کی پانچ مستند اور اعلیٰ ملفوظات کا ترجمہ جس میں حسب ذیل متبرک و مقدس شامل ہیں۔

دیباچہ از جانب مترجم۔ ترغیب ذکر اذکار۔ اولیاء اللہ نہایت فصاحت سے۔ اس میں آیات و احادیث سے فضیلت ذکر اذکار اولیاء اللہ ثابت کی گئی ہے۔ مابعد۔ ترجمہ ملفوظ اول انیس الارواح مع مختصر حالات حضرت خواجہ ابی النور عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ جمع کردہ حضرت سلطان الہند معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ۔ ملفوظ دوم ترجمہ دلیل العارفین۔ قدس سرہ العزیز کا ملفوظ ہے جسے حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الدین بختیار کاکی دہلوی رح نے جمع فرمایا ہے۔ مع مختصر حال حضرت خواجہ بزرگ اجمیری نور اللہ مرقدہ۔ از جانب مترجم۔ ملفوظ سوم ترجمہ فوائد السالکین حضرت خواجہ قطب صاحب کا ملفوظ ہے۔ اسکو حضرت بابا فرید رحمہ نے جمع کیا ہے۔ مع مختصر حال حضرت خواجہ شہید المحبت رض از جانب مترجم۔ ملفوظ چہارم ترجمہ راحت القلوب مع مختصر حال حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ۔ کے جامع حضرت سلطان المشائخ مولانا نظام الدین اولیا قدس سرہ دہلوی ہیں۔ بیحد عجیب نافع کتاب ہے۔ ملفوظ پنجم۔ ترجمہ راحت المحبین مع مختصر حال حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی دہلوی قدس سرہ۔ از جانب مترجم۔ یہ آخرین ملفوظ پنج گنج ہذا ہے۔ اس ملفوظ کو حضرت طوطی ہند امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے کلمات بابرکات حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ جمع فرماتے ہیں۔ حق تو یوں ہے کہ اس مجموعہ کو پنج گنج بلکہ معدن لوا قیت و الجواہر کہنا چاہیے۔ آپ خود ملاحظہ سے خیال فرماویں کہ یہ کتاب کن زبردست خدا کے شیروں کا کلام ہے جنکے سراپا وجود سے ہندوستان میں دین اسلام کی جڑ مستحکم ہوئی۔ مثل مشہور ہے۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔ اسی سے اندازہ خوبی کتاب کا کر لیجیے۔ کاغذ عمدہ پر خوش خط طبع ہوئی ہے۔ اوصاف قیمت مجلد ملفوظات علاوہ محصول ڈاک چوچار آنہ ہوگا ایک روپیہ بارہ آنے قرار دی گئی ہے۔ باستثنائے دیباچہ و انیس الارواح ہر ایک ملفوظ جدا گانہ بھی بقیمت ذیل صرف مشتہر سے مل سکتا ہے۔

ترجمہ دلیل العارفین ۵/ ترجمہ فوائد السالکین ۴/ ترجمہ راحت القلوب ۱۰/
ترجمہ راحت المحبین ۸/ اس پتہ سے ہو۔

المشتہر

غلام احمد خاں۔ مترجم کتب تصوف۔ مقام جھجر ضلع رہتک۔